وأصحاب الشمال ما أصحاب الشمال في سموم وحميم وظل من يحموم

حصۂ دوم

سیف اللہ الاکبر

ملقب

ذوالفقار حیدری

معروف

اسکات الباغی

بنقض

منتہی الکلام

از تصانیف علم علامہ فاضل فہامہ کاسر اعناق منکری الامامۃ مرغم آناف المنحرفین عن طریق الاستقامۃ وجادۃ السلامۃ ذو السیف الشاہر والنفس الطاہر والمجد الباہر والکمال الظاہر الطبیب الحاذق الماہر صاحب الشرف الازہر مولانا الحکیم السید علی اظہر ابن العلامۃ الفقیہ الجلیل المؤتمن مولانا السید حسن ادام اللہ تعالی ظلالہما وبارک فی ایامہما ولیالیہما

مع رسالہ ارغام اللئیم والجام القسیم

در مطبع بوستان مرتضوی واقع لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا من اصحاب الیمین المتمسکین بولایۃ امیر المؤمنین واولادہ المعصومین ولم یجعلنا من اصحاب الشمال الکفرۃ الشاکین والفجرۃ المرتابین الفسقۃ الضالین المعاندین المحدثین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین واخیہ وصنوہ وصہرہ سید الوصیین واہلبیتہ الطیبین الطاہرین حجج اللہ فی الارضین الذین نصبہم اعلاما للدین ورضوان اللہ وغفرانہ علی اصحابہ الذین صاحبوہ ونصروہ فی اشاعۃ الدین المتین لا الذین یقال فیہم انہم لن یزالوا مرتدین والی اعقابہم القہقری راجعین امابعد پس کہتا ہے بندۂ افقر الی رحمۃ اللہ الاکبر سید علی اظہر بن المولی الاوحد الفقیہ المؤتمن السید حسن خلد اللہ ظلہ العالی وحشرنا فی زمرۃ الموالی کہ یہہ جلد ثانی ہے مجلدات کتاب سیف اللہ الاکبر ملقب بذوالفقار حیدر سے بذیل شرح حدیث متفق علیہ مشہور بحدیث اصحابی جسکو علمای اہل حق شکر اللہ سعیہم قدیم الایام سے واسطے ابطال قضیۂ کلیہ مقبولۂ سنیہ الصحابۃ کلہم عدول کے لکھی تھی

کرتے ہین چونکہ صاحب
واستبشار سے اس حد
بدانست خود جواب ا
تام حقیقت حال فوائد
قدری تفصیل احوال
بلول اور دلگیر ہون
ایمای مخاطب خوشتر
بنقض منتہی الکلام
یخلو الانسان من الذ
الناس مقبول قال ا
والیقین المسمی بقیم ال
المنکر ومنہا قد ظہ
خطہ ماہذا لفظہ
جس وقت اس اضعف
سراسر دیکھا جواب مج
سائل کثیب کو ہے
لکھا ہے اور اوسپر
انتہی اس عبارت کے
یہان کا طریقہ اسلاف
داد تحریف کی دی ہی
اثنا عشریہ ادام مولو

کرتے ہین چونکہ صاحب ضرب منکر نے بڑے فخر اور افتخار و ابتہاج و مباہات
و استبشار سے اس حدیث کو اپنے رسالہ منکرہ مین درج کیا اور
بدانست خود جواب اوسکا لاجواب جانا لہذا فقیر نے بھی بنظر کشف
تام حقیقت حال فوائد اشتمال اس مادہ مین باعراعات اختصار
قدری تفصیل احوال کے امید ناظرین با تمکین اندک تطویل سے
ملول اور دلگیر نہون کہ الضرورات تبیح المحظورات اور بحسب
ایمای مخاطب خوش نام اس حصہ کو مشتہر کیا بہ اسکات اللئام
بنقض منتہی الکلام وان عثرتم علی غفلة وسهو فنرجوا منكم العفو وقلما
يخلو الانسان من النسيان والذهول والعذر عند كرام
الناس مقبول قال المنكر المعاند الجاحد للحق المبين مع العلم
واليقين المسمى بقيم الدين فى رسالته المنكورة المسماة بالضرب
المنكر ومنها قد ظهر ان شر ادانا بلاهر وليس غير الجهل
خطه ماهذا لفظه واضح رای ارباب عقل سلیم وفہم مستقیم ہو کہ
جس وقت اس اضعف العباد نے رسالہ ابتر مذکورۃ الصدر کو
سراسر دیکھا جواب مجیب مصیب مین سے کہ جواب مین سوالات
سائل کثیب کے ہے اولاً اسیقدر عبارت کو مؤلف متعسف نے
لکھا ہے اور اوسپر اعتراضات کئے ہین کہ جواب حدیثہ اول
انتہی اس عبارت کے دیکھنے سے شک گذرا کہ مولف متعسف نے
یہان کا طریقہ اسلاف معدن اختلاف کا اپنی اختیار کیا ہے اور
داد تحریف کی دی ہے چنانچہ ہرگاہ برادر ریحان برابر باعث تردید رسالہ
ابتر اعنے برادم مولوی محمد عبدالحق سلمہ اللہ الاکبر نے اصل

جواب مجیب مصیب کا نوشتہ دست خاص مجیب مصیب میرے پاس
بھیجا صاف روشن کالشمس فی نصف النہار ہو گیا کہ مولف
متعسف محرف بیعدیل اور متعسف بی مثیل ہے الغرض ایسی حالت
مین اول نقل کرنی اصل عبارت جواب مجیب مصیب کی ضرور ہوئے تاکہ
مادۂ تحریف مولف متعسف ظاہر اور اس فعل قبیح سے اسکے
ہر شخص ماہر ہوجاوے نقل عبارت مجیب مصیب غفرہ اللہ
درجواب سوال سائل کتبہٖ ہداہ اللہ بلفظہ بلاریب مریب
حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ یہ حدیث
فریقین ہے اسمین کچھ شک نہین ہے پس اب بتایئے کہ آپ لوگ کا
امام زمانہ کون ہے بیان فرمایئے جب امام زمانہ آپکا کوئی نہوا اور
بغیر پہچانے ہوئے امام زمانے کے مرگئے تو موت آپکی جاہل کی ہوئے
اور جاہل کے واسطے نہین ہے مگر جہنم اور حدیث اصحابی کی صحاح ستہ
مین آپ کی موجود ہے مگر یہ نہین اسوقت بخوبی معلوم ہی کہ صحیح مسلم
یا بخاری مین ہے اس حدیث کا کوئی انکار نہین کر سکتا اور حدیث
اوپر کی صحیح مسلم و صحیح بخاری و اور کتاب مین بھی موجود ہے
واضح رہے نخل وطل جواب خدشہ اول قولہ من مات الخ اقول
ترجمہ اسکا یہ ہے کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اوسنے اپنے زمانے کے
امام کو مرا مانند موت اہل جاہلیت کے قولہ یہہ حدیث فریقین ہے
الخ اقول ہم انشاء اللہ تعالی عنقریب امام زمانہ کو بتادینگے
اور اس حدیث کا جواب شافی دینگے لیکن باقرار آپ ہی سے
ثابت ہے کہ یہہ حدیث آپکے یہان بھی ثابت ہے اب ہم استفسا

کرتے ہین کہ آپ امام زمانہ کو پہچانتے ہین یا نہین اگر نہین پہچانتے
اور بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے مرے تو موت آپکی مثل موت
اہل جاہلیت کے ہوئے اور آپ خود مقر ہین کہ جاہل کے واسطے نہین ہے
مگر جہنم اور اگر پہچانتے ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ وہ کون ہین ائمہ
اثنا عشر ہین یا سوا انکے اگر سوا انکے ہین تو یہہ ممکن نہین کسواسطے کہ امامت
آپ کے یہان منحصر ہے ائمہ اثنا عشر ہین پس غیر انکا امام زمانہ نہین
ہو سکتا اور اگر ائمہ اثنا عشر ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ گیارہ امام سابقین
سے ہین یا امام مہدی آخر الزمان لیکن شق اول پس باطل ہے اسواسطے
کہ زمانہ ائمہ احد عشر اولین منقضی ہو چکا پس اونمین کا کوئی اب امام زمانہ
نہین ہو سکتا۔ باقی رہی شق ثانی وہ بھی ممنوع ہے اسواسطے کہ اگر مراد
امام مہدی آخر الزمان عم ہون تو ضرور ہے آپ پر اثبات انکی وجود کا اسواسطے
کہ وجود اصل ہے اور معرفت فرع اور وجود فرع کا بدون اصل
کے ممکن نہین ہے ودونہ خرط القتاد۔ اور اگر فرض کیا جاوے وجود
امام مہدی عم کا پس ہم آپ سے استفسار کرتے ہین کہ امام موصوف کی
صورت و شکل کیسی ہے اور قد کتنا بڑا ہے اور ڈاڑہی کیسی ہے اور کتنی
بڑی ہے اور رنگ آپکے بدن کا کیسا ہے اور کب پیدا ہوئے اور کہان
پیدا ہوئے اور بالفعل کہان ہین وقس علی ذلک غیرہا من الحالات
اور جب آپ اسکو بدلیل بیان نہ کر سکے تو عارف امام زمانہ کی نہوئے
اور جو مرے تو بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے مرے اور ایسے شخص
کے واسطے آپ خود ارشاد فرما چکے ہین کہ نہین ہے مگر جہنم من حفر
بئرا لاخیہ فقد وقع فیہ قولہ پس اب بتائیے الخ اقول ہم لوگ کے امام

زمانہ جناب رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین
کسواسطے کہ امام کا اطلاق نبی پر بہی آیا ہے فرمایا اللہ تعالی نے خطاب
کرکے طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انی جاعلک للناس اماما
ترجمہ مین تجکو کرونگا سب لوگون کا پیشوا انتہی اور حضرت ابراہیم
نبی تھے پس ترجمہ حدیث مذکور کا یہہ ہوا کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اوسنے
نبی آخر الزمان کو مرا مثل مرنے اہل جاہلیت کے اور اہل سنت وجماعت
نبی آخر الزمان کو خوب پہچانتے ہین تو موت اونکی مثل مؤمنین کے ہوگی نہ
مثل اہل جاہلیت کے یا مراد امام سے حدیث موصوف مین قرآن ہے اور
اہل السنت والجماعت قرآن کو خوب جانتے ہین اظہر من الشمس ہے کہ کسقدر
حفاظ اس فرقہ سنیہ مین موجود ہین بلکہ یہہ نعمت عظمی انہین کے نصیب
مین ہے اور ناظرہ خوان تو لاتعد ولاتحصے ہین پس موت اہل السنت والجماعت
کی مثل موت مؤمنین کی ہوئی نہ مثل اہل جاہلیت کی اور اگر امام سے حدیث
موصوف مین خلیفہ ارادہ کیا جاوے تو بہی مضائقہ نہین اسواسطے کہ معنے
حدیث مسطور کے یہہ ہین کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اپنے زمانہ کے
خلیفہ کو درصورت وجود خلیفہ کے تو مرا مثل موت اہل جاہلیت کی کیونکہ معرفت
شخص موقوف ہے اوپر وجود شخص کے کما لایخفے قولہ جب امام زمانہ الخ اقول
امام زمانہ ہمارے یہان کیون نہین ہین ہم ثابت کرچکے کہ امام زمانہ پیغمبر آخر الزمان
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین یا قرآن مجید اور اگر خلیفہ مراد لین تو بہی کچہہ قباحت
نہین کما مر ہان آپ کے یہان البتہ کوئی امام زمانہ نہین معلوم ہوتا اگر ہو تو دلیل
سے ثابت کیجیئے قولہ اور بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے الخ اقول ہم ثابت
کرچکے امام زمانہ کو لیکن آپکے یہان ابہی تک امام زمانہ ثابت نہوا تو جزا کہی آسکے

آپ ہی لوگون کے اوپر مترتب ہے قولہ تو موت آپکی الخ اقول صواب
یہہ ہے کہ کہا جاوے تو موت آپکی مثل موت اہل جاہلیت کے ہوئی قولہ
قولہ اور جاہل کے الخ اقول یہ قضیہ غلط ہے ہم پوچھتے ہین کہ ایک شیعہ
جاہل ہے اور عزاداری امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی خوب کرتا ہے اور وقت
ذکر واقعہ کربلا کے خوب روتا پیٹتا ہے تو ایسا شخص جنتی ہے یا جہنمی اگر جنتی ہے
تو یہ قول آپکا باطل ہوا کہ جاہل کے واسطے نہین ہے مگر جہنم اور اگر جہنمی ہے تو
من بکی علی الحسین علیہ السلام او ابکی او تباکی دخل الجنہ کے کیا معنی ہین ہان
اگر جاہل سے مراد اہل جاہلیت لیا جاوے تو البتہ یہ خدشہ دفع ہو جاویگا
لیکن یہ ارادہ خلاف ظاہر ہے فقال ولا تکن من الغافلین جواب خدشہ
ثانی قولہ اور حدیث اصحابی کی الخ اقول اول و آخر حدیث کو حذف کرکے ایک
لفظ حدیث کا لکھا اور اسکے مطلب کو بھی بیان نہ کیا کہ مطلب اس حدیث کے
نقل کرنے سے کیا ہے لیکن ہم کہتے ہین کہ غرض اس حدیث سے یا طعن کرنا
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر منظور ہے یا کوئی غرض آخر ہے اگر کوئے
غرض آخر ہے تو اوسکو بیان کرنا چاہیے کہ اوسمین نظر کیجاوے اور اگر طعن
کرنا صحابہ پر منظور ہے پس کلا و حاشا کہ اس حدیث سے کسیطرح مذمت صحابہ
ثابت ہوتی ہو اب ہمین ضرور ہوا کہ بالکل حدیث کو نقل کرین بعد اسکے
رفع خدشہ کرین فیجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول
اصیحابی اصیحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال
العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید فیقال لن یزالوا مرتدین
علی اعقابہم منذ فارقتہم ترجمہ لائے جاوینگے بعض مرد امت میری سے

پس پکڑ لے جاوینگے اونکو بائین طرف تو کہونگا مین یار میرے ہین یار میرے
اپنی کہا جاویگا تو نہین جانتا ہے جو کچھ نو پیدا کیا ان لوگون نے بعد تیرے
تب کہونگا مین جیسا کہ کہا بندہ صالح یعنے عیسے علیہ السلام نے (ترجمہ آیت)
مین انسے خبردار تہا جب تک انمین رہا پھر جب تو نے مجھے پھیر لیا
تو تو ہی خبر رکھتا انکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے (انتہی) پس
کہا جاویگا یہہ گروہ رہے پھرے اپنی ایڑیون پر جب سے جدا ہو تو انسے
انتہی - اب غور کرنا چاہیے کہ برجال من امتی کا لفظ فرمایا اور یہہ دلالت
کرتا ہے قلت پر پھر آگے چلکے اصیحابی کا لفظ فرمایا کہ وہ صیغہ تصغیر کا ہے
دلالت کرتا ہے تقلیل پر اس سے معلوم ہوا کہ اشخاص قلیل ہین اب اس
حدیث سے بالکل صحابہ کا ارتداد سوای پانچ چہہ شخص کے سمجھنا نہایت بعید ہے
آگے چلکے اخیر حدیث مین لفظ لن یزالوا مرتدین کا فرمایا یہہ دلالت صریح
کرتا ہی کہ مراد اشخاص مذکور سے مراد چند قوم ہین کہ عہد خلیفہ اول و خلیفہ
ثانی مین مرتد ہوگئے اور اونکے ساتھہ خلیفہ اول و خلیفہ ثانی نے قتال کرکے
زیر و زبر کیا اور ان لوگون کو کسی نے اہل سنت وجماعت سے صحابہ
نہین کہا ہے اور نہ کوئی اونکی عظمت اور بزرگی کا معتقد ہے اگر کوئی کہے
کہ لفظ اصیحابی کا فرمایا کہینگے ہم کہ اصحاب کے معنے لغت مین ساتھی کے
ہین اور چند اشخاص انکے برسم رسالت و ایلچی گری کے زیارت سے
آن حضرت صلعم کی مشرف ہو جاتے تھے اور چند اشخاص منافقین بطمع
حصول غنیمت کے لڑائیون مین آپ کا ساتھہ دیتے تھے تو لغتہً انپر
اصحاب کا لفظ صادق آگیا اور کلام اہل السنت والجماعت کا انمین
نہین ہے بلکہ کلام انکا ان صحابہ مین ہے کہ قاتلین انکے ہین اور جب

زندہ رہے خوب اجرای اسلام کیا اور کفار کو مسلمان کرتے گئے اور
تاحین حیات انکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ شریک انکے رہے اور
نماز وغیر احکام دینی مین اتباع انکا کیا اور اونکے ساتھ لڑائیون مین
شریک رہے ہان اگر انکے حق مین کوئی روایت موجود ہو تو پیش
کیجیے وو دونہ خرط القتاد اقول بعون اللہ العلی الاکبر ارباب
عقول زاکیہ واصحاب اذہان صافیہ پر واضح ولائح ہو کہ ہرچند فقیر کو تابحال
نہین معلوم کہ کسینی اہل حق سے دربارہ حدیث اصحابی کوئی سوال صاحب
سے کیا تہا یا نہین چنانچہ اسیوجہ سے رسالہ فاروق اکبر مین اسکا ذکر بہی
نہین ہوا شاید سولف ضرب منکر نے بعرض ابطال اعتراض فاروق پر حملہ
لیکن خدشہ اول یہ پیش بندی کی ہو تو ممکن ہے بہرکیف ہرگاہ صاحب
ضرب منکر نے اس حدیث کا ذکر چہیڑا اور بڑی طمطراق سے بکمال فخر و
مباہات اس جواب کو بیان پیش کیا اور بزدانست خود ممتنع الجواب سمجہا لہذا
فقیر بہی حسب مودای ع رشتہ در گردنم افگندہ دوست * می برد ہرجا کہ خاطر
خواہ اوست * بتعاقب مخاطب مین اصل کیفیت اس جواب کی اور حقیقت اس
حدیث کی مصادیق کی انشاء اللہ بیان کرونگا اور چونکہ حدیث من مات
کے متعلق رسالہ فاروق اکبر سابقاً تحریر ہو چکا ہے اب جہان منکر اوس
رسالہ پر اعتراض کریگا وہان جواب اوسکا دیا جاوے گا اس جلد مین
صرف حدیث ثانی یعنے حدیث اصحابی سے بحث وفحص کیجاتی ہے جسکو ناحق
مخاطب نے اس طمطراق سے لکہا جو باعث پردہ دری اسلاف اہلسنت ہوا
اور اہل حق کو احوال صحابہ اہلسنت لکہنا پڑا حالانکہ عبارت مجیب مذکور بالکل
تحفہ اثنا عشریہ سے مسروق ہے جسکا جواب متعدد اہل حق کیطرف سے

ہو چکا ہے اور یہ بحث ایسا عظیم الشان ہے کہ قبل سے علماے فریقین اس
مین معرکہ آرا ہو چکے ہین چنانچہ منتہاے سعی علماے اہلسنت کے لئے منتہی الکلام
ملقب بہ تنبیہ اہل الخوض فی حدیث الحوض شاہد قوی موجود اور غلبہ علماے
کرام اہلحق شیعہ اثنا عشریہ رضوان اللہ علیہم کے لئے اس معرکہ مین کتاب
مستطاب **استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام فی رد منتہی الکلام**
بحمد اللہ المعبود دلیل کافی و برہان شافی کالشمس فی وسط النہار واضح و
آشکار صاحبان ادراک ان دونون کتابون کو ملاحظہ کرین اور حقیت حق
وبطلان باطل کا اذعان کرین ہرچند فریقین سے اب کسی کو منصب مناظرہ
ومباحثہ نہتا تا وقتیکہ اہلسنت تردید رد منتہی الکلام نہ کرین وہو محال مگر
چونکہ اس زمانہ کے حضرات اہلسنت کا معمول ہو گیا ہے کہ جو کچھہ کتاب
شاہ عبد العزیز وحیدر علی مین پاتے ہین اوسکو وحی منزل سمجھکر عوام مین
اوڑاتے ہین نہ جوابات دندان شکن کو اوسکے ملاحظہ کرتے ہین نہ ذرا شرماتے
ہین بلکہ وہی بے تکا ہانک اوٹھاتے ہین اور حافظونکی طرح آنکھین بند کرکے بے
تال و سر وہی گایا ہوا راگ گاتے ہین اور وہی پرانا رباب بجاتے ہین چنانچہ صاحب
ضرب منکر بہی اوس طریقہ پر چلے ہین لہذا بندہ نے بہی ذو الفقار حیدری علم
کیا اور بغرض اسکات لئام عصاے موسوی کو بجاے قلم لیا علاوہ بران اس
رسالہ مین بہی منتہی الکلام کی ابحاث متعلقہ بہذا المقام کے پوری خبر لی گئی ہے
پس قبل از توجہ باصل مطلب ورد جواب غیر مصوب اصل مقصود
علماے اہلحق کو دربارہ ذکر مطاعن خلفا وصحابہ مخصوصین اہلسنت
سمجہنا چاہیے اور فواید ومقاصد کو اوسکے ہر وقت خیال رکہنا
چاہیے اول یہ کہ چونکہ بمقابلہ حکم خدا و رسول یہ تمسک ثقلین

غرض ذکر مطاعن صحابہ و خلفا

ومتابعت ذریات معصومین جیسا کہ آیہ قل لا اسئلکم الخ اور حدیث
تمسک وسفینہ سے ظاہر ہے اہلسنت نے یہ اختراع جدید کیا کہ متابعت
ثقلین کو ترک کرکے اطاعت صحابہ بلکہ خلفاے ثلثہ مین سرگرم ہوے
اور ایسی بنیاد فاسد پر بمقابل عصمت اہلبیت طاہرین یہ قاعدہ بنایا
کہ الصحابۃ کلہم عدول لہذا علماے اہلحق واسطے اظہار حقیت و تائید
احکام خدا و رسول بتمسک عترت طاہرہ و ابطال قضیہ کلیہ موضوعہ
اہلسنت کے فسق و فجور صحابہ مخصوص کو آیات و احادیث سے ثابت
کرتے ہین تا حقیت مذہب حق و اطلان اس عقیدہ باطلہ کا بخوبی واضح
و آشکار ہوجاے دوسرے یہ کہ چونکہ یہ خلافت ساختہ و پرداختہ انہین
صحابہ کے تھے اسلئے حضرات اہلسنت واسطے تصحیح خلافت بکری کے
قائل بفضیلت عموم صحابہ ہوے ہین استدلیل سے کہ انہین صحابہ کے
فضایل مین آیات کثیرہ و احادیث متعددہ وارد ہین پس کیونکر ممکن ہے
کہ وہ لوگ ایسے امر باطل پر اجماع کرین لہذا علماے اہلحق بغرض ابطال
خلافت بکری و بطلان اجماع کذائی اون صحابہ کے بارہمین آیات قطعیہ
واحادیث صحیحہ جنسے فضایح و قبایح اون صحابہ کے ثابت ہون پیش
کرتے ہین جس سے فسق و فجور اون صحابہ کا ثابت ہوجاے اور اس اجماع
کا بطلان عقلاے عالم پر واضح ولایح قرار پاے تیسرے یہ کہ چونکہ اہلسنت
اون آیات و احادیث کو جو فضایل مہاجر و انصار مین بسبیل جزئیت مشروط
با یمان و عمل صالح و دیگر قیود و شروط وارد ہین تمامی مہاجر و انصار کے
حق مین بطور کلیہ پیش کرتے ہین تا کہ بشمول اونکے خلفا کی
فضیلت ثابت ہو لہذا اہلحق اون آیات و احادیث کو جن سے

فسق و فجور اونکے ثابت ہوتے ہین پیش کرتے ہین تاکہ امر حق واضح ہو جاوے
کہ جو لوگ ممدوح ہین وہ مصداق احادیث فضیلت ہین اور فاسقین و فاجرین
مصادیق احادیث قسم ثانی چوتھے یہ کہ خلفای ثلثہ و دیگر مہاجر و انصار سے
ترقی کرکے اہلسنت از راہ معاندہ اہلبیت طاہرین بغرض پردہ پوشی
امثال معاویہ وغیرہ کے عموم آیات و احادیث سے استدلال کرتے ہین اسوجہ
سے علمای اہل حق اون آیات و احادیث کو جس سے بطلان ان دعاوی
کاذبہ کا ظاہر ہو پیش کرتے ہین تا مکر و فریب اہلسنت کا واضح ہو جاوے اور
جو جس مرتبہ کا مستحق ہے اوسپر قرار پاوے از ینجاست کہ بہت سے آیات اور
بیشمار احادیث فضائح و قبائح صحابہ مین نزد اہلسنت موجود ہین مگر با غراض
فاسدہ اپنے اونکی تاویلات دور از کار کرتے ہین اور مقبوح کو ممدوح اور
ممدوح کو مقبوح بناتے ہین لہذا اصحاب انصاف کو ضرور ہے کہ جدل و
اعتساف سے درگذر کرکے مطلب آیات و احادیث پر غور کرین اور جو
جس مرتبہ کا لائق ہے اوس مرتبہ پر اوسکو پہونچائین نہ یہ کہ ظلمت و نور
آفتاب و شب دیجور کو ایک درجہ مین قرار دین اور از آنجا کہ احصا اون
آیات و احادیث کا اس مختصر مین ناممکن ہے لہذا ایسی حدیث اصحابی کی
طرف بنظر انصاف دیکھین کہ اوس حکیم عالم عقل مجسم نے کسطرح پوست
کندہ اپنے اصحاب کے احوال پر اختلال کو الفاظ مختصرہ مین بیان کیا
اور کیسے کیسے علامات بینہ کا اعلان کیا کہ اگر بنظر غور اس حدیث کی ہر پہلو
و جانب پر انسان نظر کرے تو مثل آئینہ کے حالات اون صحابہ کے
معلوم ہو جاوین اور بالیقین معلوم ہو کہ کون لوگ اسکے مصداق ہین
اصل حدیث جسکو مخالف نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ صحیح مسلم مین ہے

جواب اجمالی دربارہ حدیث اصحابی

عن ابن عباس قال قام فینا رسول اللّٰہ خطیباً بموعظه فقال یا
ایها الناس انکم محشورون الی الله حفاة عراة کما بدانا اول خلق نعیده
وعدا علینا انا کنا فاعلین الا وان اول الخلائق یکسے یوم القیمه ابراهیم
الا وانه سیجاء برجال من امتی فیوخذ بهم ذات الشمال فاقول یارب
اصحابی اصحابی فیقال انك لا تدری ما احدثوا بعدك فاقول کما قال
العبد الصالح وکنت علیهم شهیدا مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیهم وانت علی کل شئ شهید فیقال انهم لن یزالوا
مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم الحدیث یعنے حضرت ابن عباس سے
منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ ہم لوگ کو وعظ فرما رہے تھے اوسی
حالت مین فرمایا کہ ایہا الناس حشر تم لوگون کا بروز قیامت عریان ہوگا جیسا
کہ خدا نے فرمایا ہے اور سب سے پہلے جسکو لباس عطا ہوگا وہ ابراہیم خلیل اللہ
ہونگے اور کچھ لوگ ہمارے اصحاب سے گرفتار ہو کر آئین گے ہم کہین گے
کہ پروردگارا یہ تو میرے اصحاب ہین تب خطاب باری ہوگا کہ تو نہین جانتا
ان لوگون نے کیا کیا امور بعد وفات تیری حادث کئے ہین پس ہم اوس
آیت کی تلاوت کرینگے جسکو خدا نے حضرت عیسےٰؑ سے نقل کی ہے (کہ خداوندا
جب تک ہم اون لوگون مین رہے اونکے احوال سے مطلع تھے اب بعد وفات
تو ہی خوب اونکے حالات کو جانتا ہے پس خطاب باری ہوگا کہ یہ اصحاب
بعد تیرے مرتد ہوگئے اور اولٹے پاؤن پھر گئے جس وقت سے تو ان لوگون
سے جدا ہوا انتہی پس اس حدیث سے یہ امر بخوبی ثابت ہوا کہ وہ حضرت
اپنے بعض اصحاب کو مرتد فرماتے ہین کہ بعد آنحضرت کے وہ لوگ مرتد ہوئے
اور اون لوگون نے بدعتین دین مین قایم کین تو اب مجیب کا یہ کہنا کلا

دعا شاکہ اس حدیث سے کسی طرح مذمت صحابہ ثابت ہوتی ہو یقینا
باطل ہوا ہان اگر مرتد ہونے سے بہی مذمت نہ ثابت ہو تو خیر اور اہلحق
یعنی شیعہ اسدرجہ سے بڑہکر تو کوئی درجہ اونکے لیئے ثابت بہی نہین
کرتے اگر اہلسنت اسپر شیعون سے اتفاق کر لین کہ ہان صحابہ مرتد ہوئے
اگر مرتد ہونے سے کوئی مذمت نہین ثابت ہوتی تو پھر کوئی اختلاف ہی
نہین رہتا اور اس حدیث سے یہ بہی ثابت ہوا کہ یہ صحابہ وہی لوگ ہین
جو دنیا مین حضرت کے اصحاب کہلاتے تھے اور سب لوگ اونکو اصحاب
جانتے تھے چنانچہ تصریح اسکی مابعد باوضح طرق مذکور ہوگی انشاء اللہ
تعالی نہ وہ لوگ جنکو کوئی صحابی بہی نہین کہتا جیسا کہ خود مجیب نے
کہا ہے پس ضرور ہے کہ وہی صحابہ مراد ہون جو ہر وقت حضرت کے
پاس حاضر باش رہتے تھے اور اکثر امور مین دخل انداز ہوا کرتے تھے
کہ حضرت اکثر اونپر ناراض و غضبناک بہی ہوئے مگر بوجہ خلق عظیم
چندان تعرض اونسے نہ کیا کہ بمقتضاے شفقت عامہ روز قیامت بہی
فرماوینگے خدایا یہ تو میرے اصحاب تھے یہ انکی کیا حالت ہے کہ کشان
کشان جہنم کیطرف چلے جاتے ہین نہ وہ لوگ جنکو کبہی حضور ہی بہی
حضرت کے نصیب نہوتی تہی بلکہ گاہے گاہے بذریعۂ ایلچی گرے کے
شرف زیارت سے آنحضرت کی مشرف ہو جاتے تھے اور وہ لوگ
کافر ہوکر مری کیونکہ خود مولوی حیدر علی نے لکھا ہی کہ قیامت کے روز کافر
کا فرقہ الگ ہوگا اور مومنون کا فرقہ الگ پس کب ممکن ہی کہ وہ حضرت کافرونکی
شفاعت فرمادین اور معاذ اللہ ایسا کذب صریح فرمائین کہ یہ لوگ میرے اصحاب تھے
پس معلوم ہوا کہ یہ دار و گیر اون لوگونسے ہوگی جو بظاہر حضرت کے روبرو

پیش پیش رہا کرتے تھے کہ بسبب بدی اعمال کے خدا کا اونپر عذاب ہوگا اور
حضرت رسول اونکی بظاہر شفاعت خواہ ہونگے ازینجاست کہ خود رسول نے
اس حدیث کے مضمون کو بمقابلہ حضرت خلیفہ اول صدیق اعظم اہلسنت
ارشاد فرمایا جب ؓ دونون نے کہا کیا ہملوگ مثل شہدا ء احد کے اصحاب آپکے
نہین ہین تو حضرت نے فرمایا اصحاب کیون نہین ہو لیکن کیا معلوم تملوگ
ہمارے بعد کیا احداث کروگے جسپر خلیفہ صاحب بہت روئے جیساکہ جذب القلوب
عبد الحق دہلوی و موطائی امام مالک و دیگر کتب اہلسنت مین موجود ہی پس
اس حدیث و دیگر احادیث سے بخوبی معلوم ہوا کہ مراد آنحضرتؐ اصحابی
سے اس حدیث مین امثال خلیفہ اول ہین جنہون نے بعد وفات سرور
کائنات بلا انتظار غسل و کفن سقیفہ مین جاکر انصار رسول مختار سے کہ
منکم امیر ومنا امیر کہتے تھے کما فی صحیح البخاری لڑجھگڑ کر خلافت لی اور
برادر و داماد رسول کے حق کو غصب کیا اور اسی جرم پر کہ بیعت انکی
نہ کی بضعۂ رسول کے گھر جلانیکو آگ لکڑیان لے گئے اور قسم کہایا کہ اگر نہ
نکلوگے تو گھر جلا دینگے اور دختر رسول کو ناراض کیا ہر چند دربارہ
فدک اپنے حق ہبہ و حق میراث کو اوس بضعۂ رسول نے پیش کیا
مگر کسی طرح اون لوگون نے اوس معصومہ کو کسی دعوی مین سچا نہ سمجھا
جسپر وہ معصومہ مظلومہ ناراض رہین اور بد دعا فرماتی رہین اور ان صحابہ
نے کسی طرح اس حدیث کا بہی خیال نہ رکہا کہ حضرت نے فرمایا تہا فاطمۃ بضعۃ
منی من اذاها فقد اذانی ومن اذانی فقد کفر اور مدۃ العمر جناب امیر
اونکو انکو کاذب غادر خائن اثم جانتے رہی بقول خلیفہ ثانی کما فی صحیح مسلم جسکی تفصیل
بعد اسکے انشاء اللہ مذکور ہوگی پس بعد ملاحظہ ان احادیث و ان حالات کے کسی عاقل کو شک

بھی نہوگا کہ مقصود اس حدیث سے سوائی ان لوگون کے اور کوئی نہین ہے،
یہ جواب اجمالی تہا اس تقریر کا مجیب کے اب جواب تفصیلی کی طرف متوجہ
ہونا چاہیے کہ انشاء اللہ یقین واثق واعتقاد صادق حاصل ہوگا واللہ
ولی التوفیق وبہذہ ازمۃ التحقیق اور قبل اسکے کہ ہم جواب تفصیلے
کی طرف متوجہ ہون بیان بعض طرق اس حدیث کے ضرور ہین وقد نقل
بعضہا العلامۃ الدہلوی اعلی اللہ مقامہ فی المجلد الرابع من الترجمۃ
الاثنا عشریۃ فلنقتصر علیہا از انجملہ بخاری در صحیح خود روایت کردہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یرد علیّ یوم القیمۃ رہطٌ
من اصحابی فیحلئون علے الحوض فاقول یا رب اصحابی فیقول انک لا علم
لک بما احدثوا بعدک انہم ارتدوا علی ادبارہم القہقری نیز بخاری
روایت کردہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا قائم اذا زمرۃ حتی
عرفتہم خرج من بینی وبینہم فقال ہلم فقلت این قال الی النار واللہ
قلت ما شانہم قال انہم ارتدوا بعدک علی ادبارہم القہقری ثم
اذا زمرۃ حتی اذا عرفتہم خرج رجل من بینی وبینہم قلت این قال الی النار
واللہ قلت ما شانہم قال ارتدوا بعدک علی ادبارہم القہقری فلا اراہ یخلص
منہم الا مثل ہمل النعم نیز بخاری در صحیح بخاری روایت کردہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انا فرطکم علے الحوض ولیرفعن معی رجال منکم
ثم لیختلجن دونی فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا
بعدک نیز بخاری در صحیح بخاری روایت کردہ عن النبی صلے اللہ علیہ
وسلم قال لیردن علی ناس من اصحابی الحوض حتی اذا عرفتہم اختلجوا
دونی فاقول اصحابی فیقول لا تدری ما احدثوا بعدک نیز بخاری در صحیح

خود روایت کرده عن النبی صلی الله علیه وسلم قال انا فرطکم علی
الحوض من مر علی یشرب ومن شرب لم یظمأ ابدا لیردن علی اقوام اعرفهم
ویعرفونی ثم یحال بینی وبینهم قال ابو حازم فسمعنی النعمان بن ابی عیاش
فقال هکذا سمعت من سهل فقلت نعم فقال اشهد علی ابی سعید الخدری
لسمعته وهو یزید فیها فاقول انهم منی فیقال انک لا تدری ما احدثوا
بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیره بعدی وقال ابن عباس سحقا بعدا
فیقال سحیق بعید سحقه واسحقه ابعده مسلم در صحیح خود روایت کرده
عن ابن عباس قال قام فینا رسول الله صلی الله علیه وسلم خطیبا
بموعظة فقال یا ایها الناس انکم محشورون الی الله حفاة عراة کما بدانا
اول خلق نعیده وعدا علینا انا کنا فاعلین الا وان اول الخلائق یکسی
یوم القیمة ابراهیم الا وانه سیجاء برجل من امتی فیوخذ بهم ذات الشمال
فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا فاقول کما قال العبد
الصالح کنت شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم الی
قوله وان تغفر لهم فانک انت العزیز الحکیم قال فیقال لی انهم لن یزالوا
مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم وفی حدیث وکیع ومعاذ فیقال انک
لا تدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم از عایشه روایت کرده که میفرمود سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول وهو بین ظهرانی اصحابه انی علی
الحوض انتظر من یرد منکم فوالله لیقتطعن دونی رجال فلاقولن ای
رب منی ومن امتی فیقال انک لا تدری ما عملوا بعدک ما زالوا یرجعون
علی اعقابهم نیز مسلم در صحیح خود روایت کرده قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم یرد علی امتی الحوض وانا اذود الناس عنه کما یذود الرجل

ابل الرجال عن ابله قالوا یا نبی الله اتعرفنا قال نعم لکم سیماء لیست
لاحد غیرکم تردون علی غرا محجلین من آثار الوضوء ولیصدن عنی
طائفة منکم فلا یصلون فاقول یا رب هؤلاء من اصحابی فیجیئ ملک
فیقول وهل تدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم از انس بن مالک روایت
کرده عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لیردن علی الحوض رجال ممن
صاحبنی حتی اذا رأیتهم ورفعوا الی اختلجوا دونی فلاقول ای رب اصیحابی
اصحابی فیقال لی انک لا تدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم وبخاری روایت کرده اند
قال النبی انی علی الحوض حتی انظر من یرد علی منکم وسیوخذ ناس دونی
فاقول یا رب ومن امتی فیقال هل شعرت ما عملوا بعدک والله ما برحوا یرجعون
علی اعقابهم فکان ابن ملیکة یقول اللهم انا نعوذ بک ان نرجع علی
اعقابنا ونفتتن علی دیننا وقال ابو عبد الله علی اعقابکم ینکصون یرجعون
علی العقب مالک در موطا روایت کرده قال م النبی صلی الله علیه وسلم
بشهداء احد فقال هؤلاء اشهد علیهم فقال ابو بکر السنا باخوانهم یا
رسول الله صلی الله علیه وسلم اسلمنا کما اسلموا وجاهدنا کما جاهدوا
فقال صلی الله علیه وسلم بلی ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی فبکی
ابو بکر ثم بکی ثم قال وانا لکائنون بعدک یعنی گذشت پیغمبر خدا صلی الله
علیه وسلم بر شهدای احد پس فرمود اینها آن گروه اند که من گواهی میدهم
بر آنها یعنی به ثبات دین و قوت ایمان پس گفت ابو بکر آیا ما برادران اینها
نیستم ای پیغمبر خدا صلی الله علیک وسلم اسلام آوردیم چنانچه آنها اسلام
آوردند و جهاد کردیم چنانچه آنها جهاد کردند پس فرمود آن حضرت صلی الله
علیه وسلم بلی ولیکن من در نمی یابم که بعد من چها خواهید کرد پس گریست ابوبکر

دگریست پس گفت آیا بدرستی که مابعد تو باقی خواهیم بود - اور اس مضمون
کی سیکڑون حدیثین صحاح و غیر صحاح اہلسنت مین موجود ہین اور چونکہ مطلب
سبھون کے قریب ہی قریب ہین اسوجہ سے بلحاظ اختصار ترجمہ سب کا نہ لکھا
گیا اور ہرگاہ مطلب اس حدیث شریف کا بالاجمال معلوم ہوا اور بعض طرق
اسکے بہی مرقوم ہوگئے تو اب جواب تفصیلی استدلالات اہلسنت کیطرف متوجہ ہونا
چاہیے وان کان فی التفصیل نوع من التطویل لکنہ لایخلوا عن التحصیل
وانما نستعین من اللہ الجلیل وھو حسبی نعم المولے ونعم الکفیل
قولہ اب غور کرنا چاہیے کہ برجال من امتی کا لفظ فرمایا الی قولہ نہایت بعید
ہے **اقول** بعون اللہ العلی الاکبر امام المتکلمین سیدنا مولوی حیدر علی
صاحب منتہی الکلام مین فرماتے ہین اول آنکہ تصغیر را بر تقلیل عدد حمل کردن بکدام
وجہ است وجوابش آنکہ لفظ رجال در روایات این حدیث آمدہ و فعال در
جموع باستعمال قلت است پس تصغیر را بر تقلیل عدد حمل کردند تا با لفظ رجال
کہ در مفتح حدیث واقع است مرتبط شود و ایضاً لفظ رہط کہ بخاری نیز لفظ
بروایت ابوہریرہ آوردہ بتحقیق صاحب قاموس و امثالش دلالت
بر قلت عدد میکند زیراکہ او در بیان معنی این لفظ چنین فرمودہ قوم
الرجل وقبیلتہ من ثلثۃ او سبعۃ الی عشرۃ او مادون العشرۃ وما فیہم
امرأۃ و ہرچند بعضی از شارحین صحیح بخاری اطلاقش بر کثر از اربعین
ہم تجویز نمودہ اند لیکن خالی از ضعف نیست چنانچہ الفاظش
بران شہادت میدہد کما لایخفی علی المحدثین و مؤید تضعیف است
انچہ محدث جزری در نہایہ تحقیق آن نمودہ حیث قال والرہط من
الرجل مادون العشرۃ وقیل الی الاربعین ولایکون فیہم امرأۃ

منتہی الکلام

جواب تفصیلی

وتنوین رجال و آن را بصورت نکرہ وارد فرمودن نیز مشعر بر تقلیل و تحقیر است و عجب نیست کہ جمیع طرق این حدیث را تتبع میکنی بقول بعضی از محدثین الفاظ دیگر نیز مؤید این جمل بہم رسد انتہی اقول ہر چند الحق کو چندان غرض تقلیل و تکثیر سے نہین ہے کہ اس امر مین زیادہ بحث کیجاوے کیونکہ مقصود اونکا ابطال قضیۂ کلیہ مقبولہ اہلسنت الصحابۃ کلہم عدول ہے وہ بہر حال حاصل ہے خواہ محمول بر تقلیل ہو یا محمول بر تکثیر کیونکہ لا اقل بعض صحابہ کا مصدر احداث ہونا ثابت ہوگا پس یہ بعض بہی ابطال قضیۂ کلیہ الصحابۃ کلہم عدول کے لیئے کافی ہین ہان اگر غرض مولوی صاحب تقلیل سے اشعار کرنا ہے اوس حدیث کی طرف جو الحق کے یہان ائمہ ہدی علیہم السلام سے منقول ہے اور مسلک ثانی مین مولوی صاحب نے اشعار بہی کیا ہے کہ کہا در خاتمہ حدیث لفظ مرتدین صریح موجود ہست و این نص است درین کہ این حدیث مثل احادیث آخر اعنی ارتدت الصحابۃ کلہم اجمعون الا ثلثۃ بحق اہل ردہ وارد گردیدہ انتہی اور خود مجیب نے بہی اوس طرف اشارہ کیا ہے بقولہ اب اس حدیث سے بالکل صحابہ کا مرتد ہونا سواے پانچ چھہ شخص کے سمجھنا نہایت بعید ہے الخ تو بحولہ و قوتہ تعالی مین اسکو ثابت کرونگا کہ ہرگز تقلیل پر حمل کرنا یہان صحیح نہین ہے اما اولاً پس اسلیئے کہ خود مولوی صاحب فرماتے ہین کہ لفظ رجال اس حدیث مین وارد ہے جو دلالت کرتا ہے قلت پر یعنے اقل من العشرۃ پر اور بالیقین معلوم ہے کہ جن لوگون کو یہہ حضرات مرتد بیان کرتے ہین اور اونکو مصداق اس حدیث کا ٹھراتے ہین وہ لوگ ہرگز دس سے کم نہ تہے پس اگر حدیث نبوی مین تقلیل مراد لیجائے تو عدم مطابقت واقع لازم آتی ہے کیونکہ حضرت نے بقول مولوی صاحب

صـ ۵۶ منتہی الکلام

ابطال دعوی مولوی صاحب کے تقلیل عدد صحابہ

خبر دی تھی کہ کم از دہ مرتد ہونگے اور واقع مین مرتدین اضعاف مضاعف
وہ سے ہوئے پس یا تکذیب رسول خدا کو عیاذاً باللہ گوارا کرین وان
کانوا مرعنین بہ یا حمل بر تقلیل سے دست بردار ہون یا اون مرتدین کے
لیئے کوئی دوسری حدیث لاوین اور اس حدیث کو اپنے عشرہ مبشرہ کے
اکثر افراد کے حق مین قرار دین تاکہ مطابق افادات صاحب نہایہ ومجمع
البحار وشاہ عبد الحق دہلوی وغیرہ ہو جیساکہ مابعد مذکور ہوگا انشاء اللہ
تعالے ثانیاً سلمنا کہ اس حدیث مین لفظ رجال مفید تقلیل ہے اور
حمل رہط بر مافوق العشرہ بھی ضعیف ہے لیکن دوسری احادیث مین
مثل حدیث صحیح بخاری کے جو لفظ زمرہ وارد ہے اوسکو کیونکر محمول بہ تقلیل
کرینگے کہ خود قاموس مین ہے الزمرۃ الفوج والجماعۃ اور حدیث صحیح مسلم
مین جسکو خود مولوی صاحب نے نقلا عن الذریعۃ عن المشکوۃ نقل کیا ہے
بلفظ اقوام وارد ہے جو جمع قوم ہے اور بتصریح صاحب قاموس القوم
جماعۃ اقوام جمع اوسکی ہے اور نیز مسلم مین بلفظ طائفہ وارد ہے اور طائفہ
کا اطلاق بتصریح قاموس ہزار تک ہوتا ہے کذلک ناس وغیرہ جو الفاظ
تکثیر ہین پس یا قائل بہ تناقض احادیث مذکورہ ہون یا جمعا بین الاحادیث
قائل بہ تکثیر ہون لیطابق الواقع ایضاً ثالثاً یہہ کہنا کہ عجب نیست الخ
بھی غلط ہے بلکہ معاملہ برعکس ہوا کہ تتبع سے تکثیر حاصل ہوتی ہے نہ تقلیل
جیساکہ سابقاً بعض طرق احادیث منقول ہوئے جسمین ناس و زمرہ و اقوام
و طائفہ وارد ہے فصح قول الامام علیہ السلام ارتدت الصحابۃ کلہم اجمعون
الخ رابعاً لفظ اصحابی بھی اکثر طرق احادیث مین بلا تصغیر ہے چنانچہ
فتح الباری مین ہے جیساکہ منتہی الکلام مین ہے قولہ فاقول یارب

ص ۴۵۷ منتہی الکلام

ص ۴۱۹ منتہی الکلام

اصحابی فی روایة احمد وفی روایة احادیث الانبیاء باصیحابی بالتصغیر
الخ یعنے ایک روایت مین احمد کی اصیحابی بتصغیر ہے پس ایک یا بعض
کا حکم اکثر پر جاری کرنا بہر طور نا زیبا ہے خاصکر اگر مراد مرتدین سے
کل مرتدین مقتولین بید الخلفا ہین جیساکہ شاہ عبد العزیز وغیرہ کا
مسلک ہے تو باتفاق ارباب سیر و تواریخ وفن احادیث معلوم ہے کہ
وہ کہین زیادہ دس سے بلکہ سیکڑون بلکہ ہزارون سے تھے چنانچہ خود
مولوی صاحب تفسیر نیشاپوری سے نقل کرتے ہین کہ زمانہ خلیفہ اول
مین سات قبیلہ مرتد ہوئے اور ایک فرقہ عہد خلیفہ دوم مین غسان قوم
جبلہ بن ایہم پس کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان آٹھون قبیلہ مین کل نو یا
دس آدمی تھے بلکہ حسب تصریح شاہ ولی اللہ وغیرہ معلوم ہوتا ہے
کہ سوای مسجد مکہ و مدینہ و قریہ جواثا کے سب لوگ مرتد ہوگئے تھے اور
خود مولوی صاحب بھی اس روایت کے ناقل ہین پس اگر حضرت رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حدیث اصحابی مین انہین مرتدین کو مراد
لیا ہے تو سراسر عدم مطابقت واقع لازم آتی ہے کہ حضرت خبر دیتے
ہین کل نو دس آدمی مرتد ہونگے اور مرتد ہوئے سیکڑون بلکہ ہزارون
پس کسیطرح تطابق خبر اور واقع کی نہین ہوسکتی ولا یقول بہ احد فی
حق الرسول سابعاً بنابر اسکے قتال مرتدین مین خلیفہ اول کو کوئی
فضیلت بھی حاصل نہین ہوتی ہے جسکے اثبات کے لیئے شاہ ولی اللہ
نے کیا کچھہ خاک اوڑائی ہے اور جزو کے جزو ازالة الخفا کے سیاہ کیئے
اور مولویصاحب نے بھی بدانست خود کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا
کیونکہ نو دس آدمی کے قتل کرانے مین کونسی ایسی خوبی و لطافت ہے

جو خلیفہ صاحب کی اسدرجہ فضیلت ثابت ہو سابعًا اگر مرتدین سے
اصحاب کبائر و منافقین و ارباب بدعت وا ہوا الی یوم القیامت
مراد ہوں جیساکہ ابن التین سے خود مولوی صاحب نے نقل کیا ہے
تو دائرہ تکثیر اور بھی وسیع ہوتا ہے اور شرف صحابیت کل
منافقین روی زمین کو الی یوم القیامۃ ملتا ہے ثامنًا اگر مرتدین
سے بالتخصیص قوم مالک وغیرہ مراد ہوں جیساکہ مولوی صاحب
فرماتے ہیں تو باوصف مخالفت صریحہ دیگر علمای کبار بلکہ خود شاہ
صاحب استاد البریہ صاحب تحفۂ اثنا عشریہ جب تک مولویصاحب
قوم مالک کو کم از دہ منحصر نہ کریں یہ دعوی پیش نہیں ہو سکتا ہے
جو ہر طرح خارج از امکان ہے جیساکہ خود مولویصاحب تعداد
منکرین زکوۃ کو خارج از امکان بیان کرتے ہیں تاسعًا بنا بر قاعدۂ
مسلمہ بین الفریقین کہ الاحادیث یفسر بعضہا بعضًا میں کہہ سکتا ہوں
کہ حمل اس حدیث کا اقل من العشرۃ پر کسیطرح ممکن نہیں اسلیئے
کہ یہہ ارتداد فتنہ تھا چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے بعد ازان فتنہ
بغایت ردت بلند شد ثم قال و ان سر قول آن حضرتؐ بود درین
فتنۃ العصمۃ فیہا السیف رواہ حذیفۃ اور حصول فتنۂ قلیل مردم
سے خصوصًا اقل من العشرۃ سے جو قابل شمار بھی نہیں ہیں ناممکن ہے
جیساکہ شرح مشکوۃ میں شاہ عبد الحق دہلوی فرماتے ہیں عن
حذیفۃ قال واللہ ما ادری انسی اصحابی ام تناسوا گفت حذیفہ
بخدا سوگند کہ در نمی یابم من کہ آیا فراموش کردند یاران من
و یا فراموش می نمایند یعنے فراموش نکردہ اند ولیکن تکلف

میکنند و خود را فراموش کار می نمایند و الله ما ترک رسول الله
بخدا سوگند نگذاشت پیغمبر خدا من قائد فتنة ہیچ کشندهٔ فتنه را
و پید اکننده و بر پا دارنده آن را مثل عالمی که احداث بدعت کند
که سبب ضلالت گردد و مردم را بدان دعوت نماید یا امری که باعث
بر محاربه و مقاتله و قود کشیدن چار و ا چنانکه سوق راندن الی
الی ان ینقضے الدنیا تا سپری شدن دنیا من معه ثلث مائة فصاعدا
صفت قائد فتنه این ہست که میرسید کسانیکه با وی بند و تبعیت او میکنند
عدد سی صد را و زیاده ازان قد سماہ لنا باسمه مگر تحقیق ذکر کرد
او را آن حضرت برای ما بنام او و اسم ابیه و قبیلته و نام پدر و نام
قبیله وی و قید عدد سی صد ظاہر از برای آن کرد که اجماع این قدر از
مردم باعث بر وجود مفسده و لحوق ضرر بیشتر میگردد و اما اگر کمتر
ازین باشند اعتبار ندارند و الله اعلم جس سے معلوم ہوا کہ تین سے
آدمی سے اگر کم ہوں تو اونکا اعتبار ہی نہین ہے پس اگر وہ مرتدین دس
یا دس سے کم تھے تو اونکا اعتبار کیا اور اونسے مقاتلہ و محاربہ پر افتخار
کیا بالجملہ یہان تقلیل مراد لینا کسیطرح درست نہین ہے اور بفرض
تسلیم منافی مقصود اہل حق نہین ہے بلکہ تخفیف مؤنت ہوتی ہے کہ بنا بر
تکثیر اکثر صحابہ کا احداث بیان کرنا ہوگا اور بنا بر تقلیل ثلثہ ہی پر جو
اقل عدد جمع ہے اختصار ہوگا ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است
قولہ آگے چلکے آخر حدیث مین لفظ لن یزالوا مرتدین کا فرمایا
یہہ دلالت صریح کرتا ہے کہ مراد اشخاص مذکور سے مرتدین ہین
کہ موت انکی کفر پر ہے الخ اقول بعون الله العلی الاکبر جبتک

کلام علمای اعلام مین بخوبی غور نکرے اور اس بحر ذخار ناپیدا کنار کو بخوبی طے نکرے میدان مناظرہ مین قدم نہ دہرے کہ بجز اظہار جہالت اور کوئی فائدہ نہین ہو سکتا ارباب علم و کمال پر واضح ہو کہ جس حدیث کی مراد سمجھنے مین مجیب نے اس اختصار کو صرف کیا ہے اوسمین علمای اعلام و فضلای فخام انکی آجتک سرگردان تیہ ضلالت ہین کیونکہ بعد اختلاف شدید متقدمین اہلسنت نے مقصد اس حدیث شریف کو چند فرقون مین دائر کیا ہے اور محصل اوسکا جو منتہی الکلام مین ہے یہ ہے کہ صاحب فتح الباری نے کہا کہ مراد حدیث سے وہ لوگ ہین جو زمانۂ خلیفہ اول مین مرتد ہوئے اور ساتھ اونکے ابوبکر نے مقاتلہ کیا یہانتک کہ وہ اوسی حالت پر قتل ہوئے اور کفر پر مرے اور ابن تین نے کہا کہ ممکن ہے کہ اس حدیث سے منافقین مراد ہون یا وہ لوگ جو اصحاب کبائر و اصحاب بدعت ہین کہ موت اونکی اسلام پر ہے اور بیضاوی نے کہا کہ مراد اس سے وہ مرتدین نہین ہین جو اصل اسلام سے مرتد ہوئے بلکہ وہ لوگ جو استقامت امور سے مرتد ہوئے اور اپنے اعمال صالحہ کو ساتھ اعمال سیئہ کے بدل دیا اور شاہ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین فرمایا کہ مراد اس حدیث سے وہ لوگ ہین جنہون نے حقوق اہلبیت نبی مین تقصیر کی بالجملہ متقدمین محدثین کو اس حدیث کی مراد در حالت کرنے مین اختلاف تہا مگر متکلمین نے بوجہ دار و گیر اہلحق کے اسپر اتفاق کیا کہ مراد اس حدیث سے وہی مرتدین ہین جنکی موت کفر پر ہوئی اور بدست خلفا مقتول ہوئے تاکہ اپنے خلفا و صحابہ مخصوصین کو انطباق سے اس حدیث

کے نجات دین چنانچہ فضل ابن روزبہان نے اپنی کتاب ابطال الباطل
مین اسپر دعوی اتفاق کیا ہے حیث قال قلزم من هذه المقدمات
ان هذا الحدیث وامثاله فی هذا الباب فی شان اهل الردة کما قاله
العلماء ثم قال قد وقع التصریح فی هذه الحدیث علی ما ذکرناه
ان المراد منهم اصحاب الارتداد الذین ارتدوا بعد رسول اللہ وقاتلهم
ابوبکر الصدیق انتهی یعنے یہہ حدیث اور امثال اوسکی دربارۂ اہل
ردہ وارد ہے جیسا کہ علما نے بالاتفاق تصریح کی ہے کہ مراد اس سے
وہ مرتدین ہین کہ جو بعد وفات رسول خدا مرتد ہوئے اور اونسے ابوبکر
نے مقاتلہ کیا اور اسی مضمون کو شاہ صاحب نے بہی تحفہ مین لکھا ہے
اور مختار فاضل معاصر مولوی عبدالحی بہی یہی ہے جیسا کہ اپنی تعلیق
عجیب مین فرماتے ہین وان ارید الاصحاب اللغویة بمعنی من صاحب
النبی یکون الصفة المذکورة احترازا عن الذین ارتدوا بعد
الوصول الی الحق بعد موت النبی کما یدل علیه ما روی البخاری
عن عبد اللہ بن مسعود قال رسول اللہ انا فرطکم الخ مگر چونکہ اس
تفسیر وتشریح مین مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین لہذا امام المتکلمین
اہلسنت مولوی حیدر علی نے علی الرغم اپنی اسناد صاحب تحفہ
کے مصداق اس حدیث کا مالک بن نویرہ وامثاله مانعین زکوة کو
بالتخصیص قرار دیا مع الاقرار بایمانه حملا للاحداث بانکار الزکوة
وانکان ماؤلا فی عدمه اتیانه چنانچہ منتهی الکلام مین فرماتے ہین
دوم آنکہ باعث عدول این بزرگان از معنے حقیقی ارتداد کہ برگردیدن
از اصل دین اسلام است بسوی تبدیل اخلاق حسنه بسیئه وتغییر

صـ ١٦ تعلیق عجیب

صـ ٦٣

رسوخ بتزلزل یعنی ردتیکه عین کفر نباشد چیست وجوابش آنکه باعث
عدول چند دلیل است درین مقام بردو دلیل اکتفا ورزم یکی آنکه
درکتاب مجید پروردگار عالم وخطاب پیغمبر ما فخر بنی آدم برجای خود
بآیات قاطعه وبینات ساطعه تقرر یافته که خاشاک ظلمات غم واندوه
بشامت اعمال فاسده وعقائد زائغه بروجوه کفار نگونسار خواهد ریخت بلکه
آن گروه شقاوت پژوه را در روز قیامت برعکس اهل ایمان درسواد
وجه خواهد انگیخت تا هر یکے در محشر از مؤمنین وکافرین باهمدگر ممتاز گردد
وپردهٔ ناموس کفار رو بروی تمام خلق اولین وآخرین دریده شود
بالجمله بهر صورت ثابت شد که این هر دو گروه مؤمنین وکفار نزد هر کس ممتاز
خواهند بود والتباس یکی به دیگرے در قیامت باقی نخواهد ماند اما احادیث
که از ان اثبات این مدعا بکار آید در کتب فریقین باستفاضه وشهرت
رسیده واین اتم نیرین کتاب وسنت تافته که شفاعت درحق کفار
خصوصًا وقتیکه کفر وشرک اینها بر همه کس از اهل محشر نمایان باشد
حظے از جواز نیافته لاجرم حمل ردت واحداث بر تبدیل وتاخیر از حقوق
بحکم دقیق نظر ضرور افتاد دوم آنکه در روایت ابو سعید خود موجود است
که جناب خاتم النبیین چون خواهند دید که ملائکه آنها را بشفاعت من
نمیگذارند وبرای تعذیب همه را بسوی دوزخ میکشند خواهند
فرمود که سحقا سحقا لمن غیر بعدی لهذا بر تغییر وتبدیل محمول شد هر چند
رجوع از اصل دین یکے از افراد تغییر وتبدیل باشد لیکن چون در نفس
حدیث موجود است فلا اراه یخلص منهم الا مثل همل النعم کما
سیجیئ انشاء الله تعالی یعنی بشفاعت از ان دار وگیر نجات نخواهند یافت

مگر قلیل ارتداد را بر بعضی از شقوق و تاخیر از بعضی حقوق فرود آوردہ اند
فان الحدیث یفسر بعضہا بعضًا و بدیہی است کہ اگر بر رجوع از اصل
دین و اختیار مذہب کفار و مشرکین محمول می نمودند خلاص بعضی
از انہا ولو کان اقل قلیل از محالات و مستبعدات می بود زیرا کہ نجات
کفار نگونسار از عذاب دائمی نزد متکلمین فریقین مخالف نصوص قرآنی
و احادیث رسول ربانی است فکیف کہ بی تعذیب رہا شوند و در جہنم
نروند و ہو ظاہر پس معلوم شد آن جماعت بردت حقیقی متصف نبودہ اند
گو بارتکاب کبائر مستحق جہنم باشند اما حمل حدیث بر فساق و کفار جمیعًا
پس اگرچہ از اشکال رہائی و نجات میشود ولیکن بعضے از الفاظ مساعدت
نمیکند چنانچہ مفصل جوابش خواہی دانست انشاء اللہ و حضرت مؤلف
نیز از حمل ردت بر اختیار کفر بعد الاسلام نکیر شدید خواہد کرد انتہی مختصرًا
اقول و لنعم ما قیل ؎ انچہ دانا کند کند نادان ٭ لیک بعد از خرابی بسیار
یہ کل تقریر موافق مذہب منصور الحق ہے کہ مراد اس حدیث سے مرتدین
حقیقی نہیں ہیں جنکی موت کفر پر ہوئی بلکہ صحابۂ معروفین کے بعض یا اکثر
افراد مراد ہیں لیکن معلوم نہیں کہ اہلسنت کو کیا داعی ہوتا ہے کہ اس حدیث
کو خواہی نخواہی او نہیں اہل ردہ پر محمول کرتے ہیں جنکو مایت علی الکفر
مقتول بید خلفا جانتے ہیں جیسا کہ استاد البریہ انکے صاحب تحفہ اثنا عشریہ
مین بذیل آیہ مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ کہتے ہیں و مقاتلہ مرتدین بالاجماع
از خلیفۂ اول و اتباع او واقع شد زیرا کہ در آخر عہد پیغمبر سہ فرقہ مرتد
شدند اول بنو مدلج قوم اسود عیسے ذو الخمار کہ در یمن دعوای نبوت
کرد و بدست فیروز دیلمی کشتہ شد دوم بنو حنیفہ اصحاب مسیلمۂ کذاب

کہ در ایام خلافت خلیفہ اول بدست وحشی قاتل امیر حمزہ کشتہ شد
سوم بنو اسد قوم طلیحہ بن خویلد متنبی کہ حضرت پیغمبرؐ خالد را برو فرستاد
و او از دست خالد گریختہ بشام رفت و در عاقبت ایمان آورد و در زمان
خلیفۂ اول ہفت گروہ مرتد شدند اول بنو فزارہ قوم عنیبہ بن حصین
دوم غطفان قوم قرۃ بن سلمہ سوم بنو سلیم قوم ابن عبد یالیل چہارم
بنو یربوع قوم مالک بن نویرہ پنجم بعضی بنو تمیم قوم سجاح بنت المنذر متنبیہ
زوجہ مسیلمۂ کذاب ششم بنو کندہ قوم اشعث بن قیس کندی ہفتم
بنو بکر در بحرین و یک فرقہ در زمان خلیفۂ ثانی نیز مرتد شدند بہ نصاری
ملحق شدند و ہر یک از فرقہ ہای مذکورہ را خلیفۂ اول از بیخ و بن برکند
و در اسلام آورد چنانچہ مورخین برین امر اجماع دارند و حضرت امیر با قتال
مرتدین گاہے اتفاق نیفتادہ بلکہ خود فرمودہ ست کہ ابتلیت بقتال
اہل القبلۃ کما رواہ الامامیۃ فی کتبہم و اگر امامیہ آنہا را بنابر امامت مرتد
نامند گوئیم در عرف قدیم و جدید مرتد منکر اصل دین را گویند و اگر بتاویل
باطل جزئی را از عقائد اسلام منکر شوند آن را منکر نامیدن در عرف
جاری نیست و حمل معانی بالاجماع بر معانی عرفیہ لغت است نہ بر معانی اصطلاحیہ قوم و خود
و معہذا الفظ عن و بینکم صریح است در آنکہ انکار ایشان تمام دین و اصل آنرا
باشد نہ یک مسئلہ را از مسائل آن و مانعین زکوۃ را کہ در عہد خلیفۂ اول
مرتد نامیدند بجہت آنست کہ آنہا منکر وجوب زکوۃ بودند و ہر کہ منکر ضروریات
دین شود اصل دین را انکار کردہ باشد انتہی بقدر الحاجۃ اور جواب اس
حدیث صحابی کے افادہ فرماتے ہیں جواب ازین طعن آنکہ این حدیث
صریح ناطق است کہ مراد از اشخاص مذکورین مرتدین اند کہ موت آنہا بر کفر

صفحہ ۲۹۰ تحفہ اثنا عشریہ

شد و هیچکس از اهلسنت الجماعت را صحابی نمیگوید و معتقد خوبی
و بزرگی آنها نمی شود اکثر بنی حنیفه و بنی تمیم که بطریق وفادت بزیارت
آن حضرت مشرف شده بودند باین بلا مبتلا گشتند و خائب و خاسر
شدند کلام اهلسنت دران صحابه است که بایمان و عمل صالح ازین جهان
درگذشتند و باهم بجهت اختلاف آرا مناقشات و مشاجرات نموده
بودند و طرفین همدیگر را تکفیر و تبدیع نمودند و شهادت بایمان ندادند درحال
این قسم اشخاص اگر روایتی موجود داشته باشند بیارند قصهٔ مرتدین
مجمع علیه فریقین است حرف در قاتلان این فریق است انتهی اس عبارت
سے کئی فائدے حاصل ہوئے جو ہر طرح تحقیقات مولویصاحب کو خاک
سیاہ کر دیتے ہین پہلے یہہ کہ جملہ مرتدین گیارہ قبیلے تھے تین عہد رسول مین
سات قبیلے عہد ابوبکر مین اور عہد خلیفۂ دوم مین ایک قبیلہ کہ مجموع اونکے
گیارہ تھے پس اگر قبیلے کو بفرض محال واحد فرض کرین جب بھی تقلیل
حاصل نہین ہوتی جو مفاد حمل رجال بر اقل من العشرۃ ہے جیسا کہ مولویصاحب
کا دعوی ہے دوسرے یہہ کہ ظاہر کلام سے ان گیارہون قبیلے کا ارتداد
فی نفس الامر یکسان معلوم ہوتا ہے گو وجوہ اوسکے مختلف ہین اور یہی
وجہ ہے کہ ایک کا حکم دوسرے پر جاری کرتے ہین چنانچہ علاوہ تین
فرقۂ سابقہ کے قوم سجاح بنت منذر متنبیہ اور غطفان کی ارتداد کو
جو بوجہ نصرانیت و دعوی نبوت کاذبہ تہا شاہ صاحب نے سبکو ایک
حکم مین ڈالا اور کسیکو حتی کہ مانعین زکوۃ کو بھی مختلف عن الواجبات
نہ کہا جیسا کہ مولویصاحب کہتے ہین طرفہ یہہ ہے کہ مولویصاحب بھی خود
ان دونون قبیلون کو جو یقینی مرتد تھے مانعین زکوۃ کے ہم پلہ بتاتی

ہین جو مرتد واقعی نہ تھے بلکہ متخلف عن الواجبات تھے جنکو مورد حدیث
اصیحابی بناتے ہین جیساکہ تفسیر نیشاپوری سے جو نقل فرماتے ہین اوس سے
ظاہر ہے تیسرے یہہ کہ مالک بن نویرہ حقیقۃ مثل سب مرتدین کے مرتد
تہا نہ متخلف عن الواجبات سے پس یہہ سارا دمدمہ مولویصاحب کا مالک
کے بارے مین ہوا ہوگا کیونکہ مولوی صاحب اسی تخلف عن الواجبات
کی بنیاد پر مالک کو مورد حدیث اصیحابی بناتے تھے اور تقریر شاہ صاحب
سے وہ مرتد حقیقی قرار پایا تو مورد حدیث اصیحابی نہوا کیونکہ کفار
و مشرکین و مرتدین اوسکے مورد نہین ہو سکتے بنا بر تحقیق خود مولوی صاحب
اور مولویصاحب کے بیان سے وہ صرف مانع زکوۃ تہا نہ مرتد حقیقی
اگرچہ بوجہ انکار ضروری دین ہو پس شاہ صاحب کا دعوی بارتداد مالک
بہی غلط ہوا وہو مطلوب فخرج من خرج وولج من ولج چوتھے یہ کہ
خلیفۂ اول انسے مقاتلہ کرکے انکو اسلام مین لائے جس سے معلوم ہوا
کہ وہ اصل اسلام سے مرتد ہوگئے تھے پانچوین یہہ کہ جناب امیر علیہ السلام
مبتلا بقتال اہل قبلہ ہوئے جس سے معلوم ہوا کہ مقاتلین ابو بکر اہل قبلہ
نہ تھے چھٹے یہہ کہ عرف قدیم و جدید مین مرتد منکر اصل دین کو کہتے
ہین جس سے معلوم ہوا کہ یہہ لوگ یعنے مرتدین مذکورین منکر اصل اسلام
تھے ساتوین اگر بتاویل باطل کسی چیز کا عقائد اسلام سے کوئی منکر ہو
تو وہ مرتد نہین ہے آٹھوین عن دینکم صریح ہے کہ وہ لوگ یعنے کل
مرتدین خواہ وہ مرتد حقیقی ہون یا مانعین زکوۃ سے ہون سب کے سب
اصل دین کے منکر تھے نوین یہہ کہ عہد خلیفۂ اول مین جو لوگ مرتد ہوئے
بوجہ انکار زکوۃ کے وہ بہی حقیقۃ مرتد تھے کیونکہ منکر ضروریات دین

گویا منکر اصل دین ہے پس وہ بہی مرتد حقیقی سمجھے نہ متخلف عن الواجبات
وغیرہ جیسا کہ مولویصاحب لکھتے ہین اور اسیوجہ سے مصداق حدیث
بناتے ہین مگر افسوس ہے کہ شاہ صاحب نے اس جملہ سے خلیفۂ دوم و خلیفۂ
اول و دیگر صحابہ کی جہالت کو ثابت کر دیا کہ اونکو یہہ بہی نہ معلوم تہا کہ منکر
ضروری دین کافر ہوتا ہے جو قتل مالک کو سب ناجائز تصور کرتے تہے اور
بالخصوص خلیفۂ دوم کو ایسا اصرار تہا کہ خلیفۂ اول کو مجبور کیا کہ خالد قاتل
مالک مسلم کو قتل کرین یا رجم کرین یا معزول کرین یہانتک کہ آخر مالک کی
دیت بیت المال مین سے دلوائی اب ضرور ہے کہ شاہ صاحب بغرض
براءت ذمگی شیخین و صحابہ عار جہالت سے اسکے قائل ہون کہ اوس
زمانے مین ضروری دین منقح نہوا تہا تو دوسرا فساد لازم آتا ہے
کما سیجئ دوسرے یہہ کہ وہ لوگ جو بدولت خلیفۂ اول قتل ہوئے
خواہ بوجہ انکار زکوۃ کے مرتد ہوئے یا اصل اسلام سے وہ سب کفر
پر مرے اور یہہ امر یعنے کفر اون مرتدین کا مسئلہ اجماعی ہے بین الفریقین
اور ابن روزبہان بہی مدعی اجماع ہین اور شاہ ولی اللہ نے بہی بڑی
شرح و بسط سے ازالۃ الخفا مین اونکے مرتد و کافر ہونے کو ثابت
کیا ہے اور قاضی عبد الجبار معتزلی صاحب مغنی نے بہی اونکو کافر
کہا ہے گیارہوین یہہ کہ مورد حدیث اصیحابی مذکور اکثر بنی حنیفہ و
بنی تمیم ہین جو لوگ بنا بر تحقیقات تمامی اہلسنت یقینی مرتد عن الدین
اور کافر تہے چنانچہ ابہی قول شاہ صاحب مذکور ہوا دوم بنو حنیفہ
اصحاب مسیلمۂ کذاب پنجم بعضی بنی تمیم قوم سجاح بنت المنذر متنبیہ
زوجۂ مسیلمۂ کذاب اور مولوی حیدر علی نے بہی بڑی شرح و بسط سے

ارتداد مسیلمہ کو ثابت کیا ہے اور اسیوجہ سے مورد حدیث حوض ہونے سے خارج کیا ہے بارہوین اگر کہنا ان لوگون کو مبطل دعوائے تقلیل مولویصاحب سے کہ وہ مدعی قلت بلکہ اقل ہین بغرض مطابقت مفتح حدیث تیرہوین باین بلا ابتلا گشتہ کہنا شاہجی کا منحصر حصر ہی جیسے معلوم ہوا کہ یہی دو فرقہ یعنے بنو حنیفہ و بنو تمیم مصداق اس حدیث اصحابی کے ہین جو دونون یقینی کافر اور مرتد حقیقے تھے نہ غیر انکا جیسا کہ مولویصاحب نے مالک بن نویرہ کو بالخصوص مورد اس حدیث اصحابی کا قرار دیا ہے۔ الحمد اس تحریر سے شاہ صاحب کی معلوم ہوا کہ وہ لوگ حقیقۃً مرتد تھے خواہ بوجہ اعتقاد نبوت مدعیان نبوت ہو خواہ بوجہ نصرت خواہ بوجہ انکار ضروری دین کیونکہ منکر اصل دین کو مرتد کہتے ہین اور عرف قدیم اور جدید مین اطلاق مرتدین کا ایسے ہی لوگون پر ہے پس معلوم ہوا کہ وہ سب مرتدین حقیقے تھے اور موت اونکی کفر پر ہوئی اور ہرگاہ وہ لوگ مرتد حقیقے اور کافر تھے تو بنا بر تحقیق و تدقیق مولویصاحب وہ لوگ مورد حدیث اصحابی نہین ہو سکتے کیونکہ ابہی مولویصاحب نے بادلہ عقلیہ و آیات قاطعہ و بینات ساطعہ ثابت کیا ہے کہ کفار و مرتدین مورد حدیث حوض نہین ہو سکتے والا مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین اور شاہ صاحب کی تحریر سے یہ بہی معلوم ہوا کہ بنو حنیفہ و بنو تمیم جو مرتد حقیقے ہوئے وہی لوگ مورد اس حدیث کے ہین نہ مالک بن نویرہ پس الحمد للہ کہ انہین استاد و شاگرد کی تحقیقات رشیقہ و تدقیقات دقیقہ سے اون مرتدین مانعین زکوۃ کا عموماً اور مالک بن نویرہ کا خصوصاً مورد حدیث حوض ہونا باطل محض ہو گیا اور کرمانی و عسقلانی کی تحقیقات

جسپر مولوی صاحب کو بڑا ناز تھا خاک سیاہ ہو گئے لیکن بنا بر تحقیق
مولوی صاحب پس مثل آفتاب تابان نمایان ہے کہ وہ مورد حدیث
حوض مسلمین مقصرین نے بعض الواجبات کو قرار دیتے ہین جس سے
یہہ مرتدین و مانعین زکوۃ بوجہ کفر خارج ہین لیکن بنا بر تحقیق شاہ صاحب
پس اسلیئے کہ اگرچہ اونہون نے مورد حدیث حوض ان مرتدین کافرین کو
قرار دیا ہے مگر اونکے شاگرد رشید بلکہ ارشد نے دو دلیلون سے جو
آیات قاطعہ و بینات ساطعہ سے ہین مرتدین کافرین کا مورد حدیث
حوض ہونا باطل کیا ہے پس تقریر شاہ صاحب بہی کہ مورد حدیث وہی
مرتدین ہین باطل ہوئی چنانچہ شکل اول سے نتیجہ نمایان ہے باین طور کہ مانعین
زکوۃ مرتد حقیقی تہی اور جو مرتد حقیقی ہے وہ مورد حدیث حوض نہین
ہے پس نتیجہ یہہ ہوا کہ مانعین زکوۃ مورد حدیث حوض نہین ہین لیکن صحت
صغری پس بنا بر تحقیق شاہ صاحب ہی اور صحت کبری بنا بر تحقیق مولوی صاحب
یعنے مولوی حیدر علی پس الحمد للہ کہ انہین دونون اوستاد و شاگرد
کی تحقیقات سے بطلان اونکی اسلاف کے دعاوی کاذبہ کا ظاہر ہوا و
کفے اللہ المؤمنین القتال بہرکیف اب بقیہ عبارات مولوی صاحب جو
بعد عبارت سابقہ فرمایا ہے ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ وہ مضمون بلاغت
مشحون بہی قابل تماشای اولی الالباب ہے حیث قال المنون باستماع
خلاصہ معنے عبارت فاضل کرمانی کہ بجوامع الکلم تعبیر و تقریر فرمودہ
متوجہ باید شد کہ تصغیر لفظ اصحاب باصیحاب برای قلت عدد آنہاست
و خواص و حواریین سلطان سریر ختم رسالت کہ ملازمین آن جناب
ذ عارفین حقوق الغالی قباب بودند و ہزاران مدائح و مناقب آنہا

بعد نزول وحی وکشف حقائق برزبان صدق ترجمان سید کافه خلائق
گذشته مراد نیستند زیرا که ازین بزرگان بعنایت الٰهی تاخیر از حقوق
وتبدیل اخلاق حسنه بسیئه هم بظهور نه پیوسته بلکه ایشان اقدام بتائید
دین واسلام نمودند واساس کفر ونفاق را بانهدام رسانیدند داد
عدالت وانصاف دادند ودرصدد قلع ارکان جور واعتساف باوجود
کمال زهد وتقوی وخوف وخشیت خدا افتادند پس مصدر این تبدیل وتغییر
وتاخیر از حقوق نیستند مگر غیر ملازمین اعراب که بصیرتے در دین وحظی
کامل در اسلام حاصل نکرده بودند وبمجرد استماع خبر وفات سید کائنات
از دادن زکوة واخذ صدقات دست کشیدند بلکه بظلمت باطنے وعدم
رسوخ دینی بمکر وحیله یعنے از اعذار که بدتر از گناه بود پیش آوردند واز
فرضیتش بعد حیات نبوی منکر شدند وحق تلفی عباد وتاخیر از حقوق
ذمه ایشان لازم افتاد بالجمله از تبدیل وتحول شان که اسلام را بوجه
بصیرت قبول نکرده بودند وبعد از وفات سرور عالم علم لعنت و
عناد برافراشتند قدحی در صحابه کبار رسید ابرار لازم نمی آید والحمد لله
رب العالمین انیست مقصود فاضل متبحر چنانچه لفظ خواص اصحاب
وجفاة اعراب بمین هر دو امیر شاهد عدل است انتهی اقول اولاً
وه عبارت فاضل کرمانی جسکی شرح مولوی صاحب نے بیان کی
ہے بنا بر نقل مولوی صاحب یہ ہے کما قال اقول الکنون عبارت
نسخه شرح کرمانی که توصیفش بار بار برزبان خامه رفته واز عنایات
مجدده سبحانی نزد فقیر ورود یافته باید شنید تا اطمینان تام حاصل
واختلاج قلوب خاص وعام مستاصل شود محدث کرمانی میفرماید

فی کتاب الانبیاء فی باب ابراهیم الخطابی اصیحابی تصغیر الاصحاب
وهو تقلیل عددهم ولم یرد به خواص اصحابه الذین لزموه وعرفوا
الصحبة فقد صانهم الله وعصمهم من التبدیل ولا من الارتداد
الرجوع عن الدین انما هو التاخر عن بعض الحقوق والتقصیر فیه
ولم یرتد احد من اصحابه والحمد لله وانما ارتد قوم من جفاة
الاعراب من المولفة قلوبهم ممن لا بصیرة لهم فی الدین وذلک
لا یوجب قدحا فی الصحابة المشهورین رضوان الله علیهم اجمعین

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اصیحابی تصغیر اصحاب ہے واسطے قلت
عدد کے اور خواص اصحاب نہین مراد ہین کیونکہ وہ محفوظ ہین تبدیل
سے اور ارتداد یہی مرتد عن الدین ہونا نہین مراد ہے بلکہ تاخیر و تقصیر
کیونکہ مرتد نہین ہوئے مگر جفاۃ اعراب جنکو بصیرت نہین حاصل
ہوئی تھی اور صحابہ مشہور سے الحمد للہ کوئی مرتد نہین ہوا اسلیے پس
قبل از اظہار اختلال کلام مولوی صاحب کہ شرح اس متن کی ہے
وجوہ اختلال کلام کرمانی کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیئے پہلے یہ کہ تصغیر
کا حال قبل اسکے معلوم ہوا کہ کسطرح درست نہین ہے دوسرے یہ
کہنا کہ خواص اصحاب مراد نہین ہین غلط ہے جیسا کہ مابعد معلوم ہوگا
تیسرے یہ کہنا کہ کوئی اصحاب سے آنحضرت کے مرتد نہین ہوا
محض غلط ہے کیونکہ علاوہ جفاۃ اعراب کے جنکے ارتداد پر اسی حدیث
کو حمل کرتے ہین اور اونکو مورد حدیث اصحابی بیان کرتے ہین جو
بنا بر تحقیق شاہ صاحب نزد اہلسنت اصحاب بھی نہین تھے کئی ایک
صحابی یقینی مرتد ہوئے بلکہ اگر جفاۃ اعراب بعض واجبات کے

نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر مطبوعہ دہلی

مقصر ہوئے تھے تو یہہ صحابہ شرعی مرتد کافر ہوگئے اور اصل اسلام
سے دست بردار ہوئے چنانچہ نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر میں
علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں فی تعریف الاصحاب وقولی مات
علی الاسلام فصل ثالث یخرج من ارتد بعد ان لقیہ مومنا ومات
علی الردۃ کعبید اللہ بن جحش وابن خطل وقولی ولو تخللت ردۃ ای
بین لقیہ لہ مومنا بہ وبین موتہ علی الاسلام فان اسم الصحبۃ
باق لہ سواء رجع الی الاسلام فی حیوتہ ام بعدہ وسواء لقیہ ثانیا
ام لا وقولی علی الاصح اشارۃ الی الخلاف فی المسألۃ ویدل علی
رجحان الاول قصۃ الاشعث بن قیس فانہ کان ممن ارتد واتی
بہ الی ابی بکر الصدیق اسیرا فعاد الی الاسلام فقبل منہ ذلک و
زوجہ اختہ ولم یتخلف احد عن ذکرہ فی الصحابۃ ولا عن تخریج
احادیثہ فی المسانید وغیرھا انتہی یعنے تعریف اصحاب میں موت
پر اسلام کی قید اس غرض سے ہے کہ جو لوگ بعد ملاقات آنحضرت
کے مرتد ہوئے وہ نکل جائیں مثل عبید اللہ بن جحش اور ابن خطل کے
اور اضافہ لو تخللت ردۃ یعنے اگرچہ مرتد ہوا ہو لیکن بعد اوسکے اسلام
لاوے اور اسلام ہی پر مرے خواہ بعد وفات آنحضرت اسلام
لاوے اور ملاقات کرے یا نہ کرے اس غرض سے ہے کہ تا مثل اشعث
بن قیس داخل ہو کیونکہ وہ مرتد ہوا اور خلیفۂ اول کے سامنے
گرفتار ہو کر آیا ابوبکر نے اوسکا اسلام قبول کیا اور اپنی بہن کا اوس
سے نکاح کر دیا چنانچہ اسیوجہ سے کل علمانے اوسکو صحابہ میں لکھا
ہے اور سب نے اوس سے احادیث نقل کئے انتہی اور اوسکے حاشیہ

شاگرد رشید اونکے تحریر کرتے ہین قال المص وکذا من روی عنه
ثم مات مرتدا بعده وفاته ع کربیعه بن امیه بن خلف فانه لقیه
مومنا او روی عنه واستمر الی خلافة عمر فارتد ومات علی الردة
انتهی قال السخاوی وما وقع لاحمد فی مسنده من ذکر حدیث ربیعه
بن امیه بن خلف الجمحی وهو ممن اسلم فی الفتح وشهد مع النبی
حجة الوداع وحدث عنه بعد موته ثم لحقه الخذلان فلحق فی
خلافة عمر بالروم وتنصر بسبب شیء اغضبه یمکن التوجیه
بعد ما الوقوف علی قصته ازنزاده شرح الشرح یعنے اسیطرح وه
شخص جسنے روایت کیا آن حضرت ؐ سے اور بعد وفات آن حضرت ؐ
مرتد ہوا اور اوسی حالت پر وه مرا مثل ربیعه بن امیه کے که حضرت ؐ سے
ملاقات کی حالت ایمان مین اور تا خلافت عمر اسلام پر رہا بعد اوسکے
مرتد ہوا اور اوسی حالت مین مرا کہا سخاوی نے که احمد بن حنبل نے
ربیعه بن امیه سے روایت کیا ہے جو بروز فتح مکه مسلمان ہوا اور
رسول خدا کے ساتھ حجة الوداع مین شریک رہا اور حضرت سے
حدیث بہی روایت کی بعد وفات آن حضرت کے بعد اوسکے خلافت
عمر مین مرتد ہوا اور نصرانی ہو گیا پس شاید وجه روایت امام احمد
یه ہے که وه اسکے ارتداد سے واقف نه تہے انتہی پس حسب
تصریح ان لوگون کے معلوم ہوا که عبد الله بن جحش اور ابن خطل
اور اشعث بن قیس اور ربیعه بن امیه جو ملازمین رکاب سعادت
انتساب بہی تہے نه جفاة اعراب سے اور سب نے بالاتفاق اونکو
فرد اصحاب مین ذکر کیا ہے اور احمد بن حنبل ہے امام اجل نے

اونسے روایت کیا ہے یقینی مرتد و کافر ہوگئے پھر یہہ کہنا کہ کوئی صحابی رسول مرتد نہوا کیونکر صحیح ہوگا اور کتاب زین الفتی مین ہے فاما اول من تنصر فی الاسلام فانه الحارث بن سنان یعنے پہلا شخص جو اسلام سے مرتد ہوکر نصرانی ہوا وہ حارث بن سنان انصاری ہے جس سے معلوم ہوا کہ پانچ صحابی مرتد یقینی ہوگئے اور دو نصرانی ہوگئے اگر جفاة اعراب مرتد ہوگئے تھے تو اونہون نے فقط اداے زکوة کا بدست خلیفہ انکار تہا نہ یہہ کہ اصل اسلام سے مرتد ہوگئے بخلاف ان صحابہ کے جن سے روایتین موجود ہین اور امام حنبل اونسے حدیث نقل کرتے ہین وہ لوگ اصل اسلام سے مرتد ہوکر نصرانی ہوگئے پس اب بغیر اسکے انکو کوئی چارہ نہین ہے کہ لفظ اصحاب کو مخصوص کردین ساتہہ خلفاے ثلثہ کے جیسا کہ اصلی مقصود انکا یہی ہے اور بظاہر بغرض فریب دہی عوام عموما صحابہ کی بزرگی کے قائل ہین جیساکہ صاحب رجوم الشیاطین نے اسکی تصریح بہی کی ہے اور تعبیہ کلام کا اختلال نظام شرح صاحب منتہی الکلام سے معلوم ہوگا کہ بنا بر تصریح عینی وغیرہ ممن لا بصیرة لھو فی الدین کے خود خلیفہ ثانی بآن ہمہ دانی شریک اعظم بلکہ جزو اعظم بلکہ بے بصیرت مجسم قرار پاتے ہین کما سیجئ اور ہرگاہ اختلال کلام کرمانی معلوم ہوا پس مولوی صاحب کا حال بہی قابل لحاظ و لائق خیال ہے لیکن یہ کہنا مولوی صاحب کا خواص و حواریین سلطان سریر ختم رسالت مراد نہین ہین پس مراد اس سے آیا وہ اصحاب کرام ہین جو باتفاق تمامی فرق اسلامی ان اوصاف حمیدہ کے ساتہہ موصوف تھے یا وہ صحابہ مراد ہین کہ ہنوز اسلام اونکا

حارث بن سنان انصاری صحابی نصرانی ہوا

مین نزاع فریقین ہے کہ مآل کار اوسکا بحجز ثبوت اسلام ویا عدم اسلام کچھ نہین ہے پس اگر اول مراد ہے تو نعم الاتفاق ولا ریب فیہ عند اہل المذاق والاتفاق خیر من النفاق والاختلاف والشقاق اور ظاہر ہے کہ وہ صحابہ جو باتفاق فریقین بلکہ باتفاق کل فرقہ محمدیہ اوصاف حمیدہ موصوف ہین اور اخص خواص وحواری سلطان رسالت وملازم رکاب باسعادت وممدوح ہزاران مناقب ومصدر آیات واحادیث رفیع المراتب ہین وہ نہین ہین مگر امثال حضرت ابوذر وسلمان فارسی ومقداد وعمار وحذیفہ وخزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین وغیرہم من الصحابۃ الکرام ملازمی اہلبیت الاطہار کہ باتفاق فریقین ممدوح ومقبول ہین اما عند الشیعہ پس جیساکہ خود مولویصاحب نے اسکا اعتراف کیا ہے اور جابجا منتہی الکلام مین اون لوگون کو مقبولین اہل حق سے قرار دیا ہے اما عند السنیہ پس خود شاہ ولی اللہ نے ان حضرات کو نجبای رقبای اربع عشر سے اپنی ازالۃ الخفا مین شمار کیا ہے اور فضل بن روزبہان سنے انکو کہا ہے کلان فیہم من لم یتغیر ولم یبدل بعدہ بلاخلاف فہو من اہل النجاۃ بلانزاع الخ یعنے بعض ان صحابہ سے وہ لوگ ہین جنہون سنے بعد آن حضرت کسی امر مین تبدل وتغیر نہ کیا بلاخلاف پس وہ لوگ اہل نجات سے ہین بلانزاع اور اگر شق ثانی مراد ہے یعنے مقبولین فرقۂ واحدہ اہلسنت تو ہنوز کل تقاریر الحق دربارۂ عدم ایمان اونکے بحال خود قائم وبرقرار ہین بلا وعید اونکے متصف ہونا اون صحابہ کا ان اوصاف کے ساتھہ ناممکن وممتنع ومحال ہے جیساکہ ناظرین کتب سیر واحادیث پر مثل رابعۃ النہار واضح وآشکار ہے اور جملہ عارفین حقوق مین بہی وہی سب کلام باقی

ہے اگر براہ اتفاق فریقین ہے تو مسلم ہے لیکن مخاطب کو غیر مفید ہے
اور اگر براہ شقاق اتفاق مقبول نہو تو اثبات اس جملہ کا اون فرقون
کے لیئے از قبیل ممتنعات ہے خصوصًا در صورتیکہ نصوص صریحہ اونکا
مین موجود ہون کہ ابتدای فطرت سے تا اختتام مدت نہ وہ لوگ عارف
خدا ہوئے نہ عارف حقوق رسول اور کون کہہ سکتا ہے کہ جن لوگون کی
اکثر عمرون کا حصہ بت پرستی و شراب خواری و زناکاری مین گذرا ہو
اور بعد اسلام ظاہری ہمیشہ احکام خدا و رسول پر طعن و اعتراض کرتے
ہون اور حضرت اون پر ناراض ہوتے ہون وہ لوگ عارف بحقوق ہونگے
کیا عرفان اسیکا نام ہے کہ ہمیشہ احکام رسول پر اعتراض کرین حتی کہ خود
حضرت بقسم فرمائین کہ شرک کی ریشہ دوانی تم لوگون کے دلون مین مورچہ
کی چال سی بھی زیادہ مخفی ہے اور توریت کے نسخہ روبرو حضرت کے لاکر
اور اوسکی طرف میلان اپنا ظاہر کرین یہانتک کہ حضرت کا چہرہ جوش غضب
سے متغیر ہو جائے اور خلیفہ اول کی نسبت ثکلتک الثواکل یعنی سوگ کرین
تیرے لیئے زنان پسر مردہ فرمائین اور حضرت اگر کسیکو بشارت دیتے کا کلام
دین اور علامت واضح عطا فرمائین کہ لوگون کو یہ نعلین میری دکھا کر
بشارت دین اوسکو اس زور سے صدمہ پہونچاوین کہ چوتڑ کے بل گر جائے
اور اگر حضرت کسی پر بمصالح باطنیہ نماز جنازہ پڑھنا چاہین تو حضرت کا دامن
مبارک پکڑ کے پشت کی طرف کھینچین اور عتاب کرین اور حضرت کی نبوت
مین شک کرین اور روز حدیبیہ سب سی زیادہ اونکو شک اور بلکہ تحیر ہو
حضرت بحکم خدا مصالحہ فرمائین اونسے یہ حضرات آمادہ جنگ اور ان
کہ اگر اسی آدمی یا چالیس آدمی پاتے تو ضرور جنگ کرتے اور جسکے قول

کرنے کا حکم تھییں آن حضرت دین او سکو قتل نکرین اور دوسرے صاحب
یہہ بات بتاوین کہ جو ہمسے بہتر تہا اوسنے قتل نہ کیا اور جسکا خون عام
طور سے آن حضرت حلال کرین دیدہ و دانستہ اوسکو چھوڑ دیوین اور بمقابلہ
حضرت کے جان نثارون اور فدویون اور صحابہ مخصوصین کے حضرت
کے دشمن جانی کافر محض کی پاسداری کرین بلکہ ایک صاحب کی طرفداری
کرنے پر جو حضرت غضبناک ہون اور دوسرے صاحب بہی مشورہ فرمائین
تو وہ بہی اشرار کی طرفداری کرین اور حضرت کے غضب کا کچھہ خیال نکرین
اور حضرت اگر اون سے پوچہین کہ ہمکو کسقدر دوست رکھتے ہو تو کہین
اپنے نفس سے کم جبپر حضرت فرمائین کہ واللہ آدمی کبہی مومن نہین ہو سکتا
جبتک ہمکو اپنے نفس سے زیادہ دوست نہ رکھے اور حضرت کو لشکر اعدا
مین یکہ و تنہا چھوڑکر بہاگ جائین اور حضرت اونکو حکم قطعی دین نام بنام کہ
تم لوگ فلانے لشکر کے ساتھہ جاؤ اور عین بیماری مین جب افاقہ ہو تو چاہین
کہ وہ لشکر روانہ ہوا وہ لوگ جو نامزد ہوئے تہے گئے مگر حضرت کا حکم نہ مانین
اگرچہ آن حضرت لعن اللہ من تخلف فرمائین یعنے لعنت خدا کی اوسپر جو
اس لشکر مین نامزدگان سے نجائے اسپر بہی وہ لوگ حکم رسول کو نہ مانین
اور حسب خواہش باطل اپنے حکم خدا و رسول کو بالکلیہ باد ہوائی تصور
کرین اور جسکو حضرت اون لوگون کا امیر و سردار بنائین اوسکی امارت
اور سرداری پر اعتراض کرین اور جسکو آن حضرت اپنی قرب وفات
مین حسب حکم خدا باہتمام شدید کہ عین اثنای راہ مین وقت نصف
النہار اونٹون کے کجاوون کا منبر بناکر حضرت اپنا وصی اور خلیفہ اور
جانشین اور امام و مولی تمامی امت کا بناوین کہ خود خلیفہ دوم و صحابہ

سلمان فارسی ... الغفار ... صحابہ ... خلیفہ دوم ...
... علامہ شہرستانی ... اس بارہ مین کتاب ... عبقات الانوار ... مدارج النبوۃ ... شاہ عبد الحق دہلوی ...

شہ روضۃ الصفا جلد دوم ہی ص

وازواج نبی صلعم نے مبارکباد دی اوسکی خلافت اور امامت سے انکار کرین اور علیؑ وقت وفات یا قریب اوسکے جو حضرت بکمال خیر خواہی است و دلسوزی تمام خلقت و بغرض اشتمال منفعت دنیا و آخرت وصیت نامہ تحریر فرمانا چاہین اور فرمائین کہ کاغذ و دوات لاؤ کہ ہم وصیت نامہ تحریر کرین جسکے بعد پھر کوئی گمراہ نہو تو اوسکو روکدین اور لکھنے ندین بلکہ ایسا کہین کہ معاذ اللہ یہہ شخص غلبۂ درد سے ہذیان بکتا ہے انکی وصیت کی کیا ضرورت ہے کتاب خدا ہمکو کافی ہے اور ایسا غل غپاڑا و شور و ہنگامہ مچائین کہ وہ رسول جو مصداق اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ہے اون لوگون کو اپنی دولت سرا سے نکالدین کون عاقل یا احمق کہہ سکتا ہے کہ یہہ لوگ عارف بحقوق خدا و رسول تھے زندگی مین انکی یہہ حالت ہو بعد وفات اون سرور کائنات کے ان حضرات کی یہہ حالت ہو کہ نہ حضرت کا انکو غم ہو نہ رنج اہلبیت کی محزون رہنے پر شماتت کرین بلکہ خود اپنی احباب خاص کے مغموم رہنے پر تعجبانہ سوال ہو کہ ای طلحہ اسکی کیا وجہ کہ جب سے رسول نے وفات پائی تم زرد و مو غبار آلودہ رہتے ہو شاید اپنی ابن عم کی خلافت گران گذرتی ہے نہ اہلبیت رسول کو تسلی و تشفی دیجاوے بلکہ نہ اوس جثۂ مقدسۂ نبوی کے دفن و کفن کی فکر ہو ادہر روح مقدس نے جسم اقدس سے طرف عالم قدس کے پرواز کی اور یہہ حضرات جو منتظر وقت تھے اور اسی غرض سے لشکر اسامہ کے ساتھ روانہ نہوئے تھے بلا انتظار غسل و کفن سقیفہ بنی ساعدہ مین دوڑتے ہوئے جائین بلکہ یہہ جلدی ہو کہ ایک دوسرے کو کھینچتا جائے اور سلطنت و خلافت

ملل و نحل [illegible] بلکہ صحاح ستہ و تحفہ اثنا عشریہ صفحہ [illegible] ملل و نحل [illegible] ازالة الخفا صفحہ ۱۰۹ [illegible] ازالة الخفا [illegible] صفحہ [illegible]

کے لیئے آپسمین دنگا اور تکرار کرین اور بیہودہ نزاعون مین آمادہ قتل صحابی رسول ہون اور اقتلوا سعدًا قتلہ اللہ کا غل مچائین اور تحصیل دنیا مین ایسا مشغول ہون کہ تین[۵۳] روز تک جثہ مطہرہ رسول بے دفن چھوڑ دین اور جب تک استحکام اساس سلطنت و خلافت سے فارغ نہون متوجہ دفن وکفن نہون یہانتک کہ اسی دنیا طلبی مین شریک دفن رسول نہو سکے کما فی بعض الروایات اسکے بعد بہی تسلی وتشفی اہلبیت رسول کی فکر نہو بلکہ وہ اہلبیت رسول جو فراق مین ایسے نبی کریم کے مشغول گریہ وبکا ہون اور ساون لوگون کے امور دنیاوی مین شریک نہون اور حسب وصیت مشغول جمع قرآن ہون اور شریک بیعت نہون تو اوسکے لیے ایک صاحب حکم دین کہ جاکر قتل کروا اور دو[۵۴] سرے صاحب قسم کہائین کہ ہم گہر جلا دینگے بلکہ آگ لکڑیان لیکر اوسکا گہر جلانا چاہین اور دختر رسول اور داماد رسول اور نواسہای رسول کو عیاذًا باللہ اسی جرم کی بدولت کہ یہہ لوگ ہماری بیعت کیون نہین کرتے چاہین کہ جلا دین اور اوس گہر مین آگ لگا دین اگرچہ بعض اونکے عشرہ مبشرہ[۵۵] مین داخل ہون مگر چونکہ تسلی بنت رسول کے لیئے اوس معصومہ کے مکا نہین آتے ہین اور وہان پناہ لیا ہے وہ مفسد[۵۶] قرار دیئے جائین اور اونکے قتل اور جلا دینے کا ارادہ کرین اور بضعۂ رسول کو ایسی ایذا پہونچائین کہ اسقاط حضرت محسن ہو جای اور دختر رسول جو اپنے باپ کا متروکہ جسکو خود رسول نے اپنی زندگی مین ہبہ کر دیا ہو مطالبہ کرے تو نہ دین جسکی بدولت وہ پارۂ جگر رسول مدۃ العمر ناراض اور غضبناک رہے

اور تا دم وفات آوسنے کلام نکر سکے بلکہ اپنے جنازہ کی شرکت پر روادار
نہو یہانتک کہ وصیت کر جائے کہ یہہ لوگ کبہی ہمارے جنازہ پر شریک
نہون اور وہی متروکہ دوسرونکو دیدیا جائے بلکہ اگر کوئی اور صحابی کچہہ
مانگے تو بلاعذر دیدیا جائے بلکہ کفار و منافقین کے لیئے بخشش عام اور
جود و فیاضی کام مین لائی جائے اور وثیقہ لکہکر حوالہ کردین مگر بنت رسول
کو ایک پارۂ زمین کے دینے مین یہہ دقت کیجاوے کہ گواہی و شاہدی
کے بعد بہی محروم رہے اور جس حصہ کو خدا اور رسول نے حق اہلبیت نبی
مقرر کیا ہو اوس سے بہی وہ محروم کیے جائین ور خود وہ لوگ اقرار کرین
کہ داماد رسول و عم رسول ہمکو کاذب و غادر و خائن و آثم جانتے ہین
وغیر ذلک من الافعال کہ جنکا احصا یہان دشوار ہے پس ایسے لوگون
کون عاقل یا احمق بہی عارف حقوق رسول اور مصدر ہزاران مدائح او
مناقب کہہ سکتا ہے حاشا وکلا بخدا کوئی منصف مزاج ایسون کو دوست
وخیر خواہ و عارف حقوق رسول نکہے گا والاہر کافر و فاسق یقینے
انسے بڑہکر مؤمن کامل و عارف حقوق رسول قرار پاے گا ازینجاست
کہ بعض حضرات اہلسنت نے بہی مجبور ہو کر ایسون کو غیر عارف اور جاہل
ومنافق کہا ہے چنانچہ علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین فرماتے
ہین کما نقل فی تشئید المطاعن و فی کتاب الجہاد ہجر بدون
الہمزۃ و فی روایۃ الکشمیہنی ہناک ہجر ہجر رسول اللہ صلعم بتکرار
لفظ ہجر و قال عیاض معنے ہجر افحش ویقال ہجر الرجل اذا ہذی
و اہجر قلت نسبة مثل ہذا الی النبی صلعم لایجوز لان وقوع مثل ہذا
لفعل عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مستحیل لانہ معصوم فی کل حالۃ

فی صحته و مرضه بقوله تعالیٰ و ما ینطق عن الهوی و لقوله ع انی
لا اقول فی الغضب و الرضا الا حقا و قد تکلموا فی هذا المواضع کثیرًا
و اکثره لا یجدی نفعًا و الذی ینبغی ان یقال الذین قالوا ما شانه
اهجر او هجر بالهمزة و بدونها هم الذین کانوا قریبی العهد بالاسلام
و لم یکونوا عالمین بان هذا القول لا یلیق فی حقه ع لانهم ظنوا انه
مثل غیره من حیث الطبیعة البشریة اذا اشتد الوجع فیهم تکلموا من
غیر تحریر فی الکلام انتهی یعنے ہجر بدون ہمزہ اور بروایت کشمیهنی ہین
ہجر ہجر رسول ﷺ بتکرار ہے کہا قاضی عیاض نے معنے ہجر کے بری بات ہے
لوگ کہتے ہین ہجر بمعنی حقیقت کوئی ہذیان بکے عینی کہتے ہین کہ اوسکے یعنے
ہذیان کی نسبت حضرت کی طرف کسیطرح جائز نہین ہے کیونکہ نبی سے ہذیان
صادر ہونا محال ہے اسلیئے کہ وہ حضرت ہر حال مین معصوم ہین خواہ
صحت ہو خواہ بیماری کیونکہ خدا فرماتا ہے میر انبی خواہش نفس سے کوئی
کلام نہین کرتا بلکہ کلام اوسکا بوحی ہوتا ہے اور خود حضرت ص نے فرمایا ہے
کہ مین خوشی اور ناخوشی مین سوای حق کے کوئی بات نہین کہتا اور اس
مقام پر لوگون نے بہت سی باتین بنائی ہین مگر کوئی بکار آمد نہین ہے
اور میرے نزدیک مناسب یہہ ہے کہ کہا جاوے کہ جنہون نے ہذیان
کی نسبت حضرت کی طرف کی اور ہجر یا اہجر کہا یہہ وہ لوگ تھے جو تازہ
مسلمان تھے اور مدارج نبی ص سے ناواقف تھے اور رتبہ کو پہچانتے نہ تھے
اور نہ یہہ جانتے تھے کہ ایسا کلمہ حق مین حضرت کے کہنا جائز نہین ہے
اون لوگون نے حضرت کو بھی مثل اور لوگون کے خیال کیا کہ جب درد کا
غلبہ ہوتا ہے ہذیان بکنے لگتے ہین انتہی ترجمہ کلام علامہ عینی اور ابن حجر

عسقلانی شرح فتح الباری مین کہتے ہین قلت ویظہر لے ترجیح ثالث
الاحتمالات التی ذکرھا القرطبی و یکون قائل ذلک بعض من قرب دخوله
فی الاسلام وکان یعہد ان من یشتد علیه الوجع قد یشتغل به
عن تحریر ما یرید ان یقوله الخ یعنے تاویلات قرطبی سے زیادہ میرے
نزدیک ترجیح ثالث یہہ معلوم ہوتی ہے کہ قائل اس کلمہ کا وہ شخص تہا
جو قریب قریب مسلمان ہوا تہا الخ پس معلوم ہوا کہ قائل اس کلمہ کا
بے بصیرت اور جاہل اور تازہ اسلام تہا کہ وہ واقف نہ تہا حضرت کے
مراتب سے اور مدارج رفیعہ سے بیخبر تہا کہ امر ناجائز کا دربارہ حضرت
مرتکب ہوا اور باتفاق اکثر اعاظم محدثین و علمای متدینین مثل ابن اثیر
جزری فی النہایہ و خفاجی نے نسیم الریاض و امام نووی فی شرح
صحیح المسلم و شیخ عبد الحق دہلوی فی شرح المشکوۃ وغیرہم من الثقات
جناب خلافت مآب عمر بن الخطاب قائل اس جملہ کے تہے تو اب بہ ترتیب
مقدمات یہہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ حضرت عمر بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان
جاہل قدر نبی آخر الزمان تہے باین طور کہ حضرت عمر نے رسول کو لیہجر کہا
اور جو شخص رسول کو لیہجر کہے وہ بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان جاہل
ہے پس حضرت عمر بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان جاہل ہین وهو المطلوب
بالجملہ یہہ کلام مولویصاحب کہ جو لوگ مورد ہزاران محامد و مناقب
ہین وہ مصداق اس حدیث کے نہین ہین پس صحیح ہے جو لوگ واقعی
مصدر ہزاران فضائل و مناقب ہین وہ ہرگز مصداق حدیث حوض
نہین ہین مگر یہہ وہ لوگ ہین جو مقبول عند الفریقین و مسلم الثبوت عند
الطرفین ہین لیکن جن لوگون کو فقط آپ مصدر فضائل و مناقب

بیان کرتے ہین وہ لوگ اون فضائل و مناقب کے مصداق نہین
ہین بلکہ فے الواقع وہی لوگ حقیقۃً مورد حدیث حوض ہین جیسا کہ
مابعد بتفصیل تمام مصدر احداث ہونا اونکا مذکور ہوگا پس فرق تعیین
و تشخیص ہین ہے وبالاتفاق خیر من الاختلاف باقی یہہ دلیل جو مولویصاحب
پیش کرتے ہین زیرا کہ ازین بزرگان بعنایت آلہی تاخیر از حقوق ہم بظہور
نہ پیوستہ بلکہ ایشان اقدام بتائید دین اسلام نمودند الخ پس شاید
مولویصاحب کا یہہ خیال ہے کہ درمیان تبدیل و تاخیر بعض حقوق و
اقدام بتائید دین اسلام منافات اور تناقض ہے کہ دونون ایک جا
جمع نہین ہوسکتی ہین تو پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ یہہ بزرگوار باوصفیکہ تائید
اسلام کرتے تھے مصدر احداث ہون مگر صد شکر کہ خود مولویصاحب اپنی اس
دلیل کو باطل کرتے ہین چنانچہ دربارۂ مالک بن نویرہ کہتے ہین وان
عنیتم بارتداد المالک المذکور انحرافہ عن بعض الحقوق و احداثہ
فی الشریعۃ مالم یؤذن بہ اللہ سبحانہ فہب انہ کان کذلک لکن
لا یمتنع اجتماع الاسلام مع ہذہ المرتبۃ یعنے اگر تم ارتداد مالک سے
یہہ مراد لیتے ہو کہ وہ بعض حقوق سے منحرف ہوا اور شریعت مین
احداث کیا پس ایسا ہی ہے لیکن اسلام کا جمع ہونا ایسے مرتبہ کے
ساتھہ محال نہین ہے پس یہی تقریر بعینہ دربارۂ صحابہ مقبولین اہلسنت
بھی بطریق اولے جاری ہے کہ وہ لوگ بھی باوصف اقدام بتائید دین
اسلام جامع مرتبۂ تقصیر بعض حقوق و احداث فی الشریعۃ ہوئے چنانچہ
حدیث نبوی مین بھی اسکی تصریح ہوئی ہے کیونکہ آپ خود اس حدیث
کو ازالۃ الغین مین صحیح و معتبر بیان کرتے ہین جو صحیح بخاری مین ہے

ص ۸۶

ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر و باقوام لا خلاق لھم و برجال ما ھم
من اھلہ ازالۃ الخفا مین ہے و اگر این داعیہ از دل کسے بجوشد او را خلیفہ
خاص نتوان گفت اگر فاجر است مصداق ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل
الفاجر گردید و اگر فاجر نیست مثل سنگ و چوب او را تحریک کنند و بتحریک او کار
مطلوب بہ اثبات رسانند و او را ہیچ فضیلتی نہ جس سے معلوم ہوا کہ محض
اقدام بتائید دین اسلام کرنا اور کفار سے مقابلہ کرنا ہرگز موجب فضیلت
نہین ہے جب تک شرائط دیگر کا مثل ایمان و حقیت وغیرہ کے تحقق نہو اور
یہان ویسا ہی ہے کہ گو بظاہر دین اسلام کی تائید ہوئی مگر شرائط مقبولیت
مفقود ہین از انجاست کہ با وصفیکہ خالد بن ولید جو عہد رسول مین سردار
لشکر ہوا اور خلیفۂ اول کی خلافت بدولت اوسکے قائم رہی کہ مجاہد کہلانے
لگے اور خلیفہ صاحب نے اونکو سیف اللہ کہا مگر جناب خلیفۂ دوم کے
نزدیک واجب القتل لازم العزل رہے اور یہی کثرت قتل ذریعۂ ملال خلیفہ
دوم نے خلیفۂ اول سے کہا اعزلہ فان فی سیفہ رھقًا کیف یقتل مالکًا
و یاخذ زوجتہ کما فی انسان العیون لبرھان الدین الحلبی یعنی خدمت
خلیفۂ اول مین خلافت مآب نے عرض کیا کہ خالد بن ولید کو معزول کرو
کیونکہ اسکی تلوار مین بڑی تیزی ہے مالک کو قتل کیا اور اوسکی زوجہ پر
متصرف ہوا اور تاریخ کامل التواریخ ابن اثیر مین ہے قال عمر لابی بکر
ان سیف خالد فیہ رھق یعنی عمر نے ابوبکر سے کہا کہ سیف خالد مین
تیزی ہے پس اگر مطلقا جہاد کرنا اور جنگ و پیکار موجب فضیلت ہے
تو پھر خالد بن ولید با وصف ان فتوحات کے اس تیزی سیف کی باعث
کیون خلیفۂ دوم کے نزدیک معیوب و معتوب ٹھہرا اور فتوح شام واقدی مین ہے در بیان

ازالۃ الخفاء

اگر تائید دین بعمل فاجر

ص انسان العیون سریۃ خالد بن الولید الی بنی خذیمۃ ۱۲

کہ ابو عبیدہ نے خالد کو واسطے نصرت عبد اللہ بن جعفر کے روانہ کیا
تو خالد نے کہا والآن اشہد ک انی جعلت نفسی فی سبیل اللہ حبسا وسوف
لحامل امیر المؤمنین اذ قال انی لا ارید الجہاد الا لاجل النمو الخ کما فی
تشئید المطاعن جس سے معلوم ہوا کہ خلیفۂ دوم نے خالد کو کہا کہ خالد
ارادۂ جہاد نہیں کرتا مگر واسطے بلند نامی کے پس اگر مطلق جہاد جسطرح
ہو موجب فضیلت نہیں تو خلیفہ صاحب نے کیون مذمت کی اور انکو
قلب خالد پر کیونکر اطلاع ہوئی بہرکیف اس تقریر سے بخوبی ثابت
ہوا کہ مطلق جہاد اور تائید دین خدا مین جنگ وجدال کرنا موجب
مدح نہین ہے جب تک شرائط ایمان وحقیت وخلوص نہ ثابت ہو
اور اثبات ان امور کا یہان محال ہے یہین سے ہے کہ خود شاہ صاحب
حاشیۂ تحفہ مین فرماتے ہین ولاشک ان کان یشہد معہ المشاہد
ویحضر المغازی المنافق یطلب الغنائم والرقیق الدین والمرتد وشاکو
الخ یعنے حضرت کے ساتھ مشاہد ومعرکہای جہاد مین منافقین ومرتدین
وشاکین بہی شریک ہوتے تھے الخ جنھے یقینے کچھ نہ کچھ کسی غرض سے
ہو تائید دین ہوتی تھی پس اگر محض شرکت جہاد موجب فضیلت ہے
تو وہ منافق کیونکر کہے جا سکتے ہین اور ان امور سے اگر ہم قطع نظر بہی کرین
تو خود بنص رسول حضرت شیخین کا غیر متصف ہونا ساتھ نصرت دین کے
ثابت ہے جیسا کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۵۶ مین ہے کہ حضرت نے قریش سے
فرمایا واللہ خدا اوس شخص کو تمپر بھیجے گا کہ جسکے قلب کا خدا نے واسطے
ایمان کے امتحان کیا ہے اور تم لوگون کو قتل کرے گا واسطے حمایت دین کے
تو ابوبکر نے کہا یا حضرت کیا ہم ہین حضرت نے فرمایا نہین تب عمر نے کہا یا حضرت

ہم ہین حضرت نے فرمایا نہین لیکن یہہ وہ شخص ہے جو مرمت میرے
میرے نعل کی کرتا ہے اور اوسوقت جناب امیرؑ کو نعل مبارک واسطے
درست کرنے کے دیا تہا پس ہرگاہ بنص رسول شیخین کا ضارب علی
الدین کا ہونا معلوم ہوا اور مابعد انشاء اللہ اسلام و عدم تبدیل و تغیر
مالک وغیرہ مانعین زکوۃ بتصریح تمام مذکور ہوگی پس اب شیخین و خالد
وغیرہ پر وہ حکم جاری ہوگا جو صحیح بخاری صفحہ ۶ مین ہے سمعت
رسول اللہ صلعم یقول اذا التقی المسلمان بسیفیہما فالقاتل والمقتول
فی النار الخ یعنے جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرے تو
قاتل اور مقتول دونون جہنم مین ہین اور کیونکر کوئی مسلمان اسکا قائل
ہو سکتا ہے کہ جن لوگون کو نفس رسول زوج بتول مصداق علی مع
الحق والحق مع علی کاذب غادر خائن آثم جانتا ہو کما فی صحیح المسلم صفحہ
۵۱ جلد ۲ وہ لوگ کبہی مومن و دیندار ہونگے حالانکہ صحیح بخاری مین ہے
ص ۶ ورق کہ فرمایا حضرت نے چار علامت نفاق ہے جسمین چارون
جمع ہون وہ منافق خالص ہے اور جسمین ایک ہو اوسمین ایک شعبہ
نفاق سے ہے جب امانت رکہی جائے اوسکے پاس وہ خیانت کرے یعنے
خائن ہو اور جب کلام کرے جہوٹ بولے یعنے کاذب ہو اور جب عہد
کرے غدر کرے یعنے غادر ہو اور جب مخاصمہ کرے تو فجور کرے
یعنے فاجر ہو پس باوصف ثبوت ان اوصاف اربعہ کے شیخین مین
نزد جناب امیر حسب بیان خلیفہ ثانی اسلام کہان رہا بجز نفاق کے
الا ان یکون مخالفاً للرسول ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین
لہ الہدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم

وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا لیکن یہہ کہنا مولویصاحب کا کہ پس مصدراین
تبدیل وتغییر وتاخیر از حقوق نیستند مگر غیر ملازمین اعراب کہ بصیرتے
در دین وحظے کامل در اسلام حاصل نکردہ بودند پس بغرض تسلیم
کلام عینی وعسقلانی سے معلوم ہوا کہ خلیفۂ دوم کو وقت وفات
رسالت مآب تک بصیرت کامل اور حظ وافر اسلام سے نہ تھا پس اگر صاف
صاف اقرار کردیتے کہ وہی یا وہ بھی مصداق اس حدیث کے
ہیں فنعم الاتفاق لیکن یہہ کہنا مولویصاحب کا وبجرد استماع خبر
وفات سید کائنات الخ پس یہہ جملہ بھی مفید آپکے مطلب کا نہیں ہے
کیونکہ اگر مقصود آپکا تعمیم ہے یعنے جملہ منکرین زکوۃ مصداق اس حدیث کے
ہیں تو موافق آپکی راے کے مفتح حدیث کے بالمرہ مخالف ہوتا ہے اسلیئے
کہ آپ وہان تقلیل کے قائل ہیں جسے کہ اقل من العشرۃ میں داخل کیا ہے
اور یہان منکرین زکوۃ کی تعداد سیکڑون سے بھی متجاوز ہوتی ہے
جیسا کہ کلام شاہ ولی اللہ سے ظاہر ہے عن قتادۃ قال انزل اللہ ھذہ
الاٰیۃ وقد علم انہ سیرتد مرتدون من الناس فلما قبض اللہ
نبیہ ارتد عامۃ العرب عن الاسلام الا ثلثۃ مساجد اھل المدینۃ
واھل المکۃ واھل الجواثا من عبد القیس وقال الذین ارتدوا نصلی
الصلوۃ ولا نزکی واللہ لا نغصب اموالنا فتکلم ابو بکر فی ذالک
یتجاوز عنھم وقیل اما انھم لو قد فقھوا ادوا الزکوۃ فقال واللہ
لا افرق بین شیء جمعہ اللہ ولو منعونی عقالا مما فرضہ اللہ
ورسولہ لقاتلھم علیہ فبعث اللہ بعصاب مع ابی بکر فقاتلوا
حتی قتلوا واقروا بالماعون وھو الزکوۃ قال قتادہ فکنا نتحدث

ص ۱۷۶ ازالۃ الخفا

فرقت [illegible] مانعین زکوۃ

ان هذه الآية في ابابكر واصحابه فسوف يأتي الله بقوم يحبهم و
يحبونه الخ یعنے قتادہ سے منقول ہے کہ خدا نے یہہ آیت نازل کیا اور
وہ جانتا تھا کہ کچھہ لوگ مرتد ہونگے جب آن حضرت نے انتقال فرمایا تو عام
عرب اسلام سے مرتد ہوئے مگر تین مسجد اہل مدینہ اہل مکہ اور اہل جواثا
قبیلہ عبد القیس سے اور جو لوگ مرتد ہوئے وہ کہتے تھے کہ ہم نماز پڑہینگے
مگر زکوۃ نہ دینگے قسم بخدا کہ ہم مال اپنا غصب ہونے نہ دینگے پس ابوبکر
سے لوگون نے کہا کہ انسے درگذر کرو بعض نے کہا اگر یہہ واقف ہوتے
تو زکوۃ دیتے ابوبکر نے کہا واللہ ہم جدا نکرینگے اوس چیز مین جسکو
خدا نے جمع کیا ہے اگر یہہ لوگ وہ ریسمان جسمین جانور باندہی جاتی
ہین نہ دین مفروضہ خدا سے تو ہم انسے قتال کرینگے پس خدا نے اس
لشکر کو ہمراہی ابوبکر اوپر مسلط کیا یہانتک کہ اونکو قتل کیا اور زکوۃ
اونسے لیا کہا قتادہ نے کہ پس ہم لوگ باخود ہا بیان کرتے تھے کہ یہہ
آیۂ در بارۂ ابوبکر نازل ہوا جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہہ لوگ یعنے
جسقدر لوگ مرتد ہوئے وہ اصل زکوۃ کے منکر تھے اور اونہین
پر مرتد عن الاسلام کا بہی اطلاق ہوا اور سوای مکہ اور مدینہ اور جواثا
کے جتنے لوگ مسلمان تھے وہ سب کے سب بوجہ انکار زکوۃ کے مرتد
ہوگئے اور بوجہ اقرار زکوۃ پہر مسلمان ہوئے اور کتاب زین الفتی
مین ابو محمد احمد بن محمد بن علی عاصمی بذیل ذکر ارتداد حارث بن سنان
اسدی لکھتے ہین وکان اول من ارتد فاما اہل الردۃ فکانوا لا ینتصرون
ولا ینتہون ولا یتجسون انما قالوا نصلی ونصوم ولا نودی
الزکوۃ فاما اول من تنصر فی الاسلام فانہ حارث بن سنان انتہی

یعنے حارث بن سنان اول شخص ہے جو مرتد ہوا اور اہل ردة نہ نصرانی
ہوئے تھے نہ یہودی نہ مجوسی وہ یہی کہتے تھے کہ ہم نماز پڑھینگے روزہ
رکھینگے مگر زکوة نہ دینگے پس اس سے بھی بخوبی واضح ہوا کہ جتنے لوگ مرتد
ہوئے تھے وہ اصل اسلام سے نہین مرتد ہوئے تھے بلکہ بوجہ انکار
زکوة مرتد ہوئے اور ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین بذیل انکار ابن
مسعود از قرانیت معوذتین فرماتے ہین وقد قال ابن الصباغ فے
الکلام علے مانعی الزکوة وانما قاتلهم ابو بکر علے منع الزکوة ولم یقل
انهم کفروا بذلك الخ یعنے قتل نہ کیا ابو بکر نے اون لوگون سے مگر بوجہ
منع زکوة کے اور یہ نہ کہا کہ وہ لوگ کافر ہوگئے الخ پس اگر کل مرتدین
کو جو بتصریح اکابر اہلسنت حقیقة مانعین زکوة سے تھے مورد اس حدیث
اصحابی کا قرار دین جیسا کہ مولویصاحب نے فرمایا و بجہت استماع خبر وفات
سید کائنات از دادن زکوة واخذ صدقات دست کشیدند الخ تو
خود اونکے کلام مین تناقض صریح لازم آتا ہے کیونکہ ابتدا مین تقلیل
کے قائل ہوئے جسکو اقل من العشرة بنایا تھا اور اب مرتدین کی مقدار بہت
کثیر قرار پاتی ہے ولا یرضی به عاقل فضلاً عن فاضل پس معلوم ہوا
کہ مراد مولویصاحب کل افراد مرتدین مذکورین نہین ہے بلکہ مالک
بن نویرہ و اصحاب اونکے مراد ہین چنانچہ مولویصاحب نے جابجا
اسکی تصریح بھی کی ہے اور کل مرتدین کو نکال کر بالخصوص مالک بن
نویرہ کو مع اتباع مصداق اس حدیث کا قرار دیا ہے چنانچہ ایک
مقام مین ہے وان عنیتم بارتداد المالك المذکور انحرافه عن
بعض الحقوق واحداثه فی الشریعة مالم یؤذن به الله فهب انه

منتہی الکلام صـ۵۶

ص ۸۷ منتهی الکلام
ص ۹ منتهی الکلام

کذلک الخ دوسرے آمدم بر اثبات تبدیل و تقصیر و احداث مالک
بن نویرہ کہ بجہت انکار زکوۃ بر ذمہ او لازم افتاد الخ تیسرے وجہ ایسے
کہ علماے الحق شکر اللہ مساعیہم فی الدین و رضی اللہ عنہم اجمعین
در شروح احادیث خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام وغیرہ در
اسفار معتبرہ علم کلام تحقیق و الزام طرح اقامت ادلہ بر ردت مالک
متشیعین بالمعنے المشار الیہ فگندہ الخ چوتھے بعد انکار مسیلمہ و طلیحہ
بن خویلد و اسود عنسی مرتدین کی مصداق حدیث حوض ہونے سے

ص ۹۹ منتهی الکلام

فرماتے ہین پس معلوم شد کہ از سائر اہل ردہ حریفان نبی پر لوع
مراد اند الخ علاوہ اسکے تمامی منتہی الکلام مین مصداق حدیث بنانے
مین سوای مالک بن نویرہ کے اور کسیکا نام مذکور نہین ہے جس سے
معلوم ہوا کہ مولویصاحب کے نزدیک مصداق حدیث حوض تحقیقاً مالک
حضرت عمر یعنے مالک بن نویرہ ہے پس ہر چند اس تحقیق کا بطلان
بہی کلام شاہ صاحب سے ظاہر ہے جیسا کہ مذکور ہوا مگر بحول اللہ
و قوتہ تعالے اب خود کلام مولویصاحب سے مالک کے مصدر
تبدیل و تغییر و احداث و تقصیر ہونے کو ایسا باطل کرتا ہون کہ پہر
جاے دم زدن نہ ہے کیونکہ مولویصاحب بصارۃ العین مین فرماتے
ہین و در باب بطلان خلافت یزید انچہ در احادیث نبویہ و تصریح اکابر اہلسنت
مذکور ست اگر مخاطب والاشان را شوق استماع آن در سر باشد مختصرش بگوش دل بشنود اخرج
الرویانی فی مسندہ عن ابی الدرداء قال سمعت النبی صلعم یقول اول
من یبدل سنتے رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید انتہی اور
ازالۃ الغین مین فرماتے ہین وکیف کہ حضرت نام یزید فرماید و خروج او

ص ۲۰۳

بنص شارع بوقوع آید وہیچ قیدے از طرف خود افزودہ نشود
پس اول من یبدل سنتی رجل یقال لہ یزید بلا معارض ماند انتہی
جس سے معلوم ہوا کہ یزید پہلا شخص ہوگا جو تبدیل سنت رسول
کریگا پس اگر مولویصاحب قائل ہون کہ مالک سے تبدیل وقوع
مین آیا تو تکذیب اس حدیث کی لازم آتی ہے پہر اولیت تبدیل یزید
کیونکر درست ہوگی مولوی صاحب یقینا قبول کرتے ہین پس تحریر
سابق اونکی جو دربارۂ مالک ہے یقینی منسوخ ہوگئی معہذلک بنظر
مزید تسکین خاطر بوقت ماثر مولوی حیدرعلی ضرور ہے کہ حال مالک
کیطرف توجہ کامل کیجائے اور تحقیق حق حاصل کیجائی پس واضح ہو
کہ اس مقام پر جناب سید مرتضی علم الہدی رضی اللہ عنہ وارضاہ
نے عجب تحریر لطیف و تقریر شریف فرمائی ہے کہ اہلسنت کی لیئے
راہ چارہ و تدبیر مسدود ہوگئی اور ساری حرفتین اونکی مردود
ہوگئین چنانچہ مولوی صاحب نے خود اوس عبارت کو نقل کیا ہے
اور اوسکے ابطال کے لیئے کیا کیا پیچ و تاب کھایا ہے جس سے
عاجزی و زبونی اونکی نمایان ہے اور حیرانی و سرگردانی
مثل آفتاب درخشان تابان ہے وہذہ عبارتہ الشریف کما فی منتہی
الکلام واما صنیع خالد فی قتل مالک الخ یعنے حرکت خالد دربارۂ
مالک کہ اوسکو قتل کیا اور مال اوسکا لوٹ لیا اور اوسکی زوجہ کے
ساتھہ اوسی شب مباشرت کی حالانکہ کوئی امر اوس سے ایسا ظاہر
نہوا تہا کہ وہ مرتد قرار دیا جائے بلکہ خلاف اسکا اوس سے نمایان
تہا کہ وہ مسلمان تہا اور حقیقۃً لائق اس سزا کا وہ شخص تہا جسنے غفلت کیا اوسکے

حقوق سے اور قاتل مالک یعنی خالد بن ولید پر حکم خدا کو جاری نکیا
اور خطا پر مصر رہا حالانکہ خود خالد کی خطا کا اقرار کیا اور قبل اسکے کہ
ہم اون روایات پر غور و فکر کرین کہتے ہین کہ کیونکر جائز ہے اہلسنت
کو کہ وہ اسکے قائل ہون کہ مالک باوصف اقرار بصلوۃ وصوم منکر
زکوۃ تہا حالانکہ قرآن مین دونون کا حکم ساتھہ ہی آیا ہے اسلیئے کہ
اگر وہ اسکے قائل ہون کہ مالک باوصف اقرار بصلوۃ منکر زکوۃ
تہا تو اس سے خود اونکے اصول مقررہ باطل ہوتے ہین کیونکہ بیقین
معلوم تہا کہ زکوۃ وصلوۃ کا حکم شرع محمدی و دین اسلام مین یکسان
تہا پس اگر اہلسنت قائل ہون کہ مالک منکر زکوۃ تہا تو لازم آتا ہے
کہ اصول دین کے اصول دین ہونے مین قدح لازم آوے اور زکوۃ
کا ضروریات دین سے ہونا باطل ہو جائے اور اس سے زیادہ عجب
یہہ ہے کہ قاضی القضاۃ صاحب مغنی کہتے ہین ایسا ہی حال تہا کل اہل
ردہ کا یعنے وہ لوگ بہی نماز پڑہتے تھے اور منکر زکوۃ تھے حالانکہ ہمنے
بیان کیا کہ یہہ امر بنا بر اصول موضوعۂ اہلسنت محال ہے اور خود یہہ
روایت کیونکر صحیح ہو سکتی ہے اسلیئے کہ جمیع اہل نقل نے روایت کی
ہے کہ جب خلیفۂ اول نے لشکر واسطے قتال مرتدین کے روانہ کیا
تو اونکو حکم دیا کہ تم اذان واقامت کہو اگر وہ لوگ جنسے لڑنے گئے
ہو وہ بہی اذان کہین اور اقامت کرین تو اونسے باز آؤ نہ لڑو اور
اگر ایسا نکرین تو بے تامل اونسے جنگ وجدل کرو پس خلیفہ صاحب
نے علامت اسلام کی اذان واقامت کو قرار دیا پس یہہ کہنا قاضی
صاحب کا کہ اسیطرح تمامی اہل ردہ نماز پڑہتے تھے غلط ہوا اور خود

یہہ امر یقینی ہے کہ اصحاب مسیلمہ و طلحہ وغیرہ نے خود دعوای نبوت
کیا تہا اور اصل اسلام سے روگردان ہوگئے تھے اور نہ اسلام
کی نماز کو مانتے تھے نہ کسی دیگر احکام اسلام کو انتہی ترجمۃ کلام امام الشریف
اب اس تقریر شریف و عبارت لطیف و تحریر منیف کو ہر پہلو و
جوانب سے دیکھنا چاہیئے اور اسکی جودت و متانت پر نظر رکھنا
چاہیئے کہ کیسا اہلسنت کو محصور کیا اور عن ایمانھم و شمائلھم غضب
کردگار سے مقہور کیا مولوی حیدر علی اس سے یہہ سمجھے ہین کہ جناب
سید رضا اصل ردہ مالک کو فی نفس الامر محال ثابت کرتے ہین
چنانچہ کما شریف مرتضی امام الائمہ طائفہ در کتاب شافی کہ بجواب
مغنی قاضی القضاۃ عبد الجبار معتزلی بقالب تالیف در آوردہ بمقتضائے
حبک الشئ یعمی و یصم درصدد آن شدہ کہ ردت مالک را بمعنئے انکار
زکوۃ از دائرۂ امکان بیرون نماید چنانچہ عبارت شریف مذکور
کہ حیرتگاہ خلائق است بچشم عبرت بین ملاحظہ باید کرد سبحان اللہ
کیا خوش فہمی ہے اور کیا لیاقت علمی جناب سید اس استحالہ قبول
روایات کو بنا بر اصول موضوعۂ اہلسنت ثابت کرتے ہین یا فی نفس
الامر یا بنا بر اعتقاد خود سچ ہے حبک الشئ یعمی و یصم نے مولوی
صاحب کو ایسا مجبور کیا کہ اونہون نے عبارت جناب سید کو
نہ دیکھا نہ سنا دیکھیئے جناب سید خود فرماتے ہین کیف یجوز عند
خصومنا علی مالک و اصحابہ جحد الزکوۃ یعنے ہمارے فریق مخالف
اہلسنت کیونکر اسکے قائل ہو سکتے ہین کہ مالک اور اوسکے اصحاب
نے باوصف اقرار صلوۃ انکار زکوۃ کیا جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ

صـ ۹۱ منتہی الکلام

یہہ استحالہ بنا بر اصول موضوعۂ اہلسنت ہے نہ فی نفس الامر
ولعمری ذلک طریف جدًا ایسی خوش فہمی کے ساتھہ مولویصاحب
اعتراض بہی کرتے ہین چنانچہ اول اعتراض اونکا یہہ ہے نخستین
آنکہ اگر مراد از مقارنت صلوٰۃ و زکوٰۃ این معنی ست کہ اکنون ممکن
نیست کہ احدی از مردم بفرضیت احدہما دون الآخر قائل گردد
فمع انہ اغرب من کل غریب عند المنصف اللبیب مکذب شبہ
مشہور است کہ علمای فریقین در کتب خویش آوردہ اما کلام علمای
مخالفین پس قبل ازین گذشت و اما کلام علمای الحق پس درین
مقام آنچہ فخر المتکلمین امام المتبحرین در تفسیر کبیر تقریرش فرمودہ
و کنتوری در ہفوات خود نقل نمودہ بران اکتفا میرود فانظر
الی عبارتہ احتج مانعوا الزکوٰۃ فی زمان ابی بکر الصدیق بہذہ الآیۃ
و قالوا انہ تعالیٰ امر الرسول باخذ الصدقات ثم امرہ ان یُصلّی
علیہم و ذکر ان الصلوٰۃ سکن لہم فکان وجوب الزکوٰۃ مشروطا
بحصول ذلک السکن و معلوم ان غیر الرسول لا یقوم مقامہ
فی حصول ذلک السکن فوجب ان لا یدفع الزکوٰۃ الی احد غیر
الرسول انتہی ترجمہ یعنے مانعین زکوٰۃ نے استدلال کیا ابوبکر
کے زمانہ مین اس آیہ کے ساتھہ اور کہا کہ خدا نے اپنے رسول کو
حکم کیا باخذ صدقات اور حکم کیا بصلوٰۃ اون لوگون پر اور یہہ بہی
ذکر کیا کہ یہہ صلوٰۃ سکن یعنے موجب رحمت ہے اون لوگون کے
لیئے اور معلوم ہے کہ غیر رسول اس بارے مین حضرت کا قائم مقام
نہین ہوسکتا تو ضرور ہوا کہ غیر رسول کو زکوٰۃ نہ بجائے اور حرافت

اس کلام کی مولوی صاحب کی از قبیل بدیہیات ہے اسلیئے کہ جناب سید
استحالۂ انکار زکوۃ بنا بر اصول موضوعۂ اہلسنت ثابت فرماتے
ہین تو مولویصاحب کو ضرور تہا کہ اپنی اصول موضوعہ کو یاد کرتے
اور اس کلام کو بخوبی سمجہتے جب جو چاہتے کہتے پس ضرور ہے کہ ہم
پہلے وجہ اس استحالہ کی مولوی صاحب کو سمجہا لین بعد اوسکی اونکی
کلام کی بطلان کو ظاہر کرین علامہ سیوطی اتقان مین فرماتے ہین
کہ اصل تواتر قرآن پر ایک مسئلہ بہت مشکل امام فخر الدین نے وارد
کیا ہے کہ ابن مسعود سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ سورۂ حمد اور
معوذتین کے قرآن ہونے کے منکر تھے اور یہہ امر بہت مشکل ہے
اسلیئے کہ اگر ہم کہین کہ قرآن کو زمانۂ صحابہ مین تواتر حاصل تہا تو پہر
ابن مسعود نے جو قرآن متواتر کا انکار کیا اس سے کفر اونکا لازم
آتا ہے اور اگر کہین کہ اوس زمانہ مین قرآن کو تواتر حاصل نہ تہا
تو لازم آتا ہے کہ قرآن متواتر الاصل نہ ہے اور یہہ اوس سے
زیادہ مشکل ہے پس اس عقدۂ لاینحل کے دفعیہ کے لیئے ضرور ہے
کہ ہم قائل ہون کہ اصل روایات دربارۂ مذہب ابن مسعود بانکار
قرآنیت معوذتین و سورۂ حمد باطل ہے جبہی نجات ہوگی والا
فلا انتہی ملخصاً و قدمر سابقاً پس اسیطرح کا اعتراض یہان بہی
دربارۂ انکار مالک بفرضیت زکوۃ وارد ہوتا ہے لہذا اہلسنت
کو ضرور ہے کہ اصل روایات کا انکار کرین اور تقریر اوسکی یون ہے
کہ ہرگاہ اوس زمانے مین قرآن متواتر اور حکم صلوۃ و زکوۃ کہ یہا
ضروریات دین سے ہے یکسان تہا اور مالک مقر بقرآن و مقیم صلوۃ

تو پھر انکار زکوۃ اوس سے کیونکر ہوسکتا ہے اسلیئے کہ اگر زکوۃ کا انکار
کیا تو لازم آتا ہے کہ کافر ہوجائے کیونکہ منکر ضروریٔ دین کافر ہے
جیساکہ شاہ صاحب نے لکھا ہے اور کوئی اوسکو کافر نہین کہتا والا
تکذیب خلیفۂ دوم لازم آتی ہے اور جہالت اونکی ثابت ہوتی ہے
بلکہ کل صحابہ کی جہالت کیونکہ قتل منکرین زکوۃ مین سب شامل تھے
اور کسینے نہ کہا کہ بسبب انکار زکوۃ وہ منکر ضروریٔ دین ہوکر کافر ہوا
بلکہ صدر اول مین کوئی متنفس مدعی کفر مالک نہوا علاوہ مفاسد عدیدہ
جس وجہ سے مولوی صاحب نے معنی ارتداد مین تاویل کیا اور اگر کہی
کہ احکام قرآنی واقتران صلوۃ بزکوۃ اوس زمانے مین متواتر نہ تھا
تو پھر اصل تواتر قرآن اور ضروریات دین کا ضروری دین ہونا باطل
ہوتا ہے ولا یرضی بہ مسلم پس سوای اسکے اہلسنت کو کچھ چارہ نہین ہے کہ مثل
امام رازی اپنی اصل روایات انکار زکوۃ کا انکار کرین اور اوسکو باطل
قرار دین پس بنا بر لزوم احد الامرین الممتنعین یعنے یا اقرار بکفر مالک
بوجہ انکار زکوۃ وجہل وکفر خلیفۂ دوم یا التزام عدم تواتر قرآن و
ضروریات دین جناب سید اعلی اللہ مقامہ نے بقاعدۂ اذا ابتلے
ببلیتین اختار اہونہما فرمایا کیونکر جائز ہے اہلسنت کو کہ اسکے قائل
ہون کہ مالک نے باوصف اقامت صلوۃ اصل زکوۃ کا انکار کیا
کہ اسکا قائل ہونا بنا بر اصول موضوعہ اونکے جائز نہین ہے پس یا
اصل روایات انکار مالک کا ادای زکوۃ سے انکار کرین یا اسکے قائل
ہون کہ مالک ادای اصل زکوۃ کا نہین منکر تھا بلکہ خلیفۂ اول کے
ہاتھ مین دینے کا منکر تھا کہ اونکو خلیفۂ اول بحق نہین جانتا تھا اور ہرگاہ

شق اول کو اختیار نہین کر سکتے و الا صحت صحاح سقام کا بطلان
لازم آتا ہے لابد شق ثانی کو اختیار کرینگے و ہو المطلوب از ینجاست
کہ حسب نقل مولویصاحب صاحب مفاتیح مالک کو منجملہ باغیون کے شمار
کرتے ہین نہ کافر نہ مرتد نہ محدث وغیرہ کذلک ابن حزم اندلسی اپنی کتاب
محلی مین پس اس تقریر عدیم النظیر جناب سید سے نہ انکار ورود
روایات اہلسنت دربارۂ انکار مالک ظاہر ہوتا ہے نہ انکار روایات
الحق بشرط وجود وصحت اونکے چنانچہ کاشف اسکا قول جناب
سید ہے وقیل ان نتصفح الخ یعنے قبل تلاش کرنے روایات کے
ہم کہتے ہین الخ پس اس تقریر لطیف پر اعتراض کرنا مولویصاحب کا
خود اعجب عجیب ہے اسلیئے کہ ہرگز جناب سید کا یہہ مقصود نہین
ہے کہ وہ روایات موجودۂ فریقین کے منکر ہین جو مولویصاحب کو
حاجت نقل اقوال فریقین ہو بلکہ مقصود یہی ہے کہ وہ تسلیم کیونکر کرسکتے
ہین و التسلیم فرع الوجود معہذا جو عبارت مولویصاحب نے تفسیر کبیر
سے نقل کیا ہے اوس سے یہہ نہین ثابت ہوتا کہ مالک مذکور منکر
اصل فرضیت زکوۃ ہو بلکہ وہ مدعی ارتفاع حکم مذکور ہے بوجہ ارتفاع
سبب کے کہ بدلالت اوسکے وجوب زکوۃ مشروط تہا ساتہہ حصول سکن
کے اور حصول سکن بوجہ وفات رسول مرتفع ہے کیونکہ غیر رسول
قائم مقام آنحضرت ان امور مین نہین ہوسکتا تو اصل حکم زکوۃ بہی
مرتفع ہوا پس اس تقریر سے بہی مالک کا منکر اصل زکوۃ ہونا ثابت نہوا
غایۃ الامر یہہ کہ اشتباہ ہوا اور ایسے شبہات اکثر صحابہ کو عموماً اور
خلیفۂ دوم کو خصوصاً ہوئے ہین چنانچہ قصۂ انکار وفات رسول سے

صـ ۹۹ منتہی الکلام

ص ۹۹

ظاہر ہے علاوہ بران تحقیق صاحب مفاتیح کما فی منتہی الکلام وہ زمانہ زمانہ تبدیل احکام تہا جیساکہ فرماتے ہین فان قیل لو کان منکروا الزکوٰۃ فے زمان ابی بکر اہل بغی ولم یکونوا کفاراً فلیکن فی زماننا کذلک قلنا من انکر فے ہذا الزمان کفر بالاجماع والفرق انہم کانوا من زمن تبدیل الشریعۃ واحکامہا ولیس الآن کذلک وانہم وقعوا فے الفترۃ بموت النبیؐ وکانوا جہالاً بامور الدین بعیدا من العلماء الخ یعنے اگر کہا جائے کہ جسطرح منکرین زکوٰۃ زمانہ خلیفہ اول مین اہل بغاوت سے تھے اور کافر نہوئے تھے تو چاہیئے کہ اس زمانہ مین بہی وہی حکم ہو کہونگا مین کہ جو اس زمانے مین منکر زکوٰۃ ہو وہ بالاجماع کافر ہے فرق یہہ ہے کہ وہ لوگ اوس زمانے مین تھے کہ احکام شریعت کی تبدیل ہوا کرتی تہی اور اب ایسا نہین ہے اور وہ لوگ بسبب وفات حضرت کے فترہ مین پڑ گئے یعنے شبہہ ہو گیا اور وہ لوگ امور دین سے چندان واقف نہ تھے بلکہ جاہل تھے اور علما سے دور رہتے تھے انتہی تو بفرض تسلیم کہ وہ لوگ شبہہ مین واقع ہوئے پس منکر اصل زکوٰۃ نہوئے بہر کیف استشہاد کو یہان کوئی مناسبت نہین ہے نہ اوس سے مولوی صاحب کو کوئی منفعت ہوئی افسوس صد افسوس کلام متسق النظام جناب سید علام علم الہدی اعلے اللہ مقامہ کی رد کرنے کا حوصلہ ایسے بزرگ کو ہوا ہے جسکو نہ اپنے اصول کی خبر ہے نہ مواخذہ فحول علما کا خوف وخطر اہل حق یعنے شیعہ اثنا عشریہ سے مجادلہ کے لیے لباس خوارج پہنکر آمادۂ جدال ہوتے ہین اگر حضرت مولوی کو

کچھہ بہی ادراک و شعور و وقوف و عثور ہوتا تو یہ اعتراضات نہ فرماتے کیونکہ یہہ کل تقریر جناب سید اصول اہلسنت پر مبنی ہے اور گویا اقوال صحابہ سے ماخوذ اور مروی ہے کیونکہ سیف بکری خالد بن ولید قاتل مالک عمری نے بہی اعتراض مالک سے پیش کیا تہا چنانچہ انسان العیون برہان الدین حلبی مین ہے ویقال ان خالداً استدعی مالك بن نویرہ وقال له کیف ترتد عن الاسلام وتمنع الزکوۃ الم تعلم ان الزکوۃ قرینۃ الصلوۃ یعنے خالد نے مالک سے کہا کہ تو کیونکہ مرتد ہو سکتا ہے اسلام سے اور منع کر سکتا ہے زکوۃ کو کیا نہین جانتا کہ زکوۃ اور صلوۃ ایک ساتہہ وارد ہین الخ جس سے معلوم ہوا کہ خالد نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ باوصف اقرار الصلوۃ تو منکر زکوۃ ہو سکتا ہے حالانکہ اسی جرم انکار زکوۃ کے سبب سے خالد الٹ نے گئے تہے پس گویا کلام جناب سید تقریر خالد سے ماخوذ ہے اب مین بکمال ادب ملتمس ہون کہ جناب مولویصاحب یہ کل اعتراضات اپنے روبرو اپنے سیف اللہ خالد بن ولید کے پیش کرین اور کوئی درجہ تحمیق و تسفیہ مین اپنے سیف اللہ کے اوٹہا نہ رکہین کہ اونہون نے کیسا مہمل کلام مالک حضرت عمر سے کہا حالانکہ بقول مولویصاحب مالک نے صاف صاف انکار زکوۃ کیا اور اوسکی خبرین خلیفہ تک پہونچین جبپر خالد کی تقرری ہوئی کہ مالک کو قتل کرین اوسپر بہی خالد انکار زکوۃ کو مالک سے محال ثابت کر رہے ہین وہی نقل ہے جو اکثر مولویصاحب ازالۃ الغین مین فرماتے ہین کہ تیر تو لگ گیا ہے مگر خدا جہوٹ کرے باقی

صت ۳۷
فے سریۃ خالد بن الولید الی بنی خذیمہ وقد نقل فی التشئید

اس کلام کی شق ثانی جو مولوی صاحب فرماتے ہین کہ اگر مقصود شما
این است کہ حق تبارک وتعالی در جاہای بسیار ہر دو عبارت را در کتاب
مستطاب خویش جمع کردہ پیہم آوردہ پس مسلم است لیکن باید عامی شریف
کہ استحالۂ انکار مالک بن نویرہ از دادن زکوۃ واقرار صلوۃ ہست
ربطی ندارد زیرا کہ نہ بدیہی است نہ برہانی بران قائم شدہ کہ ہرگاہ دو
چیز در کلام شارع مقارن یکدیگر مذکور شود تمامی احکام وقیود دو
جہات ہر دو مساوی الاقدام باشد فکیف ہمہ مردم درین امور
بر مسلک واحد متفق اللفظ والمعنے باشند الی آخر عبارتہ پس نہایت
لغو ہے اما اولاً پس اسلیئے کہ مخالف مقصود جناب سید ہے جیسا بیان
ہوا جب تک غرض قائل نہ سمجھے تخمینے باتون سے اوسپر اعتراض کرنا کار
فضلا نہین ہے ثانیاً مشالیۃ لمولویصاحب کہتا ہون کہ اس صورت
مین بہی کلام جناب سید نہایت متین ہے کیونکہ یہہ امر بدیہی ہے
کہ جب کوئی مدعی ہو کہ ہم حکم خدا اور رسول کو مانتے ہین اور اسلام پر باقی
ہین اور کل صحابہ بھی ایسا ہی کہین اور تسلیم کرین تو ضرور ہے کہ کل احکام
کو مانے اور قبول کرے خصوصاً اون امور کو جو ضروریات دین سے
ہون کہ اگر ایک کا بہی منکر ہو تو کافر ہو جائے نہ یہہ کہ ایک حکم کو تسلیم کرے
دوسرے کا انکار کرے اسپر بہی اکابر صحابہ باوصف علم ویقین کہ یہ منکر
ضروری دین کا ہے اور خلیفہ بحق اوسکے قتل کا حکم دیتے ہین کل
مہاجر وانصار اوسکو مسلمان اور مؤمن نیک اعتقاد کہین اور
اوسکی تبدیل وتغیر نہ کرینگے گواہی دین حالانکہ ہرگز کوئی شخص
ایسے کو مسلمان نہین کہہ سکتا کما ہر مگر درصورتیکہ وہ اس ضروری

دین کا کوئی دوسرے معنے لگاتا ہوا اور اپنی غلط فہمی سے اوسکا منکر
ہو جیساکہ مانحن فیہ مین ہے پس معلوم ہوا کہ وہ اصل حکم کا منکر نہین
تہا بلکہ اوس معنی کا منکر تہا جسے اور لوگ بیان کرتے ہین اور یہہ امر
دیگر ہے از نجاست کہ چونکہ وہ بمعنی دیگر بطور تاویل یا غلط فہمی
یہہ حکم لگاتا تہا اسی وجہ سے آپ بہی اوسکو کافر نہین کہتے پس
غرض جناب سعید یہی ہے کہ مالک منکر اصل زکوۃ نہ تہا جیسا کہ
اہلسنت ظاہر کرتے ہین والا مفسدہ عظیمہ لازم آتا ہے کہ اکابر
صحابہ واکثر اہلسنت منکر ضروریات دین کو بہی مؤمن ومسلم سمجہتے
ہین اور کل صحابہ اوسکے اسلام وایمان پر متفق ہوئے اور اوسکے
قاتل سے آمادہ اخذ قصاص ہوئے پس ضرور ہے کہ واسطے دفع
کرنے اس بلا کے اہلسنت اون روایات کو جو درباب انکار زکوۃ
ہے قبول نکرین مثل انکار فخر رازی دربارہ روایات انکار
ابن مسعود قرانیت حمد ومعوذتین سے والا اسلام خلفا ودیگر
صحابہ مین بنابر اصول اہلسنت کلام لازم آتا ہے ولکن
الامر کذلک ثالثاً مقارن صلوۃ سے مصطلح شرعی یا تصدق مراد
ہونا خارج از بحث ہے ع ہر سخن جائی و ہر نکتہ مقامی دارد
اسیوجہ سے جو مولویصاحب نے تعریض طرف آیہ انما ولیکم اللہ
ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون
الزکوۃ وھم راکعون بنابر لفظ یؤتون الزکوۃ کیا ہے اور
تشنیعات لاطائلہ سے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا ہے قلم انداز
کیا جاتا ہے خصوصاً درصورتیکہ مورد اوس تشنیع وتعریض کے

فریقین ہون کیونکہ اکابر مفسرین اہلسنت نے بھی نزول اس آیۂ
کریمہ کو جناب امیر علیہ السلام کے بارے مین روایت کیا ہے جسکو
شوق اس بحث کے مطالعہ کا ہو وہ بوارق موبقہ و وجیزہ
جناب سبحان علی خان مرحوم و حدیقہ سلطانیہ جناب سید العلماء
و عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطہار ملاحظہ کرے انشاء اللہ
بعد مطالعہ ان کتابون کے پھر حوصلہ تعریض و تشنیع کا باقی نہ رہیگا
الا ان یکون خارجا عن الاسلام یہان عبارت تفسیر کبیر امام المتکلمین
فخر الدین رازی پر اقتصار کیا جاتا ہے و ہذہ عبارتہ و الثانی
روی عطاء عن ابن عباس انہا نزلت فی علی بن ابیطالب ع روی
ان عبد اللہ ابن سلام قال لما نزلت ہذہ الآیۃ قلت یا رسول اللہ
انا رأیت علیا تصدق بخاتمہ علی محتاج و ہو راکع فنحن نتولاہ
و روی عن ابی ذر انہ قال صلیت مع رسول اللہ ص یوما صلوۃ الظہر
فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد فرفع السائل یدہ الی السماء و
قال اللہم اشہد انی سألت فی مسجد الرسول ص فما اعطانی احد
شیئا و علی ع کان راکعا فاومی الیہ بخنصرہ الیمنی و کان فیہا خاتم
فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم بمرائی النبی ص فقال اللہم ان اخی
موسی سألک فقال رب اشرح لی صدری الی قولہ و اشرکہ فی
امری فانزلت قرآنا ناطقا سنشد عضدک باخیک و نجعل لکما
سلطانا اللہم و انا محمد نبیک و صفیک فاشرح لی صدری و یسر لی
امری و اجعل لی وزیرا من اہلی علیا اشدد بہ ظہری قال ابو ذر فواللہ
ما اتم رسول اللہ ہذہ الکلمۃ حتی نزل جبرئیل فقال یا محمد اقرأ

اِنّما ولیکم اللہ و رسولہ الی آخرھا انتہی موضع الحاجۃ یعنی
عطا نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آیۂ انما ولیکم اللہ دربارۂ
علی بن ابی طالبؑ نازل ہوا اور عبداللہ بن سلام سے منقول ہے
کہ جب یہہ آیہ نازل ہوا تو مینے عرض کیا یا رسول اللہ مینے دیکھا ہے
کہ جناب امیرؑ نے حالت رکوع مین انگشتری مبارک کو تصدق فرمایا
ایک محتاج پر اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک روز
مینے حضرت رسول خدا کے ساتھہ نماز ظہر پڑہی ایک سائل نے
مسجد نبوی مین کچھہ سوال کیا کسی نے اوسکو کچھہ نہ دیا پس سائل نے
ہاتھہ اپنے آسمان کی طرف بلند کیئے اور کہا خداوندا گواہ رہنا ہم نے
مسجد رسول مین سوال کیا کسی نے کچھہ نہ دیا اوسوقت حضرت علیؑ
رکوع مین تھے پس سائل کیطرف انگشت مبارک سے اشارہ کیا اوسمین
انگشتری تھی سائل نے وہ انگشتری نکال لی اور یہہ امر روبروی
آنحضرتؐ واقع ہوا پس فرمایا حضرت نے پروردگارا برادر میرے
موسیٰؑ نے تجھسے عرض کیا کہ ہمارے سینہ کو کشادہ کر اور ہارون کو
وزیر میرا بنا اور شریک امر قرار دے پس تونے قرآن ناطق نازل
کیا کہ قریب ہے ہم تیرے بازو کو تیرے بہائی کے ساتھہ مضبوط کرینگے
اور تم دونون کو غلبہ دینگے خداوندا مین محمد ہون نبی تیرا اور صفی تیرا
پس کشادہ کر صدر میرا اور ہمارے امور کو سہل کر اور ہمارے
اہل سے علیؑ کو وزیر میرا بنا اور بسبب اوسکے پشت میری قوی کر
حضرت ابوذرؓ کہتے ہین قسم بخدا ابھی دعا حضرت کی تمام نہ ہوئی
تھی کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور آیۂ انما ولیکم اللہ لائے انتہی

افسوس ہے مولویصاحب کے حال پر کہ اپنے بیان کی روایات
پر نظر نہین کرتے اور ناحق و ناروا تشنیع کرتے ہین اب اس
روایت کو جو تین صحابی سے منقول ہے ملاحظہ کرین اور جو چاہین
کہین مگر یہہ بھی یاد رہے کہ منکر خبر واحد کافر ہے پس یہہ خبر جو
متواتر یا قریب بتواتر ہے اوسکے منکر کا کیا حال ہوگا آبعا یہہ کہنا
مولویصاحب کا مقصود ازین تقریر برارت ذمہ مالک نسبت
کہ تبرئہ اینگونہ تردامنی خارج از امکان است موجب خندہ
سر شار ہے کیونکہ مالک ان لوگون سے کب خواہان اس احسان
کے ہین اسلیئے کہ اوس مالک نے اپنے مملوک خلیفہ دوم و عبد اللہ
بن عمر و طلحہ و سعد و ابو قتادہ وغیرہ کی شہادتون سے برارت
کلی اپنی حاصل کرلے اور تردامنی خلیفۂ اول و سیف اللہ کو باقرار
خود خلیفہ بخطای سہ گانہ خالد و استیفای دیت من بیت المال
ثابت کردے اور اپنی بے جرمی کی فارغخطی لے لی ہے کہ ناحق و
ناروا مالک خلیفۂ دوم مقتول ہوا اور قاتلین و حاکمین در این
بالقتل پر الزام خون ناحق مسلمان کا دھر گیا د کفی بذلک لہ فخرا
وفاز شرفا و ذخرا لیکن دوسرا اعتراض مولوی صاحب کا
جسکو ان الفاظ سے بیان کیا ہے دوم آنکہ اگر مطلب این است
کہ ممکن نیست کہ شخص مجتہد بوجوب احد ہما دون الآخر حکم کند پس
اثبات پایۂ اجتہاد برای مالک خویش بذمۂ اولیای شریف
مرتضی خواہد بود و این از جملہ مستبعدات بلکہ محالات است چہ
از روایات و عبارات علمای جانبین قبل ازین بمعرض وضوح آمدہ

ص ۹۲ منتہی الکلام

کہ مالک بجہت ضعف اسلام و مخالفت امام از حدود الہی و واجبات
شرعی تجاوز کردہ ہرگز لیاقت اجتہاد نداشت پس بسبب سلب
امکان حکم بفرضیت احدہما وجحد و فرضیت الآخر از شخصی کہ بمرتبۂ اجتہاد
نرسیدہ باشند لازم نمی آید کہ مالک و مملوکین او کہ بلا ریب مخالف
اصحاب کبار و اہلبیت اطہار اخیار بودند چنانچہ الفا گذشتہ اگر
بوجوب نماز قائل باشند ضرور است کہ بوجوب زکوۃ ہم قائل
شوند بلکہ لعنت و انحراف و حرص شان کہ بروایات فریقین ثابت
اقتضای آن دارد کہ از ادای زکوۃ سر باز زنند و از نماز دست
برندارند چنانچہ گفتہ اند کہ قرآن بر سر زبان است و زر میان جان
بیت بدیناری چو خر در گل بمانند + وگر الحمد خواہی صد بخوانند +
پس دلیل کمال فہم و ذکا و عقل رسای حضرت مولوی ہے اما اولا
پس ہرگاہ مطلب شریف جناب سید نہایت واضح ہے کہ بنابر
اصول موضوعۂ سنیہ یہہ الزام لگتا ہے تو مثل حاکین کے ایسے کے
کیبت مین گم ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے اون اصول موضوعہ کا
اپنی انکار کرین تا اس الزام کے عذاب سے نجات پائین ثانیاً ہر چند
غرض جناب سید نہ اثبات اجتہاد مالک ہے بنابر اعتقاد اہلسنت
نہ انکار وجود روایات لیکن ہرگاہ خود مولوی صاحب نے کلام جناب سید کو
بوجہ اپنے خوش فہمی کے اس حمل قبیح پر حمل کرتے ہین تو مین بہی
متابعۃً گوش گزار کرتا ہون کہ اگر مقصود آپکا یہہ ہے کہ بنابر اصول
اہل حق مالک کا اجتہاد ثابت نہین ہے جیسا کہ قبل اسکے کہا ہے ص ۳۳
و بحمد اللہ کہ مملوکان مالک و طرفداران آن بے نصیب و ہالک

براثبات اجتہاد شش قدرتے ندارند کہ محصل اوسکا یہہ ہے اگر مالک
منکر خلافت ابوبکر و مقر بخلافت جناب امیرؑ تہا تو ضرور تہا کہ اطاعت
خلیفۂ اول بنا بر مسئلہ تقیہ کرتا اور زکوۃ اونکے عمال کے حوالہ کرتا
پس بسبب ترک تقیہ یہہ سزا ملی اور بوجہ اسکے کہ مخالفت جناب
امیرؑ کی کہ حکم خلیفہ نہ مانا تو فاسق ٹہرا اور فاسق مجتہد نہین ہو سکتا انتہی
محصلاً تو اس سے آپکو کوئی فائدہ نہین کیونکہ بنا بر مذہب اہل حق
آپکے خلفا و صحابہ و مجتہدین کا بہی اجتہاد ثابت نہین ہے بلکہ خطا
و کفر و نفاق اونکا مسلم ہے پہر اس سے آپکو کیا فائدہ ملا باقی مخالفت
تقیہ کو جو مولوی صاحب فرماتے ہین کہ مقصود اونکا تعریض و تشنیع
ہے تقیہ پر پس خود صحیح بخاری مین ہے التقیۃ الی یوم القیمۃ
اور وجوب تقیہ عند خوف الضرر ہے نہ مطلقاً پس ممکن ہے کہ مالک
حضرت عمر کو خوف ضرر نہ ہوا ہو اور موافقت سعد بن عبادہ جو مصادیق
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم سے تہے باعث قوی اسکا ہوا
ہو کہ یہہ اقتدا بہی موجب اہتدا ہے اور مخالفت جناب امیر
علیہ السلام اوسوقت ثابت ہوگی کہ آپ اسکو ثابت کرین کہ بعد مصالحہ
جناب امیرؑ با ابوبکر مالک نے مخالفت کی ہو اور یہہ امر محال ہے
کیونکہ جناب امیرؑ کا بیعت نہ کرنا چہہ مہینے تک خود صحیح مسلم اور صحیح بخاری
سے ثابت ہی اور قتل مالک قبل اوسکے واقع ہوا جیسا کہ خود مولوی
صاحب نے فرمایا ہے کہ بفور استماع خبر مصیبت اثر رحلت نبویؐ
مالک نے ادائے زکوۃ سے انکار کیا پس معلوم ہوا کہ مالک بمتابعت
جناب امیرؑ اوسوقت تک مخالف خلیفہ رہا ہے کہ شد انچہ شد فاین الفسق

جواب تقیہ اجماع

اور شاہ ولی اللہ نے بتصریح تمام مخالفت جناب امیرؑ اور نہ موافقت
کرنا صحابہ کا اس قتل مین ازالۃ الخفا مین لکھا ہے پس دعاوی باطلہ
مولوی صاحب باطل ہوگئے وقد یجئی فیما بعد ایضًا انشاء اللہ اور
اگر مقصود یہہ ہے کہ بنابر اصول موضوعہ اہلسنت مالک کا اجتہاد
ثابت نہین ہے تو محض غلط ہے کیونکہ ہرگاہ عمومًا ہر صحابی آپ کی نزدیک
مجتہد مسلم ہین تو اس صحابی کے مجتہد ہونے مین کیا عذر ہے جسکو
بہ نسبت دیگر صحابۂ مقبولین آپکے مرتبۂ ریاست وعہدۂ اخذ صدقات
بہی عہد رسول سے حاصل تہا کیونکہ ریاست بغیر قابلیت ناممکن ہے
ثالثًا ہرگاہ خالد بن ولید کا قتل مالک مین باقرار خلیفۂ اول واتفاق
دیگر صحابہ خطا کرنا ثابت ہے جیسا کہ بیت المال سے دیت دینا کاشف
اسکا ہے تو ضرور اجتہاد مالک مع الصواب آپکے نزدیک ثابت ہوگا
رابعًا ہرگاہ زنان پردہ نشین جنکو خود جاہل ونافہم ونادان بہی کہتے
ہین مجتہد ہون اور استنباط مسائل کرین جیسپر خلیفۂ دوم فرمائین
کل الناس افقہ من عمر حتی العجائز تو اس صحابی جلیل القدر رئیس
مقرر کردۂ رسول کے اجتہاد مین کیا عذر ہے خامسًا ہرگاہ غاصبان
خلافت علوی وباغیان امیر مؤمنان بلکہ محاربین ومقاتلین نفس
رسول منان کا عمومًا اجتہاد آپکے یہان مسلم ہے تو پہر اجتہاد مالک
بخطا ہو یا صواب آپکو کیا عذر ہے سادسًا ہرگاہ ابن ملجم ملعون
باوصفی کہ صحابی بہی نہ تہا آپکی یہان بالاتفاق مجتہد علی الاطلاق ہو جیسا کہ
سابقًا مذکور ہوا بلکہ عمر بن سعد ملعون بہی بسبب اسکے کہ وہ قاتل
جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا تہا آپکے یہان صدوق وثقہ ومجتہد

قرار پایا تو مالک کو بوجہ عدم بیعت ابو بکر کون کہہ سکتا ہے کہ مجتہد
نہ تہا ملا علی قاری شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین قال ابن معین
فی عمر بن سعد کیف یکون من قتل الحسین ثقۃ انتہی اقول
رحم اللہ من انصف و العجب ممن یخرج حدیثہ فی کتبہم مع علمہم
بحالہ ثم کلام میرک وفیہ انہ لم یباشر قتلہ ولعل حضورہ مع
العسکر کان بالرای والاجتہاد وربما حسن حالہ وطاب مالہ
ومن الذی سلم من صدور معصیۃ عنہ وظہور زلۃ منہ
فلو فتح ہذا الباب اشکل الامر علی ذوی الالباب انتہی ما فیہ یعنے
کہا ابن معین نے دربارہ عمر بن سعد کہ قاتل جناب امام حسین علیہ السلام
کیونکر موثق ہو سکتا ہے میرک کہتے ہین خدا رحم کرے صاحبان انصاف
پر مگر تعجب ہے اون لوگون سے جو عمر بن سعد سے روایات اپنی
کتابو نمین نقل کرتے ہین حالانکہ اوسکے حال سے بخوبی واقف ہین
شارح ملا علی کہتے ہین کہ یہہ کلام قابل اعتبار نہین ہے کیونکہ وہ
خود مباشر قتل نہوا اور ممکن ہے کہ عمر سعد بقوت اجتہاد یہ حاضر لشکر
ہوا ہو اور باجتہاد رای یہہ کام کیا شاید اسکے بعد اوسکا حال اچہا ہو
اور مآل اوسکا خوب ہو علاوہ بران کون ایسا ہے جو معصیت اور
لغزشون سے مبرا ہو اگر ایسے امور کا اس بارے مین خیال ہو تو بڑی
مشکل ہوگی انتہی اور سابقاً توثیق عمر بن سعد اور شمر بن ذی الجوشن
قاتل جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا و علیہ آلاف التحیۃ والثنا ہی
نزد اہلسنت مذکور ہوئے فتذکر سابقاً ابہی آپ نے کلام اپنے امام کا
نقل کیا ہے جسمین استدلال کرنا مالک کا آیہ قرآنی سے اپنے دعوی پر

مذکور ہے اب اس سے بڑھکر کیا اجتہاد ہوگا جسکو کہ باتفاق ارباب
سیر و تواریخ و احادیث خلیفۂ اول اوس استدلال کو قطع
نہ کرسکے جیسا کہ جملہ قسمیہ و اللہ لاقاتلن سے ظاہر ہے پس کیونکر
ممکن ہے کہ حضرات اہلسنت مالک حضرت عمر کے اجتہاد سے منکر
ہوسکین والمجتہد قد یصیب و قد یخطی یعنے مجتہد سے کبھی خطا ہوتا ہے
کبھی صواب تو مقبولۂ اہلسنت ہی باقی رہا مخالفت امام پس اسکا
اثبات ذمۂ مولویصاحب ہے کہ بدلائل اسکو ثابت کرین جو
کسیطرح ممکن نہین ہے لیکن یہہ کہنا کہ مقتضای لعنت و حرص یہی
ہے کہ پابند نماز رہین اور بوجہ حب مال ادای زکوۃ سے انکار
کرین پس بہ نسبت خلفای ثلثہ بھی یہی تقریر بشئی زائد زیادہ تر
قابل قبول ہے کہ باوصف بقاء بر ظاہر اسلام و بجا آوری احکام
حرص و ہوای دنیا نے ایسا متوالا کیا کہ غصب حقوق آل نبی صلعم پر
آمادہ و مستعد ہوگئے اور حکومت و سلطنت کے نشہ نے ایسا
بدحواس کیا کہ بے اختیار ہو کر جلب سلطنت و خلافت پر تل گئے
پس جیسا در بارۂ مالک باوصف اقرار الصلوۃ انکار زکوۃ کے
وجوہات آپ بیان کرتے ہین جو سراسر خلاف واقع ہے کما یتضح
مین بعد وہی وجوہ بلکہ بشئے مزید ارتداد اصطلاحی خلفا مین
جاری ہین مگر فرق یہہ ہے کہ در بارۂ مالک ادعای محض و افترای
بحت ہے اور در بارۂ خلفا مطابق واقع صحیح و درست جیسا کہ
کہ امام غزالی نے بھی رسالہ سر العالمین مین اسکی تصریح فرمائی ہے
فافہم و تذکر و لاتکن من الغافلین لیکن تیسرا اعتراض قولہ سوم انکہ سلمنا

کہ وجوب زکوۃ ضروری دین است لیکن آنہا زکوۃ را بعد از وفات
شریف مشروط ببعضے از شروط پنداشتند و بجہت انحراف و
عدم رسوخ بر قواعد اسلامیہ علم تعنت و عناد برافراشتند و گفتند
از افات الشرطفات المشروط پس حکم باین کہ ممکن نیست انکار زکوۃ
از شخصے کہ وجوب نماز را قبول کردہ باشد از عجائب تر ہست
موجبش آنکہ اگر سلب امکان مذکور از زر آنجین فے الاسلام است
فہو مسلم لکنہ لا یجدیہ نفعاً و اگر بسبیل عموم است فیکفی فی تکذیبہ
ما روی عند الفریقین حیرانم کہ مقتضیات عقل زرین دو انش
دوربین کہ تمیز خطا از صواب کار اوست از حضرات متشیعین در
وقت مناظرہ چرا مسلوب میشود انتہی سراسر حیرت خیز و تحیر آمیز
ہے اگر مولوی صاحب کلام جناب سید نہ سمجھے تھے تو اوسپر
اعتراض کرنے کیا چلے سابقاً مقصود جناب سید بوضوح تمام
مذکور ہوا کہ باوصفی کہ تم قائل اوسکے اسلام کے ہو اور معترف
ہو کہ وہ قائل بہ نماز تہا تو اب اوسکا منکر زکوۃ ہونا کیونکر جائز
ہوگا بغیر اسکے کہ اوسکو کافر کہین کیونکہ منکر ضروری دین کافر
ہے اور ہرگاہ اوسکو کافر نہین کہہ سکتے تو ضرور ہے کہ ان روایات
کو باطل قرار دین زیادہ تر جای حیرت بلکہ حسرت یہہ ہے
کہ مولوی صاحب بہوس ابطال کلام جناب سید عالی مقام
ایسے حواس باختہ ہوئے کہ بے سروپا باتین فرمانے لگے کیونکہ
سابقاً خود بیان فرما چکے ہین کہ وہ لوگ حیات رسول کو شرط
زکوۃ جانتے تھے چنانچہ کلام اپنے امام کا اسی مادہ مین نقل فرمایا

اور یہان بھی کہا کہ بعد وفات رسول اونہون نے کہا کہ اذا
فات الشرط فات المشروط پس اب یہہ کہنا مولوی صاحب کا لیکن
آنہا زکوۃ را بعد از وفات شریف مشروط بہ بعض از شروط
میدانستند کیسا لغو اور مہمل ہے کیا مولوی صاحب کو یہہ بھی نہین
معلوم ہے کہ شرط مشروط سے مقدم ہوتا ہے یا مولوی صاحب
اون لوگون کو بھی مثل خلیفۂ دوم قائل بحیات یا رجعت جناب
رسالت مآب جانتے ہین کہ جب وہ حضرت پھر زندہ ہونگے
تو ہم زکوۃ دینگے بالجملہ اس تقریر سے بھی اصل انکار زکوۃ نہین
ثابت ہوا بلکہ غلط فہمی اونکی اور خطا فی الاجتہاد اونکا معلوم
ہوا کہ وہ لوگ اصل زکوۃ کے منکر نہین تھے بلکہ بقاعدۂ اذا
فات الشرط فات المشروط سقوط فرضیت زکوۃ کے قائل ہوئے
اور ظاہر ہے کہ اصل انکار زکوۃ اس سے نہین ثابت ہوا پس رد
کرنا روایات انکار زکوۃ ضرور ہوا وہو المطلوب اور یہہ جو کہا کہ
کہ اگر سلب امکان از راسخین فی الاسلام است الخ پس محض وہم
ہے کیونکہ راسخین فی الاسلام سے کوئی بحث ہی نہین ہے بلکہ
جن لوگون کو آپ منکر زکوۃ بیان کرتے ہین اونکے بارے مین
گفتگو ہے کہ وہ روایات انکار زکوۃ بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت
قابل قبول نہین ہے و الا لزم المفاسد العدیدۃ کما مر آنفا اور
یہہ جو کہا اگر بسبیل عموم است فیکفی فی تکذیبہ ما روی عند
الفریقین پس از قبیل خبط ہے جناب سید کب منکر ہین کہ روایتین
اس بارے مین منقول نہین ہین جو یہہ شاہد تکذیب ہو خود

تقریر لطیف در عبارت مولوی صاحب

جناب سید نے فرمایا قبل ان تتصفح الخ لیعنے قبل تلاش روایات
اور یہہ فرع اقرار بوجود ہے ہزارون روایتین آپکے یہان مناقض
ایک دوسرے کے موجود ہین اس سے کیا ہوتا ہے جیسا امام فخر رازی
نے ابطال روایت انکار ابن مسعود پر مدار تواتر قران رکھا ہے
ویسا ہی یہان بھی زکوۃ کا ضروری دین ہونا اور مالک کا
اسلام پر باقی رہنا موقوف ہے ابطال روایات انکار پر اور
تشنیعات جو مولویصاحب نے بیان کیئے ہین مفاد اونکا بجز اظہار
کمالات مولوی صاحب کچھہ نہین ہے کیونکہ بقول اوستاد
خود مصداق ان تشنیعات شیعہ کے خود بدولت ہین اسلیئے
کہ یہہ حضرت کلام جناب سید پر معترض ہین اور المعترض لا مذہب
لہ قول شاہ صاحب ہے پس حضرت مولوی کا بیمذہب ہونا اس
بخوبی ثابت ہوا من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ لیکن چوتھا
اعتراض بالاختصار یہہ ہے چہارم آنکہ اگر از ممانعت شریف
مرتضی کہ در نقل وصیت حیثی بعض از الفاظ را انظر بمصلحتہای
سانحہ از میان بر داشتہ قطع نظر ہم نمائیم باز مفید بدعاے
او نیست زیرا کہ در صحاح روایات مرویست کہ حضرت فاروق
و امثالش با صدیق اکبر در وقتے کہ ارادۂ قتال مانعین زکوۃ
بالہام ربانی در دل او تصمیم یافت مناظرہ کردند و گفتند کہ حدیث
نبوی حکم میکند کہ جان و مال کلمہ گو محفوظ ماند و تو بر خلاف آن
ارادۂ قتل داری ابوبکر صدیق جواب داد آیا خاتمہ این حدیث
را یاد نداری کہ فرمودہ مگر آن قتل کہ بحق کلمہ متعلق باشد

صہ ۹۳ منتہی الکلام

وزکوة حق کلمه است یا نه بجد اهر که میانه نماز وزکوة فرق خواهد کرد
با وی مقاتله خواهم نمود پس اصحاب کبار رای جهان آرای
او را بر چشم گذاشتند و برای قتل بجان و دل برخاستند پس حالیا
اگر بر فرض و تسلیم وقت انفاذ جیش و نصب رئیس که تنبیه
اهل انحراف عموما بفرستادنش منظور بود از وجود و عدم انکار
زکوة حرفی نزنند و بر طبق سنت سنیهٔ خیر البریّة علیه الآف
الصلوة والتحیه امر فرمایند که تا بر قومی که تا زند هنگام استماع
بانگ نماز دست از غارت و قتل باز دارند والا داد قتل و غارت دهند
دلالتی بران نمیکند که کسی دران وقت انکار از ایتاء زکوة نکرده
به احدی الدلالات الثلث فان عدم الذکر لیس دلیل العدم علاوه
ذکر اذان و صلوة و عدم ذکر منع زکوة مشعر بران است که مقصود
بالذات از فرستادن لشکر قتال و استیصال اهل ردت شرعی
که اکثر دعوی نبوت آغاز کردند و از شریعت خلیع العذار گردیدند و
تنبیه و تادیب مانعین زکوة مقترن بصلوة ضمیمه آنست سخت حیرانم
که چون انکار زکوة که از اعراب سرزده در صحاح خصوصاً صحیح بخاری
مندرج باشد و علمای فریقین بروایتش تعرض کنند شریف مرتضی را
در انکار آن غیر از تجاهل در مناظرهٔ قاضی عبد الجبار کدام باعث بود
و این جحد و انکار اگر فقط بروایات خویش است پس قطع نظر از مخالفت
واقعی کما عرفت بر مخالفین شریف چگونه حجت تواند شد کما لا یخفی
علی الوضیع والشریف و اگر بروایات مخالفین او است پس روایات
آنها به ندای بلند آواز میدهد که او البته سر از دادن زکوة باز زده گو

در وقت قدوم لشکر ظفر پیکر برای پاک دامنی خویش حیله ها انگیخته باشد
و آنچه شریف مذکور در قول صاحب مغنی اعنی و کذا سائر اهل الردّة
گفتگو کرده قابل آن نیست که طلبه علوم دینی بحل آن پردازند زیرا که
مراد از سائر ارباب ردت مسیلمه کذاب و دیگر مدعیان نبوت کاذبه و
عابدین اصنام نیستند بلکه افراد قوم دیگر که مماثلت مالک داشتند
پس معنی کلامش این است که مالک بن نویره چنانکه از زکوة انکار کرد
همچنین باقی اهل رده فلا التباس ولا غبار و ازینجاست که در کلام
صاحب مغنی هرگز از وجود و عدم مسیلمه کذاب و طلیحه و عنسی خانه
خراب عینی و اثری پیدا نمی شود کلامش دائر در قوم مالک است
که ریاست اخذ صدقات بر آنها داشت و هم کسانیکه از جماعتهای دیگر
اتباع او اختیار کردند و دیگر هیچ این طرفه صناعت دیگر است که شریف
مرتضی عبارت خصم خود را بر غیر محل و صور خیالیه خویش فرود آورده
و در پی نقض آن شده و پر ظاهر است که اگر اینچنین حیله ها و تمحلها بکار
نمی برد چگونه عند الجهال مشهور میشد که شریف از عهده جواب سبکدوش
و فارغ البال گردید و چگونه ضخامت کتاب او بده جزو متوسط میرسید
فکیف که از شصت هم متجاوز باشد و اگر کسی را در کلام کمترین خلائق هنوز
شبهة باقی ماند باید که عبارت قاضی مذبور که خود شریف در کتاب
شافی آورده و قلم در کف خویش داشته ملاحظه فرمایند و آن عبارت اینست
شبهة اخری لهم و ذکروا قصة خالد بن الولید فی قتل مالک بن نویرة
و مضاجعته امرأته من لیلته و ان ابا بکر ترک اقامة الحدّ علیه
وزعم انه سیف من سیوف الله سله الله علی اعدائه مع ان الله تعالی

قد اوجب القود وحد الزنا عموماً وان عمر نبّهه وقال له اقتله فانّه قتل مومناً ثم قال الجواب عن ذلك ما قاله شیخنا ابو علی وهو انّ الردة ظهرت من مالك بن نويرة لان فی الاخبار انه رد صدقات قومه علیهم لما بلغهم موت رسول اللّٰه صلعم كما فعله سائر اهل الردة فاستحق القتل ثم قال فان قیل كان یصلی قیل له كذلك سائر اهل الردة فانما كفروا بامتناع من الزكوة واسقاط وجوبها دون غیره انتهی كلام المولوی **اقول** موجب صد تحیر بلکه هزاران تحسر ہے کہ باوصفی کہ مولوی صاحب امام المتکلمین اہلسنت ہین کیون ایسی بے تکی باتین کرتے ہین اعتراض جناب سید قاضی کے اس فقرہ پر ہے وكذلك سائر اهل الردة یعنے مثل مالک کے سب اہل ردہ نماز پڑہتے تھے اوسپر اعتراض جناب سید فرماتے ہین کہ اگرچہ بنابر اصول اہلسنت قبول سوائے انکار زکوۃ مع الاقرار بالصلوۃ محال ہے مع ذلک یہہ قول قاضی بدو وجہ باطل ہے پہلے یہہ کہ باتفاق ارباب نقل ابوبکر نے وقت روانگی لشکر حکم دیا کہ اگر آواز اذان سنو تو جنگ نکرو جس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ مقر بصلوۃ نہ تھے بلکہ منکر نماز تھے اسیوجہ سے خلیفہ نے علامت اسلام اذان کو قرار دیا دوسرے یہہ کہ بالیقین معلوم ہے کہ مسیلمہ وغیرہ مرتدین مدعیان نبوت نے بالکلیہ احکام شرعی سے دست برداری کی تہی پس معلوم ہوا کہ وہ لوگ منکران صلوۃ تھے نہ مقران جیسا کہ قاضی کہتے ہین یہہ خلاصہ اعتراض جناب سید ہے بر کلام قاضی وكذلك سائر اهل الردة اس تقریر عدیم النظیر پہ اعتراض مولویصاحب یہہ ہے کہ جناب سید نے بنابر بعض مصلحت سانحہ بعض الفاظ کو نقل وصیت بکری سے حذف کیا مگر چونکہ مولویصاحب نے

صہ ۳۳۰
تحفہ اثنا عشریہ

اون الفاظ محذوفہ و ساقطہ کو بنابر بعض مصلحت سانحہ مذکور نکیا لہذا
قابل التفات نہین ہے معہذا کہ بتصریح شاہ عبد العزیز صحت اس نقل
کی مسلم ہے کیونکہ تحفہ مین فرماتے ہین ذکر جواب طعن قتل مالک مین انچہ
در کتب معتبرہ فن سیر و تواریخ ثابت است سرایا باطراف و جوانب
فرستادہ و بر طریقہ مسنونہ جناب پیغمبر فرمود تا بر سر قومی کہ بتازند
اگر آواز اذان از ان قوم بشنوند دست از قتل و غارت باز دارند الخ مختصر
اب برای خدا غور فرمائیے کہ عبارت جناب سید عربی مین مطابق
اس نقل کے ہے یا مخالف کہ فرماتے ہین وقد روی جمیع اهل النقل
ان ابابکر وصی الجیش الذین انفذهم بان یوذنوا و یقیموا فان
اذن القوم الذین بازاهم واقاموا کفوا عنهم الخ یعنے جمیع اہل نقل
نے روایت کی ہے کہ ابوبکر نے اوس لشکر کو جسے روانہ کیا تھا وصیت
کی کہ اگر وہ لوگ جنسے لڑنے گئے ہوا ذان و اقامت کہین تو باز رہو
اونسے الخ اب برای خدا دونون عبارت کو ملاکر فرمائیے مطابقت
ہے یا مخالفت یہہ حال ہے مولوی صاحب کی صداقت بیانی کا ثانیاً
مناظرہ صحابہ کا ساتھہ ابوبکر کے دربارہ قتال مانعین زکوۃ خصوصاً
حضرت عمر کا مسلم ہے لیکن سب کا جواب خلیفۂ اول کو تسلیم اور قبول
کر لینا ممنوع ہے کیونکہ بعد قتل مالک خلیفۂ دوم نے خلیفۂ اول سے
اعتراض کیا اور خالد سے قصاص لینے کی مستدعی ہوئی کہ یا قتل کرو یا رجم
کر دیا معزول کرو جسکا جواب خلیفہ صاحب نے یہی دیا تاوّل فاخطأ
لا اشیم سیفا سلہ اللہ اور جناب امیرؑ و دیگر صحابہ بہی اس اعتراض
مین شریک تہے پس اگر عند المناظرہ سب نے رای خلیفہ کو تسلیم کر لیا تہا

تاویل خلیفہ

تواب اعتراض کرنا کیونکر جائز ہوا پس یہہ قول مولوی صاحب کا کہ کبار
صحابہ رای جہان آرای اور ابر سرو چشم گذاشتند بہی غلط ہوا
ثالثاً بفرض تسلیم کہ تنبہ اہل انحراف عموما منظور بود علامت انحراف
بہی عموما بیان کرنا ضرور تہا جس سے معلوم ہو کہ وہ لوگ فلان امر سے
منحرف ہین اور وہ علامت بنابر جامعیت ایتای زکوۃ ہے کہ منکرین
زکوۃ و مرتدین حقیقی دونو مین قدر مشترک ہے مگر خلیفہ نے یہ
علامت نہ قرار دی بلکہ اذان و اقامت کو علامت قرار دیا کہ جو اذان
نہ کہے اوس سے لڑنا اور جو کہے اوس سے نہ لڑنا پس معلوم ہوا کہ وہ
لوگ اصل نماز سے منحرف تہے تو یہہ قول قاضی کہ مثل مالک کل اہل ردہ
مقر بہ صلوۃ و منکر زکوۃ تہے غلط ہوا اور مولویصاحب کے ہواخواہی
بہ ہوائی ہوگئے باقی رہا یہہ کلام کہ وصیت اذان برطبق سنت
سنیہ خیر البریہ اسپر نہین دلالت کرتی کہ اوسوقت کوئی منکر
زکوۃ نہین تہا خرافت محض ہے کیونکہ انکار زکوۃ سے اب کوئی بحث
نہین ہے مقصود اثبات انکار اہل ردہ ہے ادای صلوۃ سے
اور وہ اس وصیت بکری سے ثابت ہوا وہو المطلوب فبطل
قول القاضی کذلک سائر اہل الردۃ یعنی کانوا یقیمون الصلوۃ
پس قول قاضی باطل ہوا کہ مثل مالک تمامی اہل ردہ نماز پڑہتے
تہے رابعاً تقریر مولویصاحب بذیل علاوۂ مفید مطلب جناب سید
ہے کیونکہ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مقصود اصلی قتال اہل ردہ
شرعی تہا جو منکر صلوۃ و زکوۃ دونون تہے نہ یہ کہ مثل مالک صرف
منکر زکوۃ و مودی صلوۃ تہے پس اس سے بہی تقریر

قاضی باطل ہوئی جو اونہون نے سبکو مثل مالک تارک الصلوٰۃ کہا تہا و ہو
المطلوب خامسا حیرانی کی کوئی وجہ نہین ہے جناب سید کو تو ہرگز
اس سے انکار نہین ہے کہ روایات اہلسنت مین خصوصًا صحیح بخاری
مین انکار مالک اداے زکوٰۃ سے منقول نہین ہے بلکہ غرض جناب
سید کی ہے کہ تم اون روایات کو بنابر اصول موضوعہ اپنے تسلیم کیونکر
کر سکتے ہو اسلیئے کہ اس بنیاد پر مالک کا کافر مطلق ہونا لازم آتا ہے
اور تم اسکے قائل نہین ہو پس ضرور ہے کہ اصل روایات کی صحت
سے انکار کرو اس تقریر سے یہہ سمجہنا کہ جناب سید منکر وجود روایات
کذائی ہین دلیل کمال خوش فہمی ہے والناس اعداء ما جہلوا سادسًا
اسی عبارت مغنی وکذلک سائر اہل الردۃ مین یہہ کل تقریر ہوئی
پہر اوسیکو مولوی صاحب کہتے ہین کہ اس قابل نہین ہے کہ طلبۂ علوم
ادہر متوجہ ہون تو ناحق مولوی صاحب نے اسقدر رسر منزن کی (وقعے)
اگر اپنی تقریر کو مولوی صاحب ایسا سمجہتے ہین تو بجا و درست ہے
کہ خرافت اوسکی طلبہ علوم پر ظاہر و ہویدا ہے سابقًا یہہ زیرا کہ مولوی
صاحب کا محض غلط ہے کیونکہ خود جو عبارت مغنی نقل کرتے ہین
اوسمین ہے انہ رد صدقات قومہ علیہم لما بلغہ موت رسول اللہ
کما فعلہ سائر اہل الردۃ یعنے اوسنے رد کیا زکوٰۃ کو بعد وفات آنحضرت
جیسا کہ رد کیا تمامی اہل ردہ نے فان قیل کان یصلی قیل لہ کذلک
سائر اہل الردۃ یعنے اگر کہا جائے کہ مالک نماز پڑہتا تہا تو کہا جائیگا
کہ اسیطرح تمامی اہل ردہ کا حال تہا پس ان دونون عبارتون سے
بخوبی معلوم ہوا کہ سائر اہل ردہ نے زکوٰۃ واپس کیا تہا اور تمامی

مرتدین نماز پڑہتے تھے کیونکہ ایک جگہہ مالک مشبہ ہے اور سائر
اہل ردہ مشبہ بہ دوسری جگہہ برعکس اسکے اور تخصیص بافراد قوم
دیگر کہ مماثلت مالک داشتند محض بے وجود ہی بلکہ از قبیل چیستان ہی
کیونکہ اصل مماثلت ہی کے باعث سی یہ تقریر ہو رہی ہے اور سیپر یہ کہنا
کہ مماثلت مالک داشتند کس درجہ لغو ہے ثامنًا یہہ صحیح ہے کہ کلام
مغنی مین تصریح مسیلمہ وغیرہ کی نام بنام نہین ہے مگر اسمین بہی
کوئی عذر نہین کہ عبارت کذلک سائر اہل الردۃ مین وہ بہی داخل
ہین جسکو کوئی عاقل انکار نہین کر سکتا فضلا عن فاضل الا یہہ کہ قائل
بعدم ردہ اون لوگون کے بہی ہون باقی یہہ کہ کلام قوم مالک مین داخل
ہے پس مسلم ہے مگر قاضی جی اوسی مالک کو مشبہ و مشبہ بہ دیگر مرتدین
یقینی الردۃ کا قرار دیتے ہین کہ مثل مالک ہی کے سائر اہل ردہ
جنکی ردۃ یقینی تہی مقر صلوۃ تھے اور متبوعیت مالک و تابعیت
دیگر اقوام کلام قاضی سے ہرگز نہین ظاہر ہوتی کیونکہ وہان تو صاف
یہی مرقوم ہے کہ مالک نے مثل سائر اہل ردہ زکوۃ کا انکار کیا اور
مثل مالک کے سائر مرتدین نماز پڑہتے تھے پس برعکس ارشاد مولوی صاحب
مالک کا تابع ہونا دربارہ انکار زکوۃ ثابت ہوا نہ متبوع ہونا جو یہہ قول
مولوی صاحب وہم کسانیکہ از جماعتہای دیگر اتباع او اختیار کردند
الخ صحیح ہو سکے باقی رہی بیہودہ تقریرین مولوی صاحب کی دربارہ
اظہار لیاقت جناب سید پس قابل ریشخند ہے نہ لایق التفات
دانشمند کیونکہ فضل وکمال جناب سید مرتضی علم الہدی رضی اللہ عنہ
مسلم ومقبول بین الفریقین ہے امام یافعی تاریخ مراۃ الجنان مین

بہ نسبت جناب سید فرماتے ہین کان اماماً فی علوم الکلام والادب
والشعر یعنے تھے وہ جناب امام بیچ علم کلام اور ادب و شعر کے
اور فاضل رشید ایضاح لکافۃ المقال مین اپنے کو معتقدین فضل و کمال
و تبحر جناب سید رضی اللہ عنہ سے قرار دیتے ہین پس اب حقیر مین
مولوی صاحب کے کیا گذارش کرون کہ اپنے رشید المتکلمین کے
معتقد علیہ کے حق مین ایسے کلمات موجب کن امور کے ہین الیس
منکم رجل رشید مین بھی بکمال ادب التماس کرتا ہون کہ برای خدا
و رسول و خلفا کلام مغنی جسے مولوی صاحب نقل فرما رہے ہین
اوسکو ملاحظہ کرین کہ کسیطرح اس تقریر سے مناسبت رکھتا ہے
یا نہین غالبا کوئی ذی فہم اس تاویل باطل کو مولوی صاحب کے
قبول نکرے گا بعد اسکے جو مولوی صاحب خود اپنی خوش فہمی پر
متنبہ ہوکر فرماتے ہین منشار عثرت و وہم شریف مرتضی انیست
کہ بادراک محل صحیح کہ عبارت قاضی بران محتوی است و فریقین روایت
کردہ اند متوجہ نشدہ **شعر** اذا لم یکن للمرء عین صحیحۃ فلا
غرو ان یرتاب والصبح مسفر اکنون بدانکہ عبارت مذکور دو محل
وارد یکی آنکہ تقریرش در صدر گذشت دوم احتمالی کہ منشار
اعتراض شریف است و شک نیست کہ ہرگاہ تخیل فاسد او را بادلہ
قاطعہ باطل کنم لامحالہ اول متعین خواہد بود باید دانست کہ خیال
فاسد شریف در معنی عبارت صاحب مغنی کہ بتقید قلم آمد این است
کہ مالک بن نویرہ بمجرد استماع خبر وفات رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم صدقات را بر قوم خود رد کرد چنانچہ سائر اہل ردت

ص ۹۶

مثل مسیلمہ وطلیحہ وغیرہما صدقات را بقوم خویش باز گردانیدند واداے نماز وابا سے
زکوة مختص بمالک نبود بلکہ متنبیان مذکور ودیگر اہل ارتداد ہم سالک این طریق
وشارب این رحیق بوده اند ودر بطلان این معنی کہ شریف مرتضی من تلقاء النفس
متفوه بان شده چند دلیل قاطع در عبارت مغنی واقع ہست والطف از ہمہ
آنکہ شریف ہم بمدلول آن اقرار دارد ولیکن در فہم معنی صحیح
وحمل عبارت بر مطلوب بجہت عصبیت رہ بجرا دنمی آرد حالا آن
دلائل را بسمع اصغا بشنو اول آنکہ خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ ولی پس
دینا زکوة کا فرع اسکا ہے کہ مسیلمہ وغیرہ متولی صدقات رہا ہو
حالانکہ کسی اخبار وآثار سے اسکا ثبوت نہین ہوتا بلکہ خلاف اوسکی
فریقین مین مشہور ہے کہ مسیلمہ نے آن حضرت کو ایک مکتوب
لکہا من مسیلمة رسول اللہ الی محمد رسول اللہ الخ جسکا جواب
آن حضرت صلعم نے یہہ لکہا من محمد رسول اللہ الی مسیلمة الکذاب
الخ کہ بعد اوسکے پیچ وتاب کہا کر اوس شقی نے لاکہہ آدمی کو جمع کرکے
قصد مقاتلہ آن حضرت صلعم واستیصال شریعت غرا کیا اور طلیحہ
ابن خویلد کا عروج وخروج بعد وفات آن حضرت ہوا کہ مدعی
نبوت ہوا اور بہت سے اعراب گرد اوسکے جمع ہوئے اور بعد
محاربہ خالد بن ولید شام کی طرف فرار کر گیا اور کا ہے اوسکو
تولیت صدقات نہ حاصل تہی اور اسود عنسی شعبدہ باز وساحر
تہا کہ اوسنے بہی لشکر عظیم جمع کیا دربارۂ قتل اوسکے اختلاف
ہے کہ آن حضرت کے عہد مین قتل ہوا یا زمانہ ابو بکر مین مگر کبہی
اوسکو تولیت صدقات نہین حاصل تہی انتہی مختصر کلام المولوی

اقول عقلائی عالم کو صلا ہے اور ارباب بصیرت کی دعوت
بر ملا ہے کہ اس تقریر عدیم النظیر پر مضحکہ کرین اور بسوے
قائل ریش دراز رد کرین سبحان اللہ جس تقریر کو کوئی عاقل باور
نکرے اور نہ لفظ قائل مساعد ہو وہ تو مولوی صاحب کے نزدیک
احتمال اول اور صحیح قرار پائی اور جو مطلب کہ مثل نصوص واضح
و ظاہر ہوا اوسکو مولوی صاحب دور از عقل و خارج از وہم
تصور کرین فی الحقیقة خوب کہا ہے ؎ اذا لم یکن للمرء عین
صحیحة ✦ فلا غرو ان یرتاب والصبح مسفر ✦ جو احتمال کہ مولوی
صاحب کے نزدیک قوی ہے وہ از قبیل المعنی فی بطن الشاعر
ہے بخلاف احتمال دیگر کہ ہر عربی دان یہی سمجھے گا چنانچہ فقیر اوس
عبارت کو دوبارہ نقل کرتا ہے اور لفظی ترجمہ لکھے دیتا ہے
جسکے بعد پھر کسی کو شک و شبہہ باقی نرہے ناظرین سے امیدوار
معافی ہون عبارت قاضی یہ ہے ان الردة ظہرت من مالك بن
نویرة لان فی الاخبار انه رد صدقات قومه علیهم لما بلغهم
موت رسول اللہ ؐ کما فعله سائر اهل الردة فاستحق القتل ثم
قال فان قیل کان یصلی قیل له کذالك سائر اهل الردة وانما
کفر بامتناع الزکوة واسقاط وجوبه دون غیره ترجمہ تحقیق کہ
ردت ظاہر ہوئی مالک بن نویرہ سے اسلیئے کہ خبرون مین آیا ہے
کہ مالک نے اپنی قوم کی زکوة کو اون پر واپس کیا جسوقت خبر وفات
رسول پہونچی جیسا کہ سائر اہل ردہ نے کیا تہا پس اسوجہ سے مستحق
قتل ہوا پھر کہا پس اگر کوئی کہے کہ مالک نماز پڑہتا تہا تو اوسکا جواب

یہہ ہے کہ اسیطرح سائر اہل ردہ نماز پڑہتے تہے اور مالک نہین
کافر ہوا مگر بوجہ منع کرنے زکوۃ کے اور اوسکے وجوب کے
ساقط کر دینے کے نہ دوسرے سبب سے انتہی اب ناظرین منصفین
خود غور کر لین کہ یہہ عبارت مطابق مقصود مولوی صاحب ہے
یا مطابق فہم جناب سید بہلا کوئی عاقل یہہ سمجہہ سکتا ہے کہ سائر
اہل ردہ سے کوئی فرقہ خاص مرتدین کا کسی قسم خاص کے ساتھہ
مراد ہے نہ کل مرتدین اوس زمانہ کے جیساکہ مولوی صاحب کہتے ہین
بلکہ صاف صاف مطلب اس عبارت کا وہی ہے جو جناب سید سمجہے
ہین کہ قاضی صاحب کل اہل ردہ کو مثل مالک نماز پڑہنے والے کہتے
ہین نہ بعض کو کیونکہ لفظ سائر اہل ردہ شامل ہے کل مرتدین بعد
الرسول کو خواہ ارتداد اونکا بوجہ انکار زکوۃ ہو یا بوجہ عبادت اصنام
یا بوجہ ادعای نبوت کاذبہ جیساکہ شاہ عبد العزیز صاحب نے بہی آیہ
ومن یرتد منکم مین کل مرتدین کو داخل کیا ہے بغیر تفرقہ وجوہ
ارتداد حالانکہ بعض بوجہ ادعای نبوت کاذبہ اور بعض بوجہ عبادت
اصنام اور بعض بوجہ منع زکوۃ مرتد ہوئے تہے مولویصاحب نے
جناب سید کی تردید مین کئی ورق کتاب کے سیاہ کیئے اسقدر تطویل
لاطائل کیا نہ مطلب جناب سید سمجہے نہ اپنے قاضی کی غرض تک پہونچے
چونکہ خلیفہٴ اول پر یہہ اعتراض ہوتا تہا کہ اونہون نے ایک مسلمان
یعنے مالک بن نویرہ کا خون ناحق کیا اور باوصف تنبیہ صحابہ وخود
خلیفہٴ دوم حضرت عمر خالد سے نہ قصاص لیا نہ قتل کیا نہ رجم کیا لہذا
اس الزام کے رفع کے لیئے قاضی ماضی نے چاہا کہ مالک کے ارتداد کو

ثابت کرین اور مرتدین حقیقی مثل مسیلمہ وغیرہ کے مساوی بتاوین
کہ دونون منکر زکوۃ تھے اور دونون مقر صلوۃ تاکہ مالک بھی مثل
اون مرتدین حقیقی کے واجب القتل قرار پائے اور خلیفہ کا گلا
الزام سے چھوٹ جائے یہہ غرض قاضی ہے اور مولوی صاحب
صرف اس غرض سے کہ کلام سید پر اعتراض ہو جائے تیر سے لگے
یا تکہ مسیلمہ وغیرہ یقینی مرتدین کو اس مماثلت سے خارج کرتے ہین
اور لفظ سائر اہل ردہ کو اقوام مالک وغیرہ یا نعین زکوۃ مین دائر
بلکہ منحصر کرتے ہین اب خود مولوی صاحب کو مین حکم قرار دیتا ہون
کہ فرمائین اس صورت مین الزام خلیفہ کے سر سے رفع ہوگا یا اور
بڑہ جائے گا کیونکہ پہلے فقط مالک تہا اب اور لوگ بھی شریک
مقتولین ہوئے اسلیئے کہ وجہ اعتراض یہی تہا کہ مالک باوصفی کہ
مسلمان تہا اور نمازخوان تہا خلیفہ نے اوسے قتل کرایا پس اگر اور
لوگ بھی ایسے نکلے تو معترض ضرور کہے گا کہ یک نشد دو شد اور یہی
سمجھی رفع الزام بغیر اسکے نہین ہو سکتا کہ مالک کو مشابہہ یقینی مرتدین
مثل مسیلمہ وغیرہ بنائین تاکہ دونون کا ایک حکم ہو جیساکہ قاضی نے
کہا اب مقصود جناب سید ابطال مساوات مالک و مرتدین حقیقی
ہے کہ یہہ کہنا تمہارا کہ مثل مالک کے وہ مرتدین حقیقی تھے منکر زکوۃ
و مقر صلوۃ تھے باطل ہے کیونکہ کسیطرح یہہ نہین ثابت ہوتا کہ مسیلمہ
وغیرہ قائل ہون کسی حکم کے ساتھ احکام شریعت سے بعد ارتداد
تا مساوات مطلوب ثابت ہو پس کلام قاضی باطل ہوا اور الزام قتل
مالک خلیفہ کی گردن پر بنا رہا اور مولوی صاحب کی تاویل خود اپنی آپ

نتیج کنی ہوئی کیونکہ جواز قتل مقرین صلوۃ تو خود امر متنازع فیہ ہے یہان پس
نتیجہ اس تاویل کا یہی ہوا کہ اعتراض کا بار دوبالا ہو گیا یا ریک خرنشد
بلکہ دو خر ہان اگر مولوی صاحب اسکے قائل ہون کہ فقط مالک بن
نویرہ ہی و اتباع اوسکے منکر زکوۃ تھے نہ دیگر مرتدین یعنے مدعیان
نبوت وغیرہ بلکہ وہ لوگ مقر بزکوۃ تھے تب البتہ اونکو زیبا ہے کہ
یہہ تقریر کرین اور کلام جناب سید پر اعتراض کرین و الا از قبیل
گوز شتر ہوگا نہ لائق التفات اہل نظر باقی مولویصاحب جو دربارۂ
مسیلمۂ کذاب اسقدر دراز نفسی فرماتے ہین اور تطویل لاطائل سے
حجم کتاب کو بڑہا کے لیاقت اپنی جہال پر ثابت کرتے ہین مفاد اوسکا
بجز ظہور جہالت کے کچھہ نہین ہے کیونکہ مقصود اونکا اگر اس تقریر
سے یہہ ہے کہ جناب سید یہہ فرماتے ہین کہ مثل مالک مسیلمۂ کذاب
بہی متولی صدقات تہا تو دروغ محض ہے پہلے اس امر کو کلام جناب
سید ہمام سے ثابت کر دین تب طالب جواب ہون نہ قاضی کا یہہ
مطلب ہے نہ جناب سید نے اسپر اعتراض کیا ہے اور اگر یہہ خوش
فہمی لفظ کذلک سائر اہل الردۃ سے ہے جو عبارت قاضی مین ہے
تو پہلے مولوی صاحب اپنے نو فرقے کو جنہین یقینی بوجہ منع زکوۃ
مرتد کہتے ہین متولی صدقات ہونا و در ریاست بطاح کا اونسے
مفوض ہونا ثابت کرین تا مساوات مطلوب مولویصاحب ثابت
ہو تب تقریر مد بارۂ مسیلمہ پیش کرین و ہو غیر ممکن اور اگر مقصود
مولویصاحب اس عبارت طویل و عریض سے یہہ ہے کہ مسیلمۂ
کذاب کبہی مسلمان ہی نہوا کیونکہ منع زکوۃ فرع اقرار باسلام ہے

اور نہ خلیفہ اون سے بوجہ انکار زکوۃ لڑے جیساکہ سیاق کلام مولوی صاحب دلالت کرتا ہے تو ہرچند فضیلت قتل مرتدین اور بھی ہے کیونکہ جب مسلمان ہی کبھی نہوا تو پھر مرتد کیونکر کہلائے گا علاوہ اسکے لیئے علامہ نور الحق کی تیسیر القاری کو ملاحظہ کرین کہ اوسمین صاف لکھا ہے و زکوۃ رکنے از اسلام ہست ہرکہ از ادای آن امتناع آرد کشتنی ست چنانکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بمسیلمہ کذاب درین باب قتال کرد انتہی جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مسیلمہ مسلمان تھا چونکہ اوسنے منع زکوۃ کیا تھا اسوجہ سے خلیفہ اوس سے لڑے اسیطرح دربارہ طلیحہ و اسود عنسی بھی پہلے کلام جناب سید سے ثابت کرین کہ وہ ان دونون کو مرتد بوجہ منع زکوۃ فرماتے ہین تب یہہ تقریر پیش کرین حالانکہ خود جناب سید اسیوجہ سے قاضی پر اعتراض کرتے ہین کہ قاضی صاحب ان ثلثہ کو بھی سائر مرتدین کیطرح مانع زکوۃ و مقر بالصلوۃ بیان کرتے ہین بقولہ وکذلک سائر اہل الردۃ اوسپر جناب سید اعتراض کرتے ہین کہ قد علمنا ان اصحاب مسیلمۃ وطلیحۃ وغیرھما ممن ادعی النبوۃ وخلع الشریعۃ ما کانوا یرون الصلوۃ ولا شیئا مما جاءت بہ شریعتنا یعنے یہہ معلوم ہے کہ مسیلمہ و طلیحہ وغیرہ مدعی نبوت ہوئے تھے اور تارک شریعت نہ نماز کو مانتے تھے نہ دوسری حکم کو احکام شریعت سے پس بعد اسکے یہہ تطویل مولویصاحب کی از قبیل فوات حمیری و ضرطات بعیری ہے ونحن لا نطول الکلام بردہ مگر عجیب تر مضمون یہہ ہے کہ مولوی صاحب فرماتے ہین

اما طلیحہ بن خویلد کہ عروج وخروج او بعد وفات شریف
اتفاقی ست یعنی طلیحہ کا عروج وخروج بادعای نبوت بعد
وفات آن حضرت اتفاقی ہے حالانکہ خود اوستاد انکے چھوٹے
شاہ صاحب انکی تکذیب کرتے ہین جیسا کہ تحفہ مین ہے در آخر
عہد پیغمبرؐ سہ گروہ مرتد شدند اول بنو مدلج قوم اسود عنسی ذو الخمار
کہ در یمن دعوای نبوت کرد و بدست فیروز دیلمی کشتہ شد دوم
بنو حنیفہ اصحاب مسیلمۂ کذاب کہ در ایام خلافت خلیفہ اول بدست
وحشی قاتل امیر حمزہ کشتہ شد سوم بنو اسد قوم طلیحہ بن خویلد متنبی
کہ حضرت پیغمبرؐ خالد را براو فرستاد واو از دست خالد گریختہ بشام
رفت و در عاقبت ایمان آورد اور شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین
بذیل عبارت طولانی فرماتے ہین شرح این حادثہ آنکہ در اواخر
ایام آن حضرت سہ فرقہ از عرب مرتد شدند ذو الخمار عنسی در میان
مدلج دعوای نبوت کرد آن حضرت بجانب معاذ بن جبل وجمعی از
مسلمین نامہ نوشت یہانتک کہ کہا وطلیحہ اسدی در میان اسد
مدعی نبوت شد ہم در حیات آن حضرت وبعد انتقال وی الی آخرہ
مختصرا یہہ حال ہے مولوی صاحب کی دعوی اتفاق کا کہ طلیحہ کے
دعوی نبوت کو بعد وفات آن حضرتؐ اتفاقی کہا حالانکہ خود
شاہ عبد العزیز و ولی اللہ نے اسکو باطل کر دیا کہ بالاتفاق قائل
ہین کہ ارتداد اونکا عہد نبویؐ مین ہوا اور شاہ عبد العزیز صاحب
نے تو یہانتک صاف کر دیا کہ خود حضرتؐ نے خالد کو اوس سے
جنگ کے لیئے روانہ فرمایا اب اس تقریر سے مولویصاحب کی

تاریخ دانی کو علاوہ کشف و کرامات خاندانی سمجھ لینا چاہیے
ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا + اور دربارۂ اسود عنسی جو
مدعی اختلاف ہیں وہ بھی محض لغو ہے چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے
ذو الخمار عنسی کہ در کہانت و شعبدہ دستی تمام داشت درمیان
مذحج دعوت نبوت نمود آن حضرت ﷺ بجانب معاذ بن جبل و جمعی از
مسلمین کہ ہمراہ او بودند نامہ نوشت تا برای قتل او آمادہ شوند
فیروز دیلمی از آن جماعت متصدی قتل او شد و جناب نبوی ﷺ
بر صورت این ماجرا بوحی مطلع شدند و فرمودند فاز فیروز و در خارج
خبر این واقعہ آخر ربیع الاول بصدیق اکبر رسید و این اول مژدۂ فتحی
بود کہ حضرت صدیق بآن مسرور گردید انتہی بعد آن مولوی صاحب
فرماتے ہیں دوم آنکہ صاحب مغنی گفتہ اگر کسے گوید کہ مالک بن نویرہ نماز
میگزارد پس نسبت ارتداد باو چہ معنی دارد خواہم گفت کہ دیگران ہم
از بقیۂ اہل ردت نماز می خواندند تخصیص مالک چیست ندانی کہ نسبت
ارتداد باین مردم بدان جہت افتاد کہ بمنع زکوۃ رفتند و باسقاط
وجوبش خیال بستند این قول او ادل دلیل بر بطلان فہم شریف
مرتضی است زیرا کہ ردت شرعی و مدعیان نبوت کاذبہ کہ بمعارضۂ
قرآن مجید پرداختند و در ازاء سورۃ الفیل این مہملات را مرتب ساختند
الفیل ما الفیل و ما ادریک ما الفیل لہ ذنب قصیر و خرطوم طویل با نماز
اہل اسلام چہ کار ست ع سگ و مسجد ای غافل از عقل و دین +
و باین ہم شریف مرتضی در کلام خویش اشعاری کردہ جائی کہ
گفتہ ما کانوا یرون الصلوۃ و لا شیئا مما جاءت بہ شریعتنا پس

معلوم شد کہ از سائر اہل ردت حریفان بنی یربوع مراد اند وہو المطلوب
سبحان اللہ کیا خوش فہمی ہے باوصفی کہ معنی بہی بیان کرتے
ہین اور اونکو بقیہ اہل ردہ بہی لکہتے ہین جو شامل ہے تمامی مرتدین
کو اوسپر بہی مطلب جناب سید نہین سمجہتے بہی تو جناب سید بہی فرماتے
ہین کہ ایسے لوگونکو کون کہہ سکتا ہے کہ یہہ لوگ مثل مالک تھے اور مانع
زکوۃ ہوئے چنانچہ اسکی تصریح خود جناب سید نے کی ہے جسکو
مولوی صاحب فرماتے ہین وبا این ہمہ شریف مرتضی در کلام خویش
اشعاری کردہ پس یہ خوش فہمی مولویصاحب کی ہے کہ ایسے صاف امر کو چہپاتے ہین اور اپنے
قاضی معتزلی کی اصلاح مین یہ حرفتین دکہاتے ہین اور مؤیدات سے
اسکے ہے عبارت مفاتیح جسے خود مولویصاحب نقل فرماتے
ہین اگرچہ مانعین زکوۃ از قبیل بغاۃ ہین مگر دانما لم یدعوا بہذا الاسم
لدخولہم فی غمار اہل الردۃ واضیف الاسم فی الجملۃ الی الردۃ اذ
کانت اعظم الامرین خطباً یعنے چونکہ غمار اہل ردہ مین وہ سب لوگ
داخل تھے اسیوجہ سے اس نام سے پکارے گئے کہ انتساب
ارتداد بہ نسبت انتساب بغاوت اعظم تہا پس معلوم ہوا کہ قاضی نے
بہی اوسی بنیاد پر مالک وغیرہ مانعین زکوۃ کو حکم مرتدین حقیقی مین
قرار دیا کہ جیسا اور اہل ردہ نے زکوۃ دینے سے انکار کیا مالک
نے بہی اور اگر کوئی کہے کہ مالک نماز پڑہتا تہا تو ہم کہین گے کہ سب
اہل ردہ کا یہی حال تہا پس معلوم ہوا کہ مراد سائر اہل ردہ سے مرتدین
حقیقی ہین نہ صرف مانعین زکوۃ جیسا کہ مولویصاحب کہتے ہین فافہم
فانہ دقیق جداً انتہی قال سوم آنکہ خاتمہ عبارتش اعنی حکم ردت مالک

واتباع او بجهت انکار زکوة بود دیگر اسپیح نیز برهان قاطع بر بطلان
تخییل امام متشیعین است والا کفر مسیلمه کذاب بر خلاف واقع بسبب
انکار زکوة لازم آید و ایضاً مستلزم این معنے است که کفر و ارتداد آن
لعین از جهت دعوی نبوت کاذبه نباشد و این راجز امام المتشیعین
هیچ عاقلے تجویز نتوانند کرد انتهی پس نہین معلوم کہ یہہ عبارت کیونکر
مفید مطلب مولویصاحب ہوئی کیونکہ اس کلام کا مفاد یہی ہے کہ
کفر مالک صرف بوجہ انکار زکوة ہے نہ دوسری وجہون سے جیسا
کہ دوسرون مین پایا گیا مثل ادعای نبوت وعبادت اصنام وغیرہ پس
قاضی کی غرض اس کلام سے دفع اعتراض ہے کیونکہ کلام سابق قاضی
سے مالک کا مرتد حقیقی ہونا ظاہر ہوتا تہا اور اسپر مفاسد عدیدہ
لازم آتے ہین لہذا بطور رفع دخل مقدر ظاہر کر دیا کہ مالک کا ارتداد
صرف بوجہ منع زکوة تہا نہ دوسرے اسباب سے پس نہ معلوم اس
تقریر سے اعتراض جناب سید کیونکر رفع ہوا کہ وہ فرماتے ہین یہہ
دلیل غلط ہے کہ سائر اہل ردہ منکر زکوة ومقر صلوة تہے اسیطرح
کوئی وجہ استلزام کی بہی نہین معلوم ہوئی کہ اوس بنیاد پر جناب
سید اسکے قائل ہون کہ مسیلمہ بوجہ نبوت کاذبہ کافر نہین ہوا حالانکہ
خود جناب سید نے اسکی تصریح فرمائی ہے اوسپر بہی یہہ الزام
بلزوم التزام موجب حیرت اولی الافہام ہے بالجملہ لفظ سائر اہل ردہ
مقتضی تعمیم ہے کہ شامل ہو جمیع مرتدین کو باین نحو کان باقی یہہ کہنا
کہ این راجز امام المتشیعین ہیچ عاقلے تجویز نتواند کرد محض خرافت
وجہالت ہے کیونکہ متشیعین بجز دوازدہ امام کے کسیکی امامت کے

قائل ہی نہین ہین جو جملہ امام المتشیعین درست ہو البتہ امام یافعی آپکے
جناب سید کو امام کہتے ہین اور نہ معلوم کہ مولوی صاحب اپنے امام
نور الحق صاحب تیسیر القاری کو عاقل تصور کرتے ہین یا لیا جو وہ قائل
ہوگئے کہ کفر مسیلمہ ومقاتلہ اوس سے بوجہ انکار زکوۃ تھا کما مر باقی عبارت
مفاتیح جو نقل کی ہے کہ محصل اوسکا فکر اعتراض شیعہ ہے برجواز قتال
ابوبکر با مانعین زکوۃ اور تقسیم مرتدین بدو قسم مرتد عن الدین ومرتد
بوجہ فرق صلوۃ وزکوۃ پس مطابق دعوی مولویصاحب اوس
وجہ اطلاق ردت البتہ معلوم ہوتی ہے وھذہ عبادنہ وھذا الصنف
علی الحقیقۃ اھل بغی وانما لم یدعوا بھذا الاسم فی ذلک الوقت
لدخولھم فی غمار اھل الردۃ فاضیف الاسم فی الجملۃ الی الردۃ
اذ کانت اعظم الامرین خطبًا انتہی لیکن اطلاق کفر کی کوئی وجہ نہین
معلوم ہوتی کیونکہ خود مولویصاحب تصریح کرتے ہین کہ صاحب
نہایہ جائی کہ ردت کفر بعد از تصریح درین عبارت کہ ارتداد بر تخلف
محمول ہست ارادہ کردہ ردت را مضاف بکفر نمود وصاحب مجمع البحار
لا عن الاسلام آوردہ پس باین قرینہ معلوم شد کہ در ہر دو مقام
نفی واثبات ہمان تقصیر وتخلف مراد ہست کہ سخن دران میرود
لا غیر والا ظاہر آن بود کہ میگفتند لم یکفر احد من اصحابہ بعدہ
وانما کفر قوم من جفاۃ الاعراب مثلًا انتہی جس سے معلوم ہوا کہ
کفر کا اطلاق اگر یہان ہوتا تو کفر حقیقی مراد ہوتا جسکی نفی کے درپے
ہین مولویصاحب اسیوجہ سے صاحب نہایہ ومجمع نے کفر نہ کہا بلکہ
ارتداد کہا اور ہرگاہ یہان بھی وہی لفظ کفر صاحب مغنی نے اطلاق کیا ہے

تو معلوم ہوا کہ صاحب مغنی مالک کو مرتد حقیقی وکافر جانتے ہین کہ وانما
کفر بامتناع الزکوۃ اور بعد نقل عبارت مفاتیح مولویصاحب لکھتے
ہین وبرکسانیکہ خدمت فن حدیث بجا آوردہ شروح صحاح را مطالعہ
کردہ اند مخفی نمی ماند کہ بسیاری از محدثین مثل امام نووی در حق مالک
بن نویرہ ہمین قسم فرمودہ او را در زمرہ مقصرین بر شمردہ وصاحب
منہاج و مانند او نیز ہمین جادہ اختیار کردہ انتہی اقول لا یخفی مین کہتا ہون
کہ جسنے خدمت فن حدیث اور علم کلام کیا ہے اور کتب اہلسنت کو بخوبی
دیکہا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بنابر مرض عام افتراق و انعدام اتفاق
اہلسنت اس باری بین بہی مختلف ہین صدر اول یعنی شیخین اور طلحہ
وسعد و ابن عمر و ابو قتادہ وسائر مہاجر و انصار مالک بن نویرہ کو مسلمان
باایمان جانتے تہے کہ عہد رسول سے عہدہ اخذ صدقات پر مقرر تہا اور
اور صحابہ نے اوسکے تبدیل و تغییر نہ کرنے پر گواہی دی اور فضل
بن روزبہان شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و صاحب مغنی وغیرہ
اوسکو مرتد حقیقی بوجہ منع زکوۃ جانتے ہین کہ منکر ضروری دین کافر ہے
مولوی حیدر علی و کرمانی وغیرہ نہ کافر جانتے ہین نہ مرتد بلکہ مسلمان محدث
یعنی متخلف عن بعض الواجبات بیان کرتے ہین پس اس اظہار کمالات سے
مولویصاحب کو کوئی نفع نہوا بفرض تسلیم امام نووی کے ایسا جاننے
سے قاضی کا بہی ایسا ہی جانتا اور اسی مد مین شمار کرنا نہ ثابت ہوا جو
مطلب مولوی ہے اور یہہ حرفت بہی قابل لحاظ ہے کہ دعوی تو
مولوی صاحب بسیاری از محدثین کو بیان کرتے ہین اور وقت تفصیل
بجز امام نووی اور کوئی نہین ملتا بعد اسکے مولوی بغرض تطویل حجم

کتاب عبارت صاحب تحفہ اور ضربت حیدریہ اور بحار سے دربارۂ اثبات
تعدد فرقہاے منکرین زکوٰۃ ہوئے ہین مگر ساری تقریر از قبیل تنبیہ
بر بدیہیات اولیات ہے نہین معلوم کون منکر ہے اسکا کہ فرقہ متعدد
منکر زکوٰۃ نہین ہوئے بعد ازان جو فرماتے ہین اکنون درین وقت
این امر کہ بعضے دیگر غیر ازین یربوع تابع مہلات مالک بن نویرہ گردیدند
کدام حالت منتظرہ باقی ماند و در صحت قول صاحب مغنی و کذلک سائر
اہل الردۃ ہیچ تردد و شبہہ را گنجایش نیست پس وہ حالت منتظرہ یہہ ہے
کہ صاحب مغنی سائر اہل الردۃ فرماتے ہین جو مستدعی استغراق کل فرق
ہے جسمین مسیلمہ وغیرہ سب داخل ہین اور آپ ان لوگون کو سائر اہل
ردہ سے خارج کرتے ہین پس بحمد اللہ آپکے اس سرمغز سے وہ
ثابت نہین ہوا اور نہ یہہ دعوی آپکا ثابت ہوا کہ دوسرون نے متابعت
مالک کی کی جسکو بار بار آپنے بتکرار ظاہر کیا اور استحالہ جناب سید کو دربارۂ
قبول روایات انکار مالک بنابر اصول موضوعہ اہلسنت آپ باطل نہ کرسکے
فالباقی باق بحالہ وما اثبتہ لیس فی محالہ بلکہ فائدہ جدیدہ یہہ حاصل
ہوا کہ بنقل خود مولوی صاحب شاہ عبد العزیز کا قائل ہونا ارتداد و کفر حقیقی
مالک و دیگر مانعین زکوٰۃ ثابت ہوا جو خلاف مطلوب مولویصاحب ہے
کیونکہ شاہ صاحب بعد نقل آیۂ من یرتد منکم عن دینہ فرماتے ہین کہ درین
امر کمال مناقب صدیق اکبر و غیر او از اصحاب رسول اللہ است کہ آنہا مسیلمہ
کذاب را در خلافت صدیق کشتند و دیگر فرقہاے اعراب کہ تفصیل آنہا
طول دارد مرتد شدہ بودند و انکار زکوٰۃ میکردند ہمہ آنہا جہاد کردند و
آنہا را بتیغ کشتند و بسیاری از اینہا باز اسلام آوردند انتہی پس فرکہ

مسیلمہ اور جملہ مرتد شدہ بودند و انکار زکوۃ میکردند و جہاد کردند و باز اسلام آوردند یہہ سب دلیل اسکی ہے کہ شاہ صاحبکے نزدیک مالک وغیرہ بہی اگرچہ بوجہ منع زکوۃ ہو مرتد اور کافر ہوئے کہ بعض مقتول ہوئے بعض اسلام لائے پس اس سے سارا دمدمہ مولویصاحب ہوا ہوگیا اور جو کچہہ تشنیعات لاطائلہ جناب سید پر کیئے تھے بشے زائد مولویصاحبکی طرف منقلب ہوئے والحمد للہ علی ذلک حمدا کثیرا بالجملہ ہر گاہ متانت اس تقریر لطیف اور زرانت اس تحریر شریف کی معلوم ہوئی اور مالک بن نویرہ کا اصل زکوۃ سے منکر ہونا باطل ہوا بلکہ بنا بر تحقیق امام رازی اہلسنت وغیرہ من العلما مجتہد ہونا اوسکا ثابت ہوا غایۃ مافی الباب مالک مذکور مجتہد خاطی ہوگا اور خود اہلسنت مجتہد خاطی کے لیئے ایک اجر کے قائل ہین پس افسوس ہے کہ اہلسنت اپنے خاص مالک کو جس سے ایک خطا فی الاجتہاد سرزد ہوئی مرتد قرار دین اور خالد بن ولید جس سے خود ایسے قصہ مین باقرار خلیفہ اول دو خطا ہوئی اوسکو نہ مرتد عن الاسلام کہین نہ مرتد بمعنی متخلف عن الواجبات چنانچہ تاریخ ابن خلکان مین ہے لما بلغ الخبر ای خبر خالد مع مالك وامرأته ابابکر وعمر فقال عمر لابی بکر ان خالدا قد زنی فارجمه قال ما کنت لارجمه فانه تاول فاخطأ قال فانه قتل مسلما فاقتله به قال ما کنت لاقتله به فانه تاول فاخطأ قال فاعزله قال ما کنت لاشیم سیفا سلمه الله علیهم ابدا یعنے جب خبر قتل مالک اور تصرف کرنا خالد کا زوجہ مالک سے عمر کو پہونچی تو ابوبکر سے کہا کہ خالد نے زنا کیا اوسکو رجم کرو ابوبکر نے کہا ہم رجم نکرینگے کیونکہ خالد نے تاویل کیا خطا ہوئی اوس سے پہر عمر نے کہا

کہ خالد نے ایک مرد مسلمان کو قتل کیا اسکو قتل کرنا چاہیئے ابوبکر نے
کہا ہم قتل نہی کرینگے خطا فی الاجتہاد کیا تب عمر نے کہا خالد کو معزول
کرو ابوبکر نے کہا جس تلوار کو خدا نے کھینچا ہم اوسکو میان مین نکرینگے
انتہی اور یہہ اعتراض خلیفۂ اول پر فقط خلافتمآب ؓ ہی سے منقول
نہین ہے بلکہ جناب امیرؑ اور طلحہ اور زبیر و سعد بن ابی وقاص و دیگر
صحابہ بہی اس اعتراض مین شریک تھے جیساکہ مرآۃ الزمان سبط
ابن جوزی مین ہے سبحان اللہ ایک مجتہد خاطی تو مرتد قرار پائے
اور مورد حدیث اصحابی بنایا جائے اور دوسرا مرتد جود و خطا کرے
کہ مسلمان صحابی کو قتل کرے اور اوسکی جورو سے اوسی شب بالجبر زنا
محصنہ بہی کرے وہ صحابی رسول مجتہد سیف خدا بنایا جاوے بڑی
ناانصافی نری ہٹ دہرمی ہے اور اگر روایات اور اخبار مین تفحص تام
کیا جائے اور وسعت نظر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مالک بن
نویرہ جیساکہ مقر بصلوۃ و صوم و دیگر ارکان شرعیہ تہا ویساہی مقر
بوجوب زکوۃ بہی تہا چنانچہ ملا علی متقی کنز العمال تثویب جمع الجوامع سیوطی
مین نقل کرتے ہین عن ابی عون و غیرہ ان خالد بن الولید ادعی ان
مالک بن نویرۃ ارتد بکلام بلغه عنه فانکر مالک ذلک وقال انا
علی الاسلام ما غیرت ولا بدلت وشهدت له ابو قتادۃ و عبد اللہ
بن عمر فقدمه خالد وامر ضرار بن الازور الاسدی فضرب عنقه
وقبض خالد امرأته ام متمم فتزوجها فبلغ عمر بن الخطاب قتله مالک
بن نویرۃ وتزوجه فقال لابی بکر انه قد زنا فارجمه فقال ما کنت
لارجمه الخ یعنے خالد نے دعوی کیا کہ مالک بن نویرہ مرتد ہوا پس مالک نے

ملا علی متقی افاضل علمای اہلسنت سے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اخبار الاخیار مین ان کی نسبت لکہتے ہین الشیخ علی المتقی بن عبد الملک الشاذلی المدینی الفاخر و العالی نسب و فخر الزمان و غوث الدوران و صفوۃ العارفین وقدوۃ المحققین الخ ...
منتخب کنز العمال مطبوعہ ... مین ہے ...
و تفصیل اس ... کتب ... جامع احادیث ... صاحب کنز العمال ... ذکر احادیث مذکورہ ... ملا علی متقی ... منہ

اسکا انکار کیا اور کہا کہ ہم اسلام پر باقی ہین کوئی تغیر و تبدیل ہمسے سرزد
نہوئی اسپر ابو قتادہ اور عبد اللہ بن عمر نے گواہی دی پس خالد نے
مالک کو آگے بلایا اور ضرار اسدی کو حکم دیا کہ اسکی گردن مارو پس مالک
کو قتل کیا اور اوسکی زوجہ ام تمیم کو اپنے قبضہ مین لایا جب یہہ خبرین
عمر کو پہونچین تو ابو بکر سے کہا کہ خالد نے زنا کیا اوسکو سنگسار کرو
ابو بکر نے کہا ہم سنگسار نکرینگے الخ اور کتاب مراۃ الزمان سبط ابن
جوزی مین ہے فانکر مالک ذلک وقال انا علی الاسلام وما غیرت
ولا بدلت وشہد له ابو قتادة وعبد الله بن عمر الخ یعنے مالک نے ارتداد
کا انکار کیا اور کہا ہم اسلام پر باقی ہین کوئی تغیر و تبدل ہمسے نہوا ابو قتادہ
عبد اللہ بن عمر نے اسپر گواہی دی الخ اور خود حاشیہ تحفہ سے بہی ظاہر ہے
چنانچہ تاریخ طبری سے ناقل ہین کہ مالک نے کہا ہملوگون کو خضوع کرنا
چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ ہم لوگ اسلام پر ہین چنانچہ جب خالد آیا تو اون
لوگون نے زکوۃ لیکر ابو بکر پاس بہیجدیا الخ جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ
بشہادت ابو قتادہ انصاری و اورع اصحاب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب
مالک نے کوئی تغیر و تبدیل نہ کیا تہا نہ منکر زکوۃ تہا نہ منکر صلوۃ بلا وجہ
و بلا سبب خالد نے محض نفسانیت سے قتل کیا غایۃ الامر یہہ ہے کہ اوسکو
فقط اسکا عذر تہا کہ خلیفۂ اول یا اونکے عمال کو نہ دینا چاہیئے کیونکہ مالک
ابو بکر کو خلیفۂ ناحق جانتا تہا چنانچہ تصدیق میرے اس دعوی کی بہی
خود کتب معتبرۂ اہلسنت سے ہوتی ہے تفسیر در منثور علامہ سیوطی
مین اخرجہ عبد الرزاق والعدنی وابن المنذر والحاکم عن عمر قال لان
اکون سالت النبی عن ثلث احب الی من حمر النعم عن الخلیفة بعده

وعن قوم قالوا انقص بالزکوۃ من اموالنا ولا نودیہا الیک احل قتالہم وعن الکلالۃ انتہی یعنے عمر سے منقول ہے کہ کہتے تھے اگر ہم رسول سے تین امر دریافت کیے ہوتے تو عمر نعم سے بھی زیادہ بہتر تہا ایک یہہ کہ خلیفہ بعد انکے کون ہے دوسرے یہہ کہ جو مقر بزکوۃ ہو اور کہے کہ تم لوگون کو نہ دینگے اوس سے قتال کرنا جائز ہے کہ نہین تیسرے معنے کلالہ دریافت کرتے انتہی جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مالک اصل زکوۃ کا منکر نتہا بلکہ ان خلفاے جور کے ہاتہہ مین دینے کا وہ منکر تہا جس وجہ سے خلیفہ ثانی کو تمنا رہی کہ کاش رسول سے دریافت کرتے کہ آیا قتال کرنا انسے جائز تہا یا نہین اور امام ابن حزم اندلسی کتاب محلی مین لکہتے ہین کما فی البوارق الموبقۃ ان فی اہل الردۃ قسمین قسم لم یسلموا قط ولا یختلف احد فی انہ یقبل توبتہم و اسلامہم والثانی قوم اسلموا و لم یکفروا بعد اسلامہم ولکن منعوا الزکوۃ من ان یدفعوہا الی ابی بکر فعلی ہذا قوتلوا الخ یعنے اہل ردہ دو قسم کے تھے ایک وہ جو اسلام ہی نہ لائے تھے دوسرے وہ جو اسلام لائے تھے مگر وہ بعد اسلام کافر نہوئے بلکہ زکوۃ کے ابوبکر کو دینے سے انکار کیا اور اسیوجہ سے وہ قتل ہوئے اور مضمون تفسیر در منثور سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ خلیفہ ثانی ابوبکر کے اس فعل کو کہ اونہون نے مالک سے مقاتلہ کیا ناجائز تصور کرتے تھے اور یہہ امر یعنے مالک کا انکو زکوۃ کا نہ دینا بہی مستند تہا ساتھ روایت معتمد کے جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے ابوبکر عن عبد الرحمن السلیمانی قال ابوبکر الصدیق مما یوصی بہ عمر من ادی الزکوۃ الی غیرہ ولا نہا

مالک کو خلیفہ اول وغیرہ کے ہاتہہ مین زکوۃ دینے سے انکار تہا نہ اصل زکوۃ سے

صہ ۱۰۱ مقصد اول

لم یقبل منہ و لو تصدق بالدنیا جمیعاً ابو بکر عن محمد یعنے ابن
سیرین کانت الصدقۃ تدفع الی النبی و من امر بہ و ابی بکر و من
امر بہ الخ یعنے ابو بکر نے عمر سے وصیت مین کہا کہ جو شخص زکوۃ دے
غیر متولی کے ہاتھہ مین یعنے غیر متولی مستحق کے ہاتھہ مین وہ زکوۃ مقبول
نہوگی اگرچہ تمامی دنیا کو تصدق کرے اور محمد بن سیرین سے روایت
ہے کہ صدقہ عہد رسولؐ مین حضرت کے ہاتھہ مین آتا تھا یا جسکو
حضرت نے حکم دیا تہا وہ لیتا تھا اور اسیطرح عہد ابو بکر مین یا ابو بکر
کے ہاتھہ مین یا جو اس کام پر مامور تہا صدقہ دیا جاتا تھا جس سے بخوبی معلوم
ہوا کہ جو زکوۃ غیر متولی بحق کو دیجائے وہ مقبول نہین ہے اگرچہ
تمامی دنیا کو تصدق کرے اور دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ
صدقہ رسول خداؐ کے ہاتھہ مین دیا جاتا تہا یا جسکو حضرت حکم دین
اور معلوم ہے کہ ابو بکر کسیطرح مستحق نہ تھے کہ زکوۃ لے سکین
کیونکہ نہ رسول خدا نے کبھی اونکو متولی صدقات کیا تہا نہ کبھی کسیطرح
زکوۃ اونکے قبضہ مین دیگئی تھی نہ مالک کو حضرت رسولؐ سے کوئے
حکم ملا تہا کہ تم ابو بکر کو زکوۃ دو اگرچہ بطور خزانچی کرہی ہی کیون نہو
نہ یہہ کہ بعد میرے تم ابو بکر کو زکوۃ دینا پس مالک کا انکار کرنا ابو بکر
کو زکوۃ دینے سے کسیطرح ناجائز نہ تہا بلکہ عین حق و صواب تھا
پس ضرور تہا کہ پہلے خلیفہ صاحب اپنے استحقاق اور قابلیت کو ثابت
کرتے بعد اوسکے مطالبہ کرتے کہ ہم اسکے مستحق ہین یا یہ عہدہ ہمسے
مفوض ہوا ہے نہ یہہ کہ ناحق ناروا اوس صحابی جلیل القدر کو جو اس
عہدہ والا پر عہد رسولؐ سے فائز تہا قتل کرادین از نجاست کہ بعض

علمای اہلسنت نے صاف اسکو لکھدیا کہ یہ قتل کرنا بوجہ انکار زکوۃ وغیرہ
نہ تہا بلکہ بوجہ بیعت نکرنے کے تہا چنانچہ مولوی عبد الرؤف حنفی رسالہ
تحفۃ الکرام مین فرماتے ہین اور طعن اونکا حضرت ابوبکر و عمر پر عدم
حفظ روایات و قرآن اور فتوی مین غلطی کرنا اور مالک بن نویرہ اور
اونکی جماعت کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرانا الی ان قال کوئی شخص انکار
نہین کرسکتا انتہی کلامہ اور مؤیدات سے اسکے ہے حکم دینا بقتل
سعد بن عبادہ و قتل جناب امیر المؤمنین نفس خیر المرسلین بوجہ عدم
بیعت خلیفہ اول کے جسکی تعمیل حضرت عمر نے یہ کی کہ آگ لکڑیان لیجاکر
چاہا کہ مکان و دختر رسول جلاوین جیسا کہ کتب معتبرہ احادیث وسیر
و تواریخ مین مذکور ہے دیکہئے فیما بعد انشاء اللہ تع بلکہ مین کہتا ہون
بفرض و تسلیم کہ مالک منکر زکوۃ تہا جب بہی قتل اوسکا نا جائز تہا
کیونکہ اسباب جواز قتل تین امر ہین جیسا کہ حیوۃ الحیوان مین عثمان
سے منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا نے لا یحل دم امرء مسلم الا باحدی
ثلث رجل کفر بعد اسلام او زنی بعد احصان او قتل نفسا بغیر
حق فیقتل بہا یعنے قتل کسی مرد مسلم کا جائز نہین ہے مگر تین وقت
مین ایک جب بعد اسلام کافر ہو جاوے دوسرے زنای محصنہ مین
تیسرے بلا حق اگر کسیکو قتل کرے تب قتل ہوگا اسیوجہ سے قاتل مالک
البتہ جناب خلافت مآب عمر بن الخطاب کے نزدیک واجب الرجم اور
واجب القتل تہا بلکہ بنابر اوس قاعدہ کے بہی جس سے خلافت
خلیفہ اول کی اہلسنت کے نزدیک صحیح ہوئی یعنے ما راٰہ المسلمون
حسنا فہو حسن اور اجماع سے بہی قتال کرنا نا جائز تہا اسلیئے کہ اس

مادہ مین کل صحابہ اس راے کے مخالف تھے اور کوئی صحابی اس
قتال کو یعنے قتال مانعین زکوۃ کو عموماً حسن نہ جانتا تھا جیساکہ ازالۃ الخفا
مین ہے وفرقہ منع زکوۃ نمودند درین باب جماعت فقہای صحابہ
باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ اند قتال بایشان جائز نباشد
ازانجملہ عمر فاروق گفت کیف نقاتل الناس وقد قال رسول اللہ
امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ اکثر صحابہ درین امر متوقف
بودند تا آنکہ فاروق اعظم از صدیق اکبر طلب رفق نمودند و با حضرت
مرتضی نیز مانند این سوال وجواب درمیان آمد قال انس بن مالک
کرہ الصحابۃ قتال مانعی الزکوۃ وقالوا اہل القبلۃ فتقلد ابو بکر
سیفہ وخرج وحدہ فلم یجدوا بداً من الخروج انتہی ملخصاً
یعنے انس بن مالک سے منقول ہے کہ صحابہ قتل مانعین زکوۃ کو مکروہ
جانتے تھے اور کہتے تھے کہ اہل قبلہ ہین پس ابو بکر نے تلوار حمائل
کی اور تنہا جنگ کے لیئے نکلے تب باقی صحابہ بمجبوری آمادۂ جنگ
ہوئے اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ ابو بکر نے اس بارہ مین تمامی
صحابہ کی مخالفت کیا اور کوئی اصحاب رسول صلعم سے اس امر پر راضی
نہوا اور خود جناب امیرؑ سے بھی اس مادہ مین سوال وجواب
ہوا اور حضرت نے بھی عدم رضا ظاہر فرمائی اور نیز ادسی
کتاب مین ہے قال ابن عباس فما وافق ابا بکر علی رائہ ولا
وانہدہ علی امرہ ولا اعانہ علی شانہ اذ خالفہ اصحابہ
فی ارتداد العرب الا العباس الخ یعنے کسی نے اصحاب میں سے
موافقت ابو بکر نہ کی دربارۂ قتال مانعین زکوۃ اور نہ مشورہ

ازالۃ الخفا

ازالۃ الخفا

دیانۃ اعانت کیا اونکی اس بارے مین مگر عباس نے اگرچہ روایت سابقہ سے مخالفت کل صحابہ ظاہر ہے اور اس روایت سے موافقت حضرت عباس تاہم مخالفت جناب امیرؑ اور تمامی صحابہ کی ظاہر ہوئی پس یہ فعل بکر ہی مخالف اجماع تمامی صحابہ کب قابل مدح ہے کیونکہ حکم مخالف اجماع کہ کفر ہے معلوم ہے اور ید اللہ علے الجماعۃ والشاذ کالمعدوم والنادر للذئب آپکے یہان امر مشہور ہے چنانچہ ایسی مخالفت اجماع کے سبب سے عیاذاً باللہ جناب امیرؑ پر کیا کچھہ تشدد ہوا کہ واجب القتل قرار پائے پس ابتدای حالت قتال مانعین زکوۃ کی یہہ تھی اور انتہای صورت یہہ ہے کہ عموماً تمامی صحابہ اور خصوصاً حضرت عمر اس فعل سے خلیفہ کے بہت ناراض رہے کامراً چنانچہ اسی وجہ سے بعد حصول خلافت خلیفۂ دوم کے اون اسیرون کو جو ابوبکر کے حکم سے مقید تھے رہا کرایا اور خالد بن ولید سیف خلیفہ اول کو معزول کیا جیسا کہ ملل اور نحل مین ہے الخلاف السابع فی قتال مانعی الزکوٰۃ فقال قوم لانقاتلهم قتال الکفرۃ وقال آخرون بل نقاتلهم حتی قال ابوبکر لو منعونی عقالاً مما اعطوا رسول اللہ لقاتلتهم علیه ومضی بنفسه لمقاتلتهم ووافقه الصحابة باسرهم وقد ادی اجتهاد عمر فی ایام خلافته الی رد السبایا والاموال الیهم واطلاق المحبوسین منهم انتهی یعنے ساتوان اختلاف دربارۂ قتل مانعین زکوۃ ہے کہ بعض نے کہا ہم اونسے مثل کفار قتال نکرینگے اور بعض نے کہا ہم قتال کرینگے یہانتک کہ ابوبکر

نے کہا اگر جو ریسمان عہد رسولؐ مین ادا کرتے تھے وہ بھی ندین تو ہم
اونسے جنگ کرینگے اور تن تنہا اونسے لڑنے کو چلے تب صحابہ نے
اونکی موافقت کی اور اجتہاد عمر اسپر قائم ہوا کہ اونکے قیدیون کو رہا
کرین اور اونکا مال اونکو واپس دین بلکہ تاریخ طبری سے معلوم
ہوتا ہے کہ خلیفۂ دوم نے بعد حصول خلافت اول کام جو کیا وہ
یہی ہے کہ سیف ابوبکر کو معزول اور اونکے سپہ سالار کو مخذول
کیا و ہذہ عبارتہ انما نزع عمر خالداً فی کلام کان خالد تکلم بہ فیما
یزعمون ولم یزل عمر علیہ ساخطاً ولامرہ کارہاً فی زمان ابی بکر
کلہ لوقعتہ بابن نویرہ وما کان یعمل فی حربہ فلما استخلف عمر
کان اول ما تکلم بہ عزلہ فقال لا یلی لی عملاً ابداً فکتب عمر الی
ابی عبیدۃ ان خالداً اکذب نفسہ فھو امیر علی ما ھو علیہ وان
ھو لم یکذب نفسہ فانت الامیر علی ما ھو علیہ ثم انزع عمامتہ
عن راسہ وقاسمہ مالہ نصفین الخ یعنے عمر نے خالد کو بسبب اوس
کلمہ کے جو اوسنے کہا تھا معزول کیا اور ہمیشہ عمر خالد سے ناراض تھے
اور اوسکے جملہ امور سے کارہ تھے زمانہ ابوبکر مین بسبب واقعۂ مالک
بن نویرہ کے جب عمر خلیفہ ہوئے تو اول کلام یہی کیا کہ خالد کو معزول
کیا اور کہا کبھی ہمارے کسی کام پر وہ مقرر نہین ہو سکتا بعد اوسکے
ابو عبیدہ کو لکھا کہ اگر خالد اپنی تکذیب آپ کرے تب تو وہ سردار
لشکر رہے نہین تو تم بجائے اوسکے امیر ہو اور خالد کے سر سے
عمامہ اوتار کر مال اوسکا نصفا نصف تقسیم کر لو الخ پس ان روایات
کے مطالعہ سے ناظرین متاملین پر فرق درمیان مالک و دیگر منکرین

زکوۃ بھی معلوم ہوگا کہ خلیفۂ دوم کے نزدیک یہہ حرکت خلیفۂ
اول ایسی ناحق تھی کہ خلافت ہونے کے ساتھہ ہی خالد قاتل مالک کو
معزول کیا اگرچہ خلیفہ صاحب کی برارت ذمگی اب بھی نہین حاصل
ہوئی کہ قصاص خالد سے مالک کا پورا نہ لیا مگر خلیفہ اول کا ظلم و عدوان
و ترک امر حق بخوبی واضح ہوا کہ عمر نے سبایا اور اموال کو ادن منکرین
زکوۃ کے واپس کیا بلکہ بنا بر تحقیق شاہ صاحب معلوم ہوتا ہے
کہ خود خلیفہ اول ہی اپنے ظلم کو سمجھے کہ آخر مجبور ہوکر دیت مالک کے
بیت المال سے دلوائی جس سے اور مسلمانون کی حق تلفی کا الزام پڑ گیا
بہرکیف حال تحقیقات مولوی صاحب معلوم ہوا کہ یہہ لوگ عشق مین
خلفا کے ایسے حواس باختہ ہوتے ہین کہ اسپنے ضار و نافع مین بھی
تمیز نہین کرسکتے کیون مولوی صاحب جب مالک مرتد ہی ہوگیا تھا تو
اوس سے لڑنے مین کیا عذر تھا جو درمیان صحابہ و ابوبکر مناظرہ ہوا
اور سب ایک طرف ہوئے اور ابوبکر سب کے مخالف تھے اور جب
لڑنا صحیح تھا تو پھر دیت دینے کی کیا وجہ اور خلیفہ دوم کے سبایا
و اموال واپس کرنے کا کیا باعث اور خالد کے معزول کرنے کی
کیا وجہ ہوئی اب برای خدا فرمایئے کہ کون برسر حق تھا اور کون
برسر باطل بینوا توجروا بالجملہ اگر تواریخ اور اخبار کی طرف
توجہ کیجائے تو بخوبی معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت مالک بن نویرہ محض
مظلوم قتل ہوا اور خالد بن ولید نے محض ازراہ شہوت پرستی
اوسکو قتل کیا جسپر خلیفۂ اول نے محض اپنی خواہش نفسانی اور نفس
پرستی سے خالد کو بچایا اور حد جاری نہ کی جسپر خلیفۂ دوم اور اکثر

خلیفۂ دوم کا ناخوش ہونا خلافت مین خالد کو معزول کرنا اور سبایا اور اموال واپس دینا

ص ۵۳۳

صحابہ آزردہ و ناراض ہوئے کیونکہ شاہ صاحب تحفہ مین علاوہ
رد صدقات کے قتل مالک کی دو وجہ لکھتے ہین اینقدر خود بشہادت
مردم گرد و نواح بہ ثبوت رسیدہ بود کہ ہنگام استماع خبر قیامت اثر
وفات پیغمبر زنان مالک بن نویرہ حنا بندی ودف نوازی و دیگر لوازم
فرحت وشادی بعمل آوردہ شماتت اہل اسلام نمودہ بود و نیز اتفاقاً مالک
بحضور خالد در مقام سوال و جواب در حق جناب پیغمبر این کلمہ گفت
قال رجلکم کذا و صاحبکم کذا و این اضافت بسوی اہل اسلام نہ بجز
شیوۂ کفار و مرتدان آن زمان بود انتہی مختصراً حالانکہ یہہ دونون
وجہین محض غلط ہین کیونکہ پہلا امر یعنی شماتت اوسکی اہل اسلام پر
بعد وفات رسول اسدرجہ غلط ہے کہ نہ کسی کتاب مین کتب تواریخ
سے اسکا وجود ہے نہ کتب احادیث مین اور کیونکر کوئی ایسا دعوے
باطل کر سکتا ہے کیونکہ اگر یہہ امر ہوتا تو پہر مالک کے ارتداد مین عذر
ہی کیا تہا خالد اسی کو صاف کہتا کہ تجہسے یہہ امر خلاف اسلام ظاہر
ہوا اور صحابہ مین اسقدر اختلاف کیون ہوتا کیا معاذ اللہ وہ لوگ
اسلام کے شماتت کرنے والے کو مومن مسلمان دیندار جانتے تہے
اور نیز خلیفۂ دوم کیون اسقدر خالد کے اس فعل پر ناراض ہوتے
اور خلیفۂ اول کیون تاویل و خطا کی تاویل کرتے اور دیت بیت المال
سے کیون دیتے اور بفرض تسلیم بہت سے افعال عورتین ایسے
کرتی ہین کہ ہرگز رضای صاحب خانہ اوسمین نہین ہوتی چنانچہ بی بی
عایشہ کے افعال مخالف شرع نبوی صحاح ستہ اہلسنت مین بکثرت
ثابت ہین لیکن دوسرا امر یعنے رجلکم یا صاحبکم کا کہنا ہرگز کسی وقت مین

علامت ارتداد نہ تہا نہ قبل وفات رسول نہ بعد وفات آن حضرتؐ نہ بعد قصۂ ارتداد کیونکہ خود خلیفۂ دوم سنے الرجل لیہجر کہا اور کوئی نہ قائل ارتداد ہوا نہ کسی سلئے قتل کیا حالانکہ بلا اضافت بحصنہ موجب کمال تحقیر و توہین تہا اسیطرح خلیفۂ دوم نے جب حلی خانہ کعبہ کو تقسیم کرنا چاہا تو راوی سنے کہا ان صاحبیبک لو یفعلاہ رسول خداؐ کو صاحب عمر کہا اور خود عمر نے بہی اوسی نہ مرتد کہا نہ قتل کیا بلکہ خود عایشہ نے ابو بکر سے کہا جیساکہ ازالۃ الخفا مین ہے بذیل قصۂ افک کہ ابو بکر نے کہا فان اللہ قد انزل عذرک تو عایشہ سے روایت ہے قلت بحمد اللہ لا بحمدک و لا بحمد صاحبک الذی ارسلک یعنے جب ابو بکر نے عایشہ سے کہا کہ خدا نے تیرا عذر نازل کیا تو عایشہ سنے کہا شکر خدا سے ہے نہ شکر تیرا نہ تیرے صاحب کا جسنے تجہے بہیجا ہے پس اگر واقع مین صاحبکم یا صاحبکم کہنا علامت ارتداد تہا تو ارتداد عمر و عایشہ بلکہ خود ابو بکر ثابت ہوتا ہے کہ باوصف استماع کلمۂ کفر اپنی دختر بلند اختر سے ساکت رہے اور کوئی تنبیہ بہی نہ کی حالانکہ ادنے ادنے سے امر پر باوصفی کہ سر مقدس نبویؐ عایشہ کی گود مین ہوتا تہا مگر یہہ بزرگوار لات چلہا دیتے تہے پس معلوم ہوا کہ یہہ سب محض غلط ہے اب اصل وجہ مالک کے قتل ہونے کی وہی رنڈی و شہوت پرستی و مستی ہے کہ خالد چاہتا تہا کسیطرح مالک کی زوجہ کو اپنے تصرف مین لائے اور حظ نفسانی اوٹہائے چنانچہ بقاعدہ المؤمن ینظر بنور الایمان خود مالک عمر نے تاڑلیا اور صاف صاف کہدیا کہ خالد کو دوسری لاگ ہے اور اس شعلہ کی بہڑکانے والی دوسری ہی آگ ہے چنانچہ

وجوہ قتل مالک بن نویرہ

اصل وجہ قتل مالک

تاریخ ابن خلکان مین ہے وتقدم الی ضرار بن الازور الاسدی لیضرب عنقه والتفت مالك الی زوجته ام متمم وقال لخالد هذه التی قتلتنی وکانت فی غایة الجمال الخ یعنے جب ضرار متوجہ قتل مالک ہوا تو مالک اپنی زوجہ ام متمم کیطرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ اسی نے ہمکو قتل کرایا اور زوجہ اوسکی یہہ تہی کہ زوجۂ مالک نہایت ہی حسینہ تہی اور یہہ امر کچھہ اسی کتاب مین نہین ہے بلکہ تاریخ طبری وغیرہ کتب تواریخ مین بہی موجود ہے کما نقل اکثرها فی التشئید اور اوسی شب ہم بستر ہونا دلیل ظاہر اس شہوت پرستی کی ہے چنانچہ شرح تجرید علامہ قوشجی مین ہے حیث قال قتل مالك بن نویرة طمعاً فی التزویج بامرأته ولذلك تزوج بها من لیلة وضاجعها یعنے قتل کیا مالک کو خالد نے بطمع تزویج اوسکی زوجہ کے اور اسیوجہ سے اوسی شب کو مباشرت کی زوجہ مالک سے اور صواعق محرقہ مین ہے واما انکار عمر بر ابی بکر که او قتل خالد بن ولید تکرد که او مالک بن نویره را که مسلمان شده بود کشت و زوجۂ او را نکاح کرد در ہمان شب قبل انقضای عدت دخول نمود وچون عمر رض باین معنے اطلاع یافته با صدیق گفت که خالد بن ولید باین عملی که کرده مستحق قتل است و او را می باید کشت و ابوبکر درین معنی تامل نمود و خالد را نکشت واین انکار مستلزم آن نیست که ابوبکر را ذم کرده باشد یا الحاق نقصی باو کرده که در خلافت او بوده باشد الخ اور مرأة الزمان سبط ابن جوزی مین ہے لما اداد خالد قتل مالك وجاءت امرأته ام متمم بنت المنهال وكانت

[illegible]

من اجمل النساء فالقت نفسها عليه وقد كشفت وجهها فقال
اليك عني فقد قتلتني يشير الى ان خالدا لما راها اعجبته فقتله
ليأخذها وروى عن بعض من حضر هذه السرية قال رعنا
القوم تحت الليل فربيت المرأة فخرجت عريانة فوالله لقد عرفنا
حين رايناها انه سيقتل عنها صاحبها ولما قتل مالك تزوج
خالد امرأته فكتب اليه ابوبكر بالقدوم عليه ولما بلغ عمر بن
الخطاب خبر خالد وقتله مالكا واخذه لامرأته قال اى عباد الله
قتل عدو الله امرءا مسلما ثم وثب على امرأته والله لنرجمنه
بالحجارة فلما قدم خالد المدينة دخل المسجد وعليه ثياب
عليها صدء الحديد معتجرا بعمامة قد غرز فيها ثلثه اسهم فيها
اثر الدم فوثب اليه عمر فاخذ الاسهم من راسه فحطمها وقال
يا عدو الله عدوت على امرء مسلم فقتلته ثم نزوت على امرأته
والله لنرجمنك باحجارك وخالد لا يرجع عليه بلا ولا نعم وهو يظن
ان راى ابي بكر فيه كراى عمر فدخل خالد على ابي بكر وعمر في المسجد
فذكر لابي بكر عذره ببعض الذى ذكر له فتجاوز عنه وراى
انها الحرب وفيها ما فيها فرضى عنه فخرج خالد من عنده وعمر
في المسجد فقال له خالد هلم يا ابن حنتمة الى يريد ان يشاتمه
فعرف عمر ان ابابكر قد رضى عنه فدخل بيته خلاصه اوسكا يہ ہے
کہ جب خالد نے قتل مالک کا ارادہ کیا تو زوجۂ مالک ام تمیم بنت منہال
آئی اور اپنے کو مالک پر گرا دیا اسمین نقاب چہرہ سے الگ ہو گیا اور
منہ اوسکا کھل گیا مالک نے کہا دور ہو ہمسے کہ تو نے ہمکو قتل کرایا مقصود

اس سے اشارہ تہا اسطرف کہ خالد اوسپر فریفتہ ہو گیا پس اسوجہ
سے مالک کو قتل کیا تاکہ اوسکی زوجہ پر متصرف ہو اور دوسری
روایت مین ہے کہ قوم مالک کو شبکو وقت حراست مین رکہی تہی
اور اوسکی زوجہ بہی حراست مین تہی کہ ناگاہ وہ برہنہ نکلی راوی
ناقل ہے کہ قسم بخدا اوسی وقت ہم لوگون کو یقین ہوا کہ اب
مالک ضرور قتل ہوگا پس جب خالد نے مالک کو قتل کیا اوسی
شب کو زوجۂ مالک سے عقد کیا جب یہہ خبر ابوبکر کو پہونچی تو
حکم دیا کہ ہمارے پاس حاضر ہو اور جب عمر نے سنا تو لوگون سے
کہا ای بندگان خدا اس دشمن خدا (یعنے خالد نے) ایک مرد مسلمان
کو قتل کیا اور اوسکی زوجہ پر چڑہ بیٹہا واللہ اوسکو ہم سنگسار
کرینگے جب خالد داخل مدینہ ہوا تو عمامہ مین اپنے تین تیر خون
آلودہ لگائے تہا عمر نے اوچک کر اوسکے سر سے تیر نکال کر جلادیا
اور کہا کہ ای دشمن خدا تو نے مرد مسلمان کو قتل کیا اور اوسکی
زوجہ پر چڑہ بیٹہا واللہ ہم تجہے سنگسار کرینگے اور خالد خاموش
تہا کچہہ جواب ندیتا تہا کیونکہ اوسکو یہہ گمان تہا کہ ابوبکر کی راے
بہی مثل عمر ہے پس ایک روز تنہا ابوبکر کے پاس خالد گیا اور بہت
سی معذرت کی یہانتک کہ ابوبکر راضی ہوگئے اور عمر اوسوقت
مسجد مین تہے پس جب ابوبکر راضی ہوگئے تو خالد وہان سے
نکلا اور مسجد مین آیا اور عمر سے کہا ای پسر حنتمہ اب سامنے میرے
آؤ اور چاہتا تہا کہ عمر سے گالی گفتہ کرے پس عمر چپ چاپ اوٹھکر
گہر مین اپنے چلے گئے انتہی اور فوات الوفیات ذیل تاریخ ابن خلکان

مین ہے قیل ان خالداً کان یھوی امرأۃ مالک فی الجاھلیۃ وکان خالد یعتذر فی قتلہ فیقول انہ قال لی وھو یراجعنی ما اخال صاحبکم الا قد کان یقول کذا وکذا الخ یعنے خالد زوجۂ مالک بن نویرہ پر ایام جاہلیت سے عاشق تہا اور اوسکے قتل کی فکر مین رہتا تہا پس خالد نے کہا کہ مجہسے مالک نے کہا کہ تمہارے صاحب ایسا کچہہ کہتے تہے الخ پس معلوم ہوا کہ خالد جاہلیت کے زمانہ سے مالک کی زوجہ پر عاشق تہا اور حیلہ ومکر کرتا تہا کہ کسیطرح قتل کرے یہانتک کہ بدولت خلیفۂ اول اپنے مطلب پر فائز ہوا اور یہی وجہ تہی کہ خلیفۂ دوم نے اس حرکت خالد کو بلفظ زنا تعبیر کیا اور بقسم کہا دشمن خدا کو ہم ضرور سنگسار کرینگے مگر خلیفۂ اول کے بدولت رک گئے سنگ آمد سخت آمد کا مضمون ہوا خیر یہہ تو خالد کی شہوت پرستی تہی کہ مالک کو قتل کیا اور اوسکی جوروسے داد عیاشی وتماشا بینی دیا مگر نمعلوم حضرات اہلسنت کو اس خالد پرستی سے کیا نفع ملیگا جو خواہی نخواہی مالک خلیفۂ دوم کو مرتد اور کافر بناتے ہین اور خلفا اور صحابہ کا بہی کچہہ لحاظ نہین کرتے نہ خلیفۂ دوم کا پاس وادب کرتے ہین خصوصاً مولوی حیدر علی کہ برخلاف خلفا وصحابہ بلکہ خود اپنے اوستاد شاہ عبد العزیز کے خلاف بالخصوص ایسے مالک کو مصداق حدیث حوض بناتے ہین اور اوسکے احداث وتغییر وتبدیل کو ثابت ٹہراتے ہین حالانکہ مہاجر وانصار نے بالاتفاق اوسکی پاکدامنی پر شہادت دی اور اوسکے تغییر وتبدیل نہ کرنے پر گواہی دی اب بجز اسکے کیا چارہ ہے کہ ان ملوکون کو ملوک مالک خلیفۂ دوم کے حوالہ

خالد کو خلیفۂ دوم نے دشمن خدا کہا

کرین کہ وہی اُنسے سمجھین لیکن امر دوم یعنے خلیفۂ اول کا ازراہ تفتیش
قصاص نہ لینا اور خالد کو چھوڑ دینا اور صحابہ کا مخالف رہنا پس خود
ان روایات سے ثابت ہوا خلیفہ صاحب نے نہ حضرت عمر کا کہنا
مانا نہ دیگر صحابہ کا چنانچہ مرأۃ الزمان سبط ابن جوزی مین ہے
قال ابو ریاش دخل خالد المدینۃ ومعہ لیلی بنت سنان زوجۃ
مالک فقام عمر فدخل علی علیؑ فقال ان من حق اللّٰہ ان یقاد
من ھذا المالک وقتلہ وکان مسلماً ونزا علی امرأتہ علی ما
ینزو الحمام ثم قاما فدخلا علی سعد بن ابی وقاص وطلحہ
بن عبد اللّٰہ فتابعوا علی ذلک ودخلوا علی ابی بکر وقالوا
لابد من ذلک قال ابو بکر لا اغمد سیفاً سلہ اللّٰہ علیہم انتہی
یعنے جب خالد زوجۂ مالک کو لیکر داخل مدینہ ہوا تو عمر جناب امیر
علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ قصاص مالک خالد سے
ضرور لینا چاہیئے کہ اسنے مالک سے مرد مسلمان کو قتل کیا
اور جیسے کبوتر کبوتری پر چڑھتا ہے خالد زوجۂ مالک پر چڑھ
بیٹھا پس عمر اور جناب امیرؑ سعد بن ابی وقاص اور طلحہ کے
پاس آئے اور باتفاق ابو بکر سے جاکر کہا ضرور قصاص لینا
چاہیئے ابو بکر نے کہا ہم ہرگز اوس سیف کو میان مین نہ کرینگے
جسے خدا نے اونپر کھینچا یعنے خالد سے قصاص نہ لینگے الخ
کیون صاحبو صحابہ کے دو ایک آدمی کے اتفاق سے تو خلافت
آپکے یہان صحیح ہو جائے اور نصوص صریحہ نبوی بیکار قرار پائے
یہان جو اسقدر صحابہ کا اجماع ہے خلیفۂ دوم جنکے باری مین خود

اہلسنت یہہ حدیث موضوع روایت کرتے ہین ان اللہ جعل
الحق علی لسان عمر اور جناب امیرؑ کے بارے مین تو بالاتفاق
یہہ حدیث متواتر مشہور ہے الحق مع علی وعلی مع الحق اسیطرح
سعد بن ابی وقاص وطلحہ بن عبد اللہ جو عشرہ مبشرہ سے اور
بفضائل کاملہ آپکے یہان معروف ہین ان سبھون نے علاوہ
بر شہادت ابو قتادہ و عبد اللہ بن عمر بر اسلام و تبدل و تغیر
نکرنے مالک کے بالاتفاق خالد کو زانی قابل رجم اور قاتل مسلم
واجب القتل جانا اور ابوبکر سے اس بارے مین مبالغہ فرمایا
مگر کسیکی شنوائی نہ کی اسپر بھی مالک مرتد و مورد حدیث حوض
قرار پاوے اور خالد و ابوبکر وعمر و دیگر صحابہ مجتہدین یقینی المغفرۃ
مین شمار کیے جائین سبحانک اللھم ھذا بھتان عظیم وافتراء
جسیم لا یقبلہ عقل سلیم

تذئیل جمیل چونکہ اثناے کلام مین بنقل عبارت شاہ ولی اللہ وشاہ
عبد العزیز ذکر آیہ کریمہ یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ
فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین
اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ
لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم آگیا
یعنی اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو جو شخص تملوگون سے اپنی دین سے
برگشتہ ہو جاے پس لاویگا خدا اوس گروہ کو جسے خدا دوست رکھتا ہی
اور وہ لوگ خدا کو دوست رکھتے ہین متواضع ہین مسلمانون کیلئے اور سخت
ہین اوپر کافرونکے راہ خدا مین جہاد کرتے ہین اور نہین ڈرتے ملامت سے

تفسیر آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ

ملامت کرنیوالونکے یہ فضل خدا ہی جسے چاہتا ہی دیتا ہے خدا جواد و دانا ہے
اور دونون باپ بیٹون نے اس آیہ سے حقیت خلافت خلیفہ اول
پر استدلال کیے ہین لہذا اجمالاً ذکر اسکا بیان کیا جاتا ہے جسکو شوق اسکی تفصیل
کی ہو وہ عماد الاسلام و بوارق موبقہ جواب باب امامت تحفہ اثنا عشریہ
و کتاب مستطاب عبقات الانوار منہج اول مطالعہ کرے بیان اجمالی بیان
پر اقتصار کیا جاتا ہی پس اوضح راے ارباب انصاف ہو کہ طریقہ تفسیر
اہلسنت کی بیان دو طور پر ہی ایک یہ کہ بحدیث نبوی ہو کہ خود آنحضرت
نے تفسیر فرمائی ہو اور بیان کر دیا ہو کہ اس آیہ کریمہ سے یہ مراد ہی دوسرے
یہ کہ صحابہ نے اوسکے مطلب بطور خود بیان کیے یون بطور تطبیق
واقعات وغیرہ پس اس آیہ کریمہ کو اگر بطور اول یعنے حسب ارشاد
فیض بنیاد آنحضرت دیکھین تو خلیفہ اول کو اس آیہ سے کوئی تعلق
ہی نہین کیونکہ احادیث نبویہ سے جو اہلسنت کے یہان منقول ہین وہ آدمی کے
بارے مین نازل ہونا اس آیہ کا معلوم ہوتا ہی جیسا کہ تفسیر کبیر امام فخر الدین
رازی مین ہی وروی مرفوعا ان النبی لما نزلت هذه الایة اشار
الی ابی موسی الاشعری وقال هم قوم هذا وقال اخرون هم
الفرس لانه روی ان النبی لما سئل عن هذه الایة ضرب بيده
علی عاتق سلمان وقال هذا وذووه ثم قال لو كان الدين معلقا
بالثريا لناله رجال من ابناء فارس یعنی منقول ہی کہ جب یہ آیہ نازل
ہوا تو حضرت نے اشارہ فرمایا طرف ابو موسے اشعری کے اور کہا کہ وہ
لوگ قوم اسکی ہین اور بعض لوگون نے کہا کہ اہل فارس مراد ہین کیونکہ
جب حضرت سے سوال کیا کہ مراد اس آیہ سے کون ہی تو حضرت نے

ص ۶۱۳
تفسیر کبیر جزو ثالث
مطبوعہ مصر

فضیلت اہل عجم

سلمان فارسی کے شانہ پر دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ وہ شخص یہ ہے
اور ہمراہیان اوسکے پھر فرمایا کہ اگر دین معلق ہو ساتھ ثریا کے تو کچھ
لوگ اہل عجم سے اوسکو پالینگے انتہی پس حسب ارشاد جناب سالتمآب
مصداق اس آیہ کے وہ شخص قرار پائے قوم ابوموسی اور حضرت سلمان
فارسی و قوم اونکی پس خلیفہ اول یون بھی خارج ہوے اور چونکہ ابوموسے
اشعری کا منافق ہونا اونقاطعہ سے ثابت ہی جیسا کہ مابعد اسکے کتب
اہلسنت سے بخوبی مذکور ہوگا لہذا وہ بھی خارج ہوے ہرچند بمفاد
اس حدیث کے بھی وہ خارج ہے کیونکہ حضرت نے قوم ابوموسی کو
مصداق اسکا فرمایا تھا نہ خود ابوموسی کو بخلاف سلمان فارسی اور اونکی
قوم کے پس جس کسی کو اہلسنت سے متابعت رسول مقصود ہو
وہ اس فرمان رسول کے مطابق حضرت سلمان فارسی اور اونکی
قوم کو مصداق آیہ کریمہ تصور کرے اور از انجا کہ حسب تصریح علمای
اہلسنت منکر خبر واحد کافر ہے کما فی ھدایۃ السعداء پس جو سنی خلافت
اسکے دعوے کرے اور حکم نبوی کو نمانے وہ اپنے اصول سے آپ کافر ہوگا
ما را چہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت * باقی رہا طریقہ ثانیہ یعنے
صحابہ کی راے اور بیان کے مطابق پس تفسیر کبیر مین چند قول مذکور
ہین ایک یہ کہ مراد اس سے خلیفہ اول یعنے ابوبکر ہین اور اصحاب اونکے
جنہون نے اہل ردہ سے قتال کیا دوسرے یہ کہ مراد اس آیہ سے
انصار رسول مختار ہین جنہون نے اعلاء کلمہ اسلام و اظہار دین مین نصرت
آنحضرت کی کی تیسرے اہل یمن چوتھے یہ کہ جناب امیر مراد ہین
جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کو خود اختلاف ہے کہ کون لوگ مراد ہین

ف تیسری جلد مین اس کتاب ذوالفقار حیدری کے بخوبی بیان ہوا ہے
چونکہ اس حصہ کے انشاء اللہ مطبوع ہوگی
اور اوسمین آثر صحابہ مقبولین
اہلسنت کا مصداق حدیث
ہونا بیان کیا
گیا ہے فانتظروا
وانا معکم من المنتظرین

پس جو لوگ اہلسنت سے صحابہ پرست ہین وہ چارون قول کے قایل ہون اور اختلاف مین پڑے رہین بالتعین خلیفہ اول کو کیونکر مورد اس آیہ کریمہ کا قرار دے سکتے ہین اور اگر واقعات تواریخی کی رو سے خلیفہ اول کو معین کرین کہ بدولت اونکے مرتدین قتل ہوے اسوجہ سے وہی لوگ مراد ہین جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے بس اگر بنظر انصاف اوس قصہ کو ملاحظہ کرین تو سواے نقصان کے کوئی نفع نہوگا اسلیے کہ باتفاق اصحاب حدیث وارباب تواریخ اہلسنت مرتد دو قسم کی تہی ایک مرتد اصل دین سے دوسرے منکرین زکوۃ قسم اول حقیقۃً مرتد نہ تھے بلکہ کافر تھے جیسا کہ ابن حزم نے محلی مین لکہا ہے کما نقل فی البوارق ان فی اهل الردة قسمین قسم لم یسلموا قط لا یختلف احد فی انه یقبل توبتهم و اسلامهم والثانی قوم اسلموا و لم یکفروا بعد اسلامهم ولکن منعوا الزکوة من ان یدفعوها الی ابی بکر فعلی هذا قوتلوا و لم یختلف الحنفیون والشافعیون فی ان هولاء لیس لهم حکم المرتد اصلا وهم قد خالفوا فعل ابی بکر فیهم ولا تسمیهم اهل ردة الخ یعنے اہل ردہ دو قسم کے تھے ایک تو وہ کہ اسلام ہی نہ لائے تھے اونکی توبہ قبول ہونے مین کسی کو اختلاف نہین کہ وہ پھر مسلمان ہو سکتے ہین دوسرے وہ لوگ جو اسلام لائے تھے مگر بعد اسلام وہ کافر نہوے فقط زکوۃ کے ابوبکر کے ہاتھ مین دینے سے اونکو انکار تہا اور اسیوجہ سے وہ قتل کیے گئے اور اسبارے مین حنفیہ شافعیہ مین کوئی اختلاف نہین ہے کہ یہ لوگ مرتد نہ تھے صرف مخالف فعل ابوبکر تھے پس انکو ہم مرتد نہین کہسکتے الخ

اور سابقاً جو تحقیقات مولوی حیدر علی در بارۂ مسیلمہ وغیرہ مذکور ہوئے
اوس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ لوگ پہلے مسلمان نہین ہوئے تھے
پس جب وہ مسلمان ہی نہوے ابتدا سے کافر تھے تو مرتد نہوے اور
جب مرتد نہوے تو قاتلین اونکے مورد اس آیہ کریمہ سے نہین ہو سکتے
کیونکہ اسمین قتل مرتدین کا ذکر ہے نہ قتل کفار کا باقی رہی قسم ثانی
یعنی مانعین زکوۃ پس سابقاً بتفصیل تمام مذکور ہوا کہ بالاتفاق
تمامی صحابہ نے اوس قتال کو ناجائز کہا خود جناب امیر اور ابوبکر سے
اس بارہ مین گفتگو ہوئی اور بعد قتل مالک بھی جناب امیر نے ابوبکر سے
کہا کہ خالد سے مالک کا قصاص لینا چاہیے اور خود خلیفہ دوم قبل
قتال بھی معترض تھے اور بعد قتال بھی فعل ابوبکر پر معترض رہے
یہانتک کہ جب خود خلیفہ ہوے اون قیدیون کو رہا کیا اور خالد کو
معزول کیا اسیطرح سعد بن ابی وقاص و طلحہ و تمامی صحابہ ناراض رہے
بلکہ علاوہ برانکہ کبار صحابہ خلیفہ اول سے طالب قصاص ہوے خود اعدع
اصحاب عبد اللہ بن عمر بن خطاب اور ابو قتادہ انصاری نے اونکے اسلام
پر گواہی دی اور آپسے جور و ستم خالد پر قسم کھائی کہ اب کبھی اوسکے ساتھ
شریک جنگ نہون پس جو فعل باجماع صحابہ ناجائز و حرام ہوا اور اوسکے
مرتکب سے صحابہ طالب قصاص ہون اوسکو اہلسنت کب ممدوح کہسکتے
ہین پس افسوس ہے کہ حضرات اہلسنت ان امور پر ہی غور نہین کرتے
اور فضیلت خلفا کی فکر مین دوڑے پڑے پھرتے ہین یہ نہین سمجھتے کہ
اسمین فضیلت ہوتی ہے یا منقصت سبحان اللہ جن مقتولون کو صحابہ
مہاجر و انصار مسلمان مرد دیندار کہین اور خلیفہ دوم و عبد اللہ بن عمر

والوقتادہ وغیرہ اونکے اسلام کی گواہی دین اور جناب امیرؑ اور خلیفہ دوم وسعد بن ابی وقاصؓ طلحہ وغیرہ اوسکے قاتل کو واجب القصاص کہین اور زانی وقاتل مسلم بنائین اونہین کو یہ حضرات مصداق آیۂ کریمہ من یرتد منکم عن دینہ الآیہ قرار دین یہ نیا انصاف ہے مگر صاحب مفاتیح شارح مصابیح نے بنقل مولوی حیدر علی صاحب فارغطلی دیدی کہ یہ لوگ یعنے مانعین زکوٰۃ حقیقہ مین مرتد نہ تھے بلکہ اہل بغاوت سے تھے اور چونکہ نام ارتداد سے زیادہ شناعت اون لوگون کی ثابت ہوتی تھی اس نام سے پکارے گئے جیسا کہ منتہی الکلام میں ہی پس اس سے بھی خلیفہ اول مقاتل مرتدین نہ قرار پائے بلکہ مقاتل بغاۃ ٹھہرے اور بفرض محال کہ وہ لوگ مرتد ہوے اور قتال اونسے جائز ہوا پس جو لوگ کہ اونسے جہاد کرین اور اونکو قتل کرین وہ لوگ مصداق اس آیہ کے ہونگے یا جو شریک بھی جہاد مین نہوے وہ مراد ہونگے اب اونکو دیکھنا چاہیے کہ اونسے کتنے جہاد کیا اور کتنے اونکو قتل کیا پس خود اہلسنت لکھتے ہین کہ اول جسنے مرتدین سے قتال کیا وہ ابوسفیان تھا جو ہمیشہ منافق رہا چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہی عن ابن شہاب ان رسول اللہ استعمل اباسفیان بن حرب علی بعض الیمن فلما قبض رسول اللہ اقبل فلقی ذا الخمار مرتدا فقاتلہ فکان اول من قاتل فی الردۃ وجاہد عن الدین قال ابن شہاب وھو فیمن انزل اللہ فیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ وعن ابی ھریرۃ قال اول من قاتل اھل الردۃ علی اقامۃ دین اللہ ابوسفیان بن حرب وفیہ نزلت ھذہ الآیۃ

ص ۹۸ منتہی الکلام

ص ۲۴۰ ازالۃ الخفا

لہ وقد صرح ابن حجر ... بضعفہ ... الروایات ... من اخبار ... کما ... فی ...

عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ انتھی
یعنی آنحضرتؐ نے ابوسفیان کو بعض جزیرین پر عامل مقرر فرماکر بھیجا جب
آنحضرتؐ نے وفات پائی تو ابوسفیان وہانسے چلا راہ مین ذوالخمار مرتد
سے ملاقات ہوئی پس اوس سے قتال کیا پس ابوسفیان اول شخص ہے
جسنے اہل ردہ سے قتال کیا اور راہ خدا مین جہاد کیا کہا ابن شہاب نے
کہ ابوسفیان داخل آیہ عسی اللہ الایہ ہے (یعنی قریب ہے کہ خدا درمیان
تم لوگون کے اور اون لوگونکے جنہون نے تمسے عداوت کی مودت قرار دے)
اور ابوہریرہ سے منقول ہے کہ اول جسنے اقامت دین خدا کے لیئے
اہل ردہ سے قتال کیا وہ ابوسفیان ہے اور اوسیکی شانمین یہ آیہ
عسی اللہ نازل ہوا اور تفسیر درمنثور سیوطی مین بھی یہ روایت
بذیل تفسیر آیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم مرقوم ہے پس تعجب ہے
اہلسنت کی سرپرستی سے کہ اپنے ابو الخلفا ابوسفیان کو جو حسب آنکے آبا
خلفائے ثلثہ سے افضل و اعلی تھے اور خلیفہ اول اونکو شیخ قریش و سیدہم
فرماتے تھے جو بنص رسول موجب غضب اصحاب کبار حضرت تھا جیسا کہ
صحیح مسلم مین ہے عن عایذ بن عمرو ان اباسفیان اتی علی سلمان و
صہیب وبلال فی نفر فقالوا ما اخذت سیوف اللہ من عنق
عدو اللہ ماخذھا فقال ابوبکر تقولون ھذا لشیخ قریش وسیدھم
واتی النبی فقال یا ابابکر لعلک اغضبتھم لئن کنت اغضبتھم لقد
اغضبت ربک فاتاھم ابوبکر فقال یا اخوتاہ اغضبتکم فقالوا
لا یغفر اللہ لک یا اخی انتھی یعنی ابوسفیان کا گذر ہوا روبروے
سلمان فارسی وصہیب و بلال کے پس ان لوگون نے کہا کہ یہ دشمن خدا

ف ابوسفیان کا مصداق آیہ ہونا بتصریح و قواعد اہلسنت

صحیح مسلم

ف خلیفہ اول کا حمایت ابوسفیان سر کرنا اور شیخ و سید قریش کہنا

ابھی تک سیف خدا سے بچا رہا پس ابوبکر نے اون صحابہ سے کہا کہ تم
لوگ رہا بارہ سید و سردار و شیخ قریش ایسے بات کہتے ہو بعد اسکے خدمت
رسول مین حاضر ہوے حضرت نے فرمایا کہ اے ابوبکر شاید تمنے اون
صحابہ کو غضبناک کیا اگر اونکو غضب مین لایا تو تو نے خدا کو غضبناک
کیا پس اونکے پاس ابوبکر آئے اور کہا کہ اے برادران شاید تمکو
ہم غضب مین لائے پس اون لوگون نے کہا نہ بخشے خدا تجھے اے
برادر پس ایسے بزرگ کو باوصف ایسے کار نمایان اور امر عظیم الشان
کے کہ پہلے پہل مرتدین سے راہ خدا مین جہاد کیا اور اقامت دین خدا کے
لیے اپنی جان کی مطلقاً پروا نکی اور بنفس نفیس اونسے لڑنے پر امادہ و
مستعد ہوگئے اور آیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم اونکے بارے مین نازل ہوا
اہلسنت مصداق اس آیہ کریمہ کا نہین بناتے اور خلیفہ اول کو جو بعد
ابوسفیان بلکہ بتقلید اونکے صرف منع زکوۃ کے سبب سے دوسرون کے
بھروسہ پر آمادہ قتال ہوے مصداق اس آیہ کریمہ کا بناتے ہین حالانکہ
درمیان ابوسفیان و ابوبکر فرق نمایان ہے اور بنا بر مذاق اہلسنت انطباق
اس آیہ کا اسکے ساتھ نہایت چسپان ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے جو تمسے مرتد ہو
پس قریب ہے کہ خدا لاتے اوس قوم کو جسے خدا دوست رکھتا ہے اور
وہ خدا کو دوست رکھتا ہے پس مقتضاے فسوف یاتی اللہ بتحقیق اہلسنت
یہ ہے کہ وہ قوم اوسوقت موجود ہو اور ابوبکر باعتبار حال و زمان و مکان
وہین موجود تھے بخلاف ابوسفیان کہ وہ وہان موجود نہ تھے پس باعتبار
ابوبکر وہ زیادہ تر مصداق فسوف یاتی اللہ بنی اور نیز ابوبکر کے متابعین
مدینہ سے چڑھکر لڑنے کو گئے تھے پس وہ مصداق یاتی اللہ یعنی لاویگا خدا

وجوہ انطباق آیہ مذکورہ
با ابوسفیان حسب مذاق اہلسنت

کیونکہ ہونگے بخلاف ابوسفیان کہ وہ یمن سے اتی تھی فوج الحیار سے ملاقات
ہوی لڑنے لگے تو البتہ وہ مصداق یاتی اللہ ہو سکتے ہین کہ لکن باعتبار
ایمان و اسلام ابوبکر کو سابق الاسلام کہتے ہین بخلاف ابوسفیان کے کہ
اسلام اوسکا فتح مکہ مین بیان کیا گیا ہے فسوف یاتی اللہ بجز بی جیسان
ہوگا بحسب ما قررنا اسیطرح اذلۃ علی المومنین واعزۃ علی الکافرین
اسیطرح یجاھدون فی سبیل اللہ کہ بتصریح ابوہریرہ و ابن شہاب
خود ابوسفیان نے واسطے اقامت دین خدا کے جہاد کیا بخلاف ابوبکر کے
کہ خود جہاد سے بچے مرتدین سے نہ کیا نہ اوس فوج مین شریک ہوئے
نہ اوس سرزمین پر تشریف لیگئے اور اگر مجازاً کہا بھی جاوے کہ خالد کا
لڑنا بحکم ابوبکر تھا تو مثل بنی الامیر المدینۃ ابوبکر پہ جہاد کرنا صادق آسکتا ہے
پس بتصریح اہلسنت باوصف امکان معنی حقیقی معنی مجازی مراد نہیں لے سکتے
اور گرد تاویل کے نہین جا سکتے الا بضرورت معذلک یہ جہاد اقامت دین
خدا کیلیے نہ تھا بلکہ بطمع زکوۃ تھا جسپر صحابہ معترض ہوئے فاین المساوات
اور اگر بوجہ صحابیت ابوبکر زیادہ مستحق قرار پائین تو ابوسفیان بھی صحابی
تھے اور حسب نسب مین ابوبکر سے افضل تھے کہ خود خلیفہ اول نے
اونکو سید و سردار قریش کہا اور ابوسفیان نے ابوبکر کو اذل البطن کے
ساتھ تعبیر کیا کما فی تکمیل الایمان للشیخ عبد الحق الدھلوی اور اگر
خسر رسول ہونا موجب شرف و استحقاق ہے تو ابوسفیان بھی مثل
ابوبکر رسول خدا کے خسر تھے اور باعتبار قرابت بہ نسبت ابوبکر اقرب
تھے اور اگر خلافت بکری موجب استحقاق دخول تحت آیہ ومن یرتد
ہو تو ابوسفیان بھی اکثر خلفاے اہلسنت کے باپ تھے بالجملہ بہرطور حسب

وجوہ انطباق آیہ مذکورہ برابوسفیان حسب مذاق اہلسنت

ف جیسا کہ مولوی
عبد العلی محمد بن [illegible] صاحب ۱۲۳
بن شیخ الاسلام
فرماتے ہیں [illegible]
وقد تقرر [illegible] علماء
الاسلام ان التاویل صرف اللفظ
عن ظاہرہ وکان الاصل
حمل اللفظ علی ظاہرہ [illegible]
الواجب ان یقصد التاویل
بدلیل من خارج انتہی
۱۲ منہ

ص ۱۱ تکمیل الایمان
و اذل البطن قریش
اشارت بابوبکر صدیق
کرد کہ از بنی تیم بود الخ

قواعد اہلسنت باعتبار تطبیق واقعات ابوسفیان زیادہ تر مستحق ہین
کہ مصداق اس آیہ کریمہ کے قرار دیئے جاتین اور اگر ابوسفیان سے
درگذر کرین تو خالد بن ولید سیف اللہ اہلسنت جنکو خلیفہ دوم صاحب
زانی فرماتے تھے زیادہ تر مستحق ہین کہ مصداق اس آیہ کی ہون کہ اونکے
بدولت یہ مہم سر ہوئی اور خلیفہ اول اہلسنت کے نزدیک قاتل مرتدین
کہلانے لگے گو آنحضرتؐ اسے خالد سے تبرا ہی فرماتے ہون جیسا کہ
تحفہ اثنا عشریہ اور ازالۃ الخفا مین ہے کہ حضرت نے فرمایا اللھم انی
ابرء الیک مما صنع خالد اور خلیفہ دوم زانی وواجب القتل والرجم
سمجھے قرار دین مگر بمقتضاے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان یہی
ہے کہ خالد بن ولید ہی کو مصداق اس آیہ کریمہ کا قرار دین لیکن کافرنعمتی
اہلسنت قابل ملاحظہ ہے کہ خالد بن ولید سیف اللہ بکری کو اوسکے حسب
مصداق اس آیہ کا نہین بناتے بلکہ سب کو حق لیلا بناکر ابوبکر ہی کو
دیتے ہین اور اگر کسی کو اہلسنت سے کچھ پاس نمک ہوا بھی تو بطفیل
خلیفہ اول بشمول دیگر اصحاب نہ بالذات و بالاصالۃ فاعتبروا یا اولے
الابصار اور اگر حضرات اہلسنت ان مجاہدین فی سبیل اللہ قاتلین
مرتدین کو جو باعتبار معنے حقیقی بنا بر اصول اہلسنت مصداق یجاہدون
فی سبیل اللہ ہو سکتے ہین مصداق اس آیہ کا نہ بناتین بلکہ بنا بر معنے
مجازی امر وحاکم بقتال کو مصداق اوسکا قرار دین تبھی خلیفہ اول نہین
مصداق ہو سکتے بلکہ جناب امیر علیہ السلام مورد اس آیہ کریمہ کے ہونگے
کیونکہ خود حضرات اہلسنت اسکے بھی ناقل ہین کہ جناب امیرؑ نے ابوبکر کو
حکم کیا کہ مرتدین سے قتال کرو چنانچہ کنز العمال مین ہے فی باب لرزقہ

ان ابابکر الصدیق استشار علیا فی اهل الردة فقال ان الله جمع
الصلوٰة والزکوٰة ولا اری ان یفرق فعند ذلك قال ابوبکر لو
منعونی عقالا لقاتلتهم علیه کما قاتل رسول الله یعنی ابوبکر نے
جناب امیرؑ سے دربارہ اہل ردہ مشورہ کیا پس جناب امیرؑ نے فرمایا
کہ خدا نے نماز و زکوٰۃ کو ساتھ جمع کیا ہے ان دونون مین تفریق
نہین ہو سکتی اوسوقت ابوبکر نے کہا کہ واللہ اگر رسیمان بھی وہ لوگ
نہ دینگے تو ہم ضرور اونسے مقاتلہ کرینگے جیسا کہ حضرت رسول نے
مقاتلہ کیا پس ہرگاہ مدار اس آیہ کے مصداق ہونیکا محض حکم و امر
پر قرار پایا تو جناب امیرؑ بالاولی مصداق اس آیہ کریمہ کی سوئی چاہئیے
خود اہلسنت کے یہان بعض روایات سے بہی ثابت ہے کہ جناب امیرؑ
مصداق اس آیہ کریمہ کے ہین جیسا کہ سابقا تفسیر کبیر سے منقول
ہوا وقال قوم انها نزلت فی علیؑ یعنے ایک قوم قایل ہو کہ یہ آیہ
شان مین جناب امیرؑ کے نازل ہوا مین کہتا ہون کہ موید ات اسوجہ کی
بہت سے ہین بلکہ ہر لفظ اس آیہ کریمہ کا یہ ندا بلند صدا دیتا ہے کہ
یہ آیہ شان مین جناب امیر اور ہمراہیان آنحضرت کے ہے اولاً قولہ تعالےٰ
یا ایها الذین امنوا من یرتد منکم عن دینه یعنی اے ایمان لانیوالو
جو تمسے مرتد ہوگا اپنے دین سے کاشف ہے اسکا کہ مرتدین انہین
صحابہ مخاطبین سے ہون نہ جفاۃ اعراب وغیرہ جنکا ایمان خود اہلسنت
کے نزدیک پورے طور سے مسلم نہین ہے پس مرتدین حقیقی بوجہ نہ
ایمان لانیکے خارج ہوگئے کیونکہ جب وہ لوگ ایمان ہی نہ لائے تھے
تو یا ایها الذین امنوا کا خطاب اونسے کیونکر ہوگا اور نیز وہ مرتد کیونکر

جناب امیر علیہ السلام کا مصداق آیۂ مذکورہ ہونا

ہو سکتے ہین کیونکہ وہ کافر تھے نہ مرتد باقی رہے مانعین زکوۃ پس اونکا
ہی مرتد ہونا اور بقا بر اسلام سابقا مذکور ہوا پس وہ لوگ ہی مصداق
اس آیہ کے ہنوے اب باقی رہے وہی صحابہ جو مصداق یا ایہا الذین
امنو ابظاہر ہو سکتے ہین کہ خدا اونکو فرماتا ہے جو تملوگون سے مرتد
ہو جیساکہ مقتضاے لفظ منکم ہے چنانچہ خود حضرات اہلسنت اسے
لفظ منکم کے سبب سے ایہ استخلاف مین استدلال کرتے ہین خلافت
ثلثہ پر پس جو لفظ منکم وہان ہے وہی منکم یہان ہی ہے پس ضرور
ہوا کہ یہان ہی مخاطبین منکم وہی صحابہ ہون نہ غیر اونکا اور چونکہ
باتفاق فریقین ارتداد ہر مقام پر اپنے معنے حقیقی پر محمول نہین
ہو سکتا جیساکہ سابقاً کلام مولوی حیدر علی سے مذکور ہوا کہ مراد
ارتداد سے ارتداد عن الدین نہین ہے بلکہ تغیر و تبدیل و تقصیر
بعض حقوق پس وہی معنی یہان ہی مراد ہے کہ جو صحابہ تقصیر کرینگے
حقوق اہلبیت نبوی مین اونکی طرف یہ اشارہ ہے مصداق حدیث حوض
اور اس آیہ کریمہ کے وہی صحابہ اہلسنت مقصرین فی حق اہلبیت ہوے
کہ خدا و رسول نے اونکو مرتد فرمایا اب بیان شاہصاحب فرماتے ہین و

ص ۳۹۱ تحفہ اثنا عشریہ

اگر امامیہ انہارا بنا بر انکار امامت مرتد نامند گویم در عرف قدیم و جدید مرتد
منکر دین را گویند و اگر بتاویل باطل چیزی را از عقاید اسلام منکر شود آنرا
مرتد نامیدن در عرف جاری نیست و حمل معانی قران بالاجماع بر معانی
عرفیہ لغت است نہ بر معانی اصطلاحیہ قوم دون قوم و ہمدرا لفظ
عن دینکم صریح است در آنکہ انکار ایشان تمام دین و اصل آنرا باشد
نہ یک مسئلہ را از مسائل آن و مانعین زکوۃ را کہ در عہد خلیفہ اول مرتد

نامیدند بجہت آنست کہ آنہا منکر وجوب زکوۃ بودند و ہر کہ منکر ضروریات
دین شود اصل دین را انکار کرد و امامت باقرار علماے شیعہ از
ضروریات دین نیست کہ بانکار او کفر و ارتداد حاصل آید انتہی
فقیر کہتا ہے کہ جن لوگون نے اس سالہ عجالہ کو دیکہا ہے وہ خود
ابطال اس کلام کا کر سکتے ہین مگر بطور تنبیہ فقیر بہی اجمالاً گذارش
کرتا ہے کہ یہ کلام بچند وجہ باطل ہے اما اولاً ایسا انحصار ارتداد
منکر اصل دین مین باطل ہے جیسا کہ سابقاً قول مولوی حیدر علی
مذکور ہوا ہرچند رجوع از اصل دین یکے از افراد تغیر و تبدیل باشد
لاکن چون در حدیث موجود است بشفاعت ازان دارو گیر نجات
نخواہند یافت مگر قلیلے ارتداد را بر بعضے از شقوق و تاخیر از بعض
حقوق فرود آوردند الخ جس سے صاف معلوم ہوا کہ علمانے
ارتداد کو تبدیل و تاخیر پر بہی محمول کیا ہے پس جو وجوہ وہان باعث
اسکے ہوے وہی یہان بہی موجود ہین بلکہ اولے اوس سے کیونکہ یا ایہا
الذین امنوا من یرتد منکم کا صاف صاف مقتضا یہی ہے کہ صحابہ
موجودین حاضرین مخاطبین سے کچہہ لوگ مرتد ہون اور وہ بغیر اسکے
نہین بن سکتا کہ یہی لوگ مراد ہون کیونکہ اگر ارتداد سے ارتداد عن الدین
مراد لیا جاے تو صحابہ مخاطبین منکم سے بتصریح اہلسنت کوئی مرتد نہوا
جیسا کہ خود فاضل کربانی فرماتے ہین ولم یرتد واحد من اصحابہ
علیہ الصلوۃ والسلام یعنے کوئی مرتد نہوا اصحاب آنحضرت سے پس
اس صورت مین من یرتد منکم لغو ہوتا ہے بخلاف اسکے کہ جب ارتداد
کے معنی تبدیل و تاخیر مراد ہون تو من یرتد منکم درست ہوتا ہے کیونکہ

منتہی الکلام ص ۶۴

باتفاق فریقین کیسی لوگ صحابہ سے مصدر تبدیل وتاخیر ہوئی پس ونکو من یرتد منکم
کہنا صحیح ہوگا ثانیاً یہ کہنا کہ حمل الفاظ قرآن معانی لغویہ پر ہے نہ اصطلاحیہ
پر اگر درست ہو تو پھر آیہ استخلاف سے استدلال اہلسنت صحت خلافت
خلفا پر باطل ہوتا ہے کیونکہ یہ معنے خلیفہ بالاتفاق حادث اور اصطلاحی
ہی نہ لغوی پس ہرگاہ حمل الفاظ قرآن معانی اصطلاحیہ پر باطل ہے
تو وہ استدلال اور تمامی استدلالات انکے آیات قرآنی سے باطل
ہونگے ثالثاً یہ کہنا لفظ عن دینکم صریح است در آنکہ انکار ایشان تمام
واصل آنرا باشد لغو ہے کیونکہ اسصورت مین مرتدین حقیقی ومانعین
زکوہ دونوں اس آیہ سے نکل جاتے ہین جیسا کہ بذریعہ لفظ منکم خارج
ہین اسلیے سابقاً مذکور ہوا مرتدین حقیقی اسلام ہی نہ لائے تھے پس
اونپر اطلاق مرتدین کا کیونکر ہوگا اور مانعین زکوہ کو کسی نے آجتک نہ کہا
کہ وہ منکر تمام دین واصل اسلام تھے علاوہ برآن سیکڑون احادیث
مین ادنی امور کے ساتھ لادین لہ کا اطلاق ہوا ہے چنانچہ لادین لمن
لاحیاء لہ یا من ارضی سلطانا بما یسخط ربہ خرج عن دین اللہ
حالانکہ وہ اصل دین کے منکر نہین ہین معذلک محاربین نفس خیر المرسلین
کے بارے مین خود آنحضرت نے فرمایا ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ پدر
شاہ عبد العزیز صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین اخرج الحفاظ
ذکر الخوارج من حدیث جماعۃ عظیمۃ من الصحابۃ وھذا حدیث
متواتر بالمعنی اخرج ابن ماجہ من حدیث زر عن عبد اللہ بن
مسعود قال قال رسول اللہ یخرج فی اخر الزمان قوم احداث
الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر قول الناس

ص ۱۳۲ ازالۃ الخفا مقصد اول

نقرؤن القرآن لایجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما
یمرق السهم من الرمیة فمن لقیهم فلیقتلهم فان قتلهم اجر عند
الله لمن قتلهم یعنے حفاظ نے ایک جماعت صحابہ سے ذکر خوارج کو
اخراج کیا ہے اور یہ حدیث متواتر معنوی ہے کہ فرمایا حضرت نے
ایک قوم آخر زمانہ مین ظاہر ہوگی کہ کم سن ہونگے اور بیوقوف بہترین قول
کہین گے اور قران پڑہینگے مگر قرآن اونکے حلق سے نیچے نہ اوتریگا
وہ لوگ اسلام سے نکلجائینگے جسطرح تیر کمان سے پس جو پاوے
اونکو قتل کرے کہ خدا کے نزدیک مستحق اجر ہوگا اسیطرح تین روایت بلفظ
یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة روایت کیا ہی جس سے
صاف معلوم ہوا کہ وہ لوگ دین سے خارج ہونگے حالانکہ اہلسنت کے
نزدیک وہ بہی مسلمان ہین پس جسطرح خدا نے اس آیہ مین عن
دینکم فرمایا اوسیطرح رسول نے اونکو یمرقون من الدین فرمایا
جس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہ لوگ خارج از دین ہین پہر اونکی
مصداق ومن یرتد منکم عن دینہ ہونے مین کیا عذر رہا اور اسیطرح
مرجیہ وقدریہ کو جو پیشوایان اہلسنت سے تہے رسول نے فرمایا
لیس لهما فی الاسلام نصیب از انجا کہ یہ محاربین جناب امیر
یعنی مارقین قاسطین وناکثین کے ساتھ متحد الحکم ہین جیسا کہ اس
حدیث سے ظاہر ہے عن علی کرم الله وجهه قال عهد الی رسول
الله ان اقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین الخ کما فی توضیح
الدلائل یعنی فرمایا جناب امیر نے کہ عہد لیا مجہسے رسول نے کہ مین
جہاد کرون ساتھ ناکثین وقاسطین ومارقین کے از ینجاست کہ خود

حضرت نے فرمایا وقد امرنی اللہ بقتل اہل البغی والنکث والفساد
فی الارض فاما الناکثون فقد قاتلت واما القاسطون فقد
جاہدت واما المارقہ فقد دوخت الخ اور خود پروردگار عالم
فرماتا ہے واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا پس ان جماعات
افضل المرسلین کے خارج از دین ہونے مین کیا عذر ہوگا اور روایات
متعددہ متواترہ سے حربک حربی یا علی ثابت ہے اور حدیث
من لم یقل علی خیر البشر فقد کفر سے جملہ مخالفین علوی کا کفر
ثابت ہے پھر اون لوگون کے ومن یرتد منکم عن دینہ کی
مصداق ہونیمین کون عذر باقی ہے رہی العایہ کہنا ومانعین زکوۃ را
الخ پس بطلان اوسکا تقاریر سابقہ سے مثل آفتاب تابان ظاہر ہے
کہ بالاتفاق تمامی صحابہ نے اونکو مسلمان باایمان کہا اور کسی نے راے
ابوبکر کی موافقت نہ کی اور سب طالب قصاص ہوے اور وہ لوگ
منکر زکوۃ نہ تھے چنانچہ صاحب مفاتیح سے مولوی حیدر علی نے نقل
کیا کہ وہ لوگ ابوبکر سے باغی تھے نہ منکر زکوۃ اور وہ بھی انکار بتاویل و
استدلال بآیۂ قرانی تھا کما مر اور کیونکر شاہ صاحب ایسا دعوے کرسکتے ہین
والا جمیل صحابہ خصوصاً خلیفہ دوم لازم آتا ہے کہ اونکو یہ معلوم ہوا کہ منکر
ضروری دین کا فر ہے جو قتال مین اونکے تامل کیا کما مر باقی رہا انکار امامت
کا ضروریات دین سے ہونا کہ بوجہ اوسکے انکار کے کافر یا مرتد نہ کہلاے
پس اسکو اس بحث سے کوئی تعلق نہین ہے کیونکہ گفتگو اون لوگون مین ہے
جنسے جناب امیر نے مقاتلہ ومحاربہ فرمایا نہ عموماً مخالفین مین اور ہر گاہ
خود رسول خدا نے اون منکرین کو کافر فرمایا ہے تو اونکے کفر و ارتداد

مین شبہہ کیا رہا اگرچہ باعتبار مصالح دینوی حکم اونپر کفر حقیقی ونجات
ظاہری کا نہ جاری کیا جاوے پس صاف ظاہر ہوا کہ فرا و من یرتد
منکم عن دینہ سے محاربین و مقاتلین ومخالفین جناب امیر المومنین
علیہ السلام ہین کظھور النور علی قلل الطور اور اگر ان تصریحات
و توضیحات پر قناعت نہو تو اب بنص صریح جناب فخر موجودات سرور کائنات
صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان شیخین کا غیر مجاہد فی سبیل اللہ اور غیر مقاتل
علی الدین ہونا بلکہ اونکے قلوب کا غیر ممتحن ہونا ثابت کرتا ہون ازالۃ الخفا
مین شاہ ولی اللہ فرماتے ہین وہم درین سفر بامر تضی معاملہ منتظر الخلافۃ
بجا آوردند اخرج النسائی والحاکم واللفظ للنسائی عن علی قال جاء النبیؐ
اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وخلفاءک وان من عبیدنا
قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا من
ضیاعنا واموالنا فارددھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا
انھم جیرانک وخلفاءک فتغیر وجہ النبیؐ ثم قال لعمر ما تقول قال
صدقوا انھم جیرانک وخلفاءک فتغیر وجہ النبیؐ ثم قال یا
معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ
للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابو بکر انا ھو
یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہؐ قال لا ولکن
ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیا نعلہ یخصفھا
انتھی یعنے امام نسائی اور حاکم نے جناب امیرؑ سے روایت کی کہ کچھ
لوگ قریش سے خدمت رسولؐ مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت
ہم آپکے ہمسایہ در خلفا سے ہین کچھ لوگ ہمارے غلامون سے

صہ ۵۶۲
ازالۃ الخفا
مقصد دوم

بخوف کارہ بار زراعت بھاگ کر آپ کی خدمت مین آئے ہین حالانکہ
نہ اونکو چندان امور دین سے رغبت ہے نہ فقہ کے طالب فقط
جان بچاکر آپ پاس آئے ہین اونہین آپ ہملوگ کو پھیر دین پس
حضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ کیا کہتے ہو ابوبکر نے کہا کہ یہ لوگ سچ
کہتے ہین کہ آپ کے خلفا اور جیران سے ہین پس رنگ چہرۂ مبارک
متغیر ہوا اور عمر کیطرف متوجہ ہوئے کہ تمہاری کیا راے ہی عمر نے
اپنے صدیق کی تصدیق کیے اور کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین کہ آپ کے
خلفا اور جیران سے ہین پس رنگ چہرہ مبارک متغیر ہوا اور فرمایا
کہ اے گروہ قریش قسم بخدا پروردگار عالم اوس شخص کو تم بھیجے گا
جسکے قلب کا دربارہ ایمان امتحان کیا ہے اور وہ شخص تم لوگون کو
راہ خدا مین قتل کریگا ابوبکر نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ شخص ہم ہین
حضرت نے فرمایا نہین تب عمر نے کہا یا رسول اللہ ہم ہین حضرت نے
فرمایا نہین یہ شخص وہ ہے جو ہماری نعل کی مرمت کر رہا ہے اور قبل
اسکے حضرت نے جناب امیرؑ کو نعلین مبارک واسطے مرمت کے
عطا فرمائے تھے اور حضرت مرمت کر رہے تھے انتہی پس الحمد للہ
ثم الحمد للہ کہ اس روایت سے حضرت شیخین کا غیر مجاہد فی سبیل اللہ اور غیر مقاتل
علی الدین ہونا بنص رسول ثابت ہوا اور قلوب کا اونکے ایمان کے لیئے غیر ممتحن
ہونا ظاہر ہوا کہ بجز کافر کوئی اسکا منکر نہین ہو سکتا پس نہ معلوم کہ وہ لوگ
کیونکر مصداق اس آیہ کریمہ کے ہو سکتے ہین اور اسی روایت سے شیخین کا
حامی کفار اشرار ہونا اور موجب غضب سرور مختار رہونا بھی بخوبی واضح
ہوا بلکہ خلیفۂ دوم کا بالخصوص حمایت کفار و تصدیق صدیق یار غار پر

نص رسول سے ہونا
شیخین غیر مقاتل
عن الدین و غیر
ممتحن ہونا قلوب ایمان

ولداوہ ہونا نمایان ہوا کہ باوصف ملاحظہ غضب و تغیر روے رسول
تصدیق کفار و صدیق سے باز نہ آئے اور بااینہمہ اسکے متمنی ہوے کہ
اون اوصاف کے ساتھ متصف ہوں جن اوصاف کو حضرت نے بعد
غضبناکی ع کے فرمایا بہرکیف اب اس جملہ واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلًا الخ
کو ساتھ اوس جملہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ کے ملاکر اہل
انصاف نتیجہ نکال لین کہ مصداق اس آیہ کریمہ کا کون شخص ہے جس سے
آنحضرتؐ یہ اوصاف نفی فرماتے ہین یا وہ شخص جسکے لیے حضرت ان
اوصاف کا اثبات فرماتے ہین ثانیاً قولہ تعالیٰ فسوف یاتی اللہ بقوم
یعنی پس لاویگا خدا اوس قوم کو جسے خدا دوست رکھتا ہے اور وہ
خدا کو دوست رکھتا ہے پس یہ وہ جملہ ہے جس سے ساری ترکیبین اہلسنت
کی ہوا ہو جاتی ہین اور مطلوب اہل حق مثل آفتاب تابان و نمایان
ہوتا ہے کیونکہ جیسا صدر آیہ من یرتد منکم عن دینہ سے ارتداد اون
صحابہ کا جنہون نے نفس رسول سے قتال کیا اور انکار امامت کیا معلوم
ہوا ویسا ہی اس جملے سے تعیین جناب امیرؑ بالصاف این صفات ظاہر ہوا
کیونکہ باتفاق فریقین باخبار متواترہ جناب امیرؑ کا متصف ہونا ان اوصاف
کے ساتھ بنص رسول ظاہر ہے چنانچہ خود شاہ ولی اللہ صاحب سا
متعصب اس روایت کا ناقل ہے کما فی ازالۃ الخفا از انجملہ آنکہ در غزوہ
خیبر چون فتح حصنی از حصون در رنگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضیٰ
دادند و باینجانب روان ساختند فتح آن حصن بر دست او متحقق گشت
قال محمد بن اسحق حدثنی بریدہ بن سفیان عن ابیہ عن سلمہ بن
الاکوع قال بعث رسول اللہؐ ابابکر برایتہ الی بعض حصون

ص ۲۵۶
ازالۃ الخفا
مقصد دوم

جنگ خیبر

خيبر فقاتل ورجع ولم يكن فتح وقد جهد ثم بعث من الغد عمر
فقاتل ثم رجع ولم يكن فتح وقد جهد فقال رسول الله ص لاعطين
الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله كرار
غير فرار لا يرجع حتى يفتح الله على يديه قال يقول سلمة فدعا
عليا وهو ارمد العينين فتفل في عينيه ثم قال هذه الراية فامض
بها حتى يفتح الله عليك قال يقول سلمة فخرج بها يهرول هرولة
وانا خلفه نتبع اثره حتى ركز رايته في رضم من حجارة تحت الحصن
فاطلع اليه اليهود من راس الحصن قالوا من انت قال انا علي
بن ابيطالب قال تقول اليهود علوتم وما انزل على موسى اوكما
قال فما رجع حتى فتح الله على يديه قال ابن اسحق حدثني عبد الله
بن حسن عن بعض اهله عن ابي رافع مولى رسول الله قال خرجنا
مع علي بن ابيطالب حين بعثه رسول الله ص برايته فلما دنا الحصن
خرج اليه اهله فقاتلهم فضربه رجل من يهود فطرح ترسه
من يده فتناول علي بابا كان عند الحصن فتترس به عن نفسه
فلم يزل في يده وهو يقاتل حتى فتح الله على يديه ثم القاه من
يده حين فرغ فلقد رايتني في نفر سبعة انا فيهم نجهد على ان نقلب
ذلك الباب فما نقدر اخرج البخاري عن سلمة بن الاكوع قال كان
علي بن ابيطالب تخلف عن النبي في خيبر فكان رمدا وقال انا اتخلف
عن النبي فلحق به فلما تمسا الليلة التي فتحت قال لاعطين الراية
غدا او ليأخذن الراية غدا رجل يحبه الله ورسوله يفتح الله
عليه فنحن نرجوها فقيل هذا علي فاعطاه ففتح عليه انتهى

محصل ان روایات کا یہ ہی کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوبکر کو علم لیکر جنگ خیبر مین روانہ کیا بلا فتح کئی واپس آئے دوسرے روز عمر کو روانہ کیا وہ بھی بہت مشقت اوٹھا کر بھاگ آئے پس فرمایا حضرت نے کل ہم اوس شخص کو علم دینگے جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہی اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہین وہ شخص کرار ہی نہ فرار نہ پلٹے گا جبتک اس جنگ کو فتح نہ کرے پس طلب کیا حضرت علیؑ کو حالانکہ آنکھین حضرت کی جوش کر آئی تھین پس لعاب دہن لگا دیا اور علم دیکر فرمایا تو اسے اور جاؤ یہانتک کہ خدا تمہارے ہاتھ پر فتح کرے سلمہ ناقل ہے کہ چلے جناب امیرؑ ہرولہ کرتے ہوے یعنی دوڑتے ہوے اور ہم پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے یہانتک کہ جناب امیرؑ نے متصل قلعہ پہونچکر نشان فتح توامان کو اوس سنگ سخت پر نصب کر دیا ایک یہودی نے بالاے قلعہ سے پوچھا تم کون ہو حضرتؑ نے فرمایا مین ہون علی بن ابیطالب اوس یہودی نے کہا قسم بتوریت موسی تملوگ عالی اور غالب ہوے پس حضرت نے مراجعت نفرمائی یہانتک کہ اوس قلعہ کو فتح کیا اور ابی رافع موالی رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے ہی کہ جب جناب امیرؑ متصل قلعہ پہونچے اور قتل شروع ہوا تو ایک یہودی نے ضربت لگائی جس سے سپر چھوٹ پڑی پس جناب امیرؑ نے در قلعہ خیبر کو دست مبارک مین لیکر بجاے سپر قرار دیا اور اوسی سپر کے ساتھ لڑتے رہے یہانتک کہ قلعہ فتح ہوا بعد اوسکے حضرت نے اوس در کو پھینکدیا ہم لوگ سات آدمی ملکر چاہتے تھے کہ اوسکو حرکت دیں مگر باوصف کمال کوشش اوسکو جنبش تک نہوئی اور بخاری نے

روایت کی ہو کہ جناب امیرؑ کو آشوب چشم ہوا تہا اسوجہ سے ساتھ حضرت
رسالت پناہ کے نہ گئے بعد اوسکے کہا کہ ہم رسول سے جدا رہین پس
ملحق ہوئے ساتھ حضرت کے جس صبحکو قلعہ فتح ہوا اوس شب کو حضرت
رسول نے فرمایا کل ہم علم اوسکو دینگے جسے خدا اور رسول دوست
رکہتے ہین پس ہم سب متمنی تہے مگر حضرت نے جناب امیرؑ کو عطا فرمایا
اب کہان ہین ارباب انصاف و تارکین جدل و اعتساف جنکو پروردگار
عالم نے چشم بینا گوش شنوا کرامت فرمایا ہے وہ آئین اور اہلسنت
کی بے انصافی و دشمنی عقل و دین کو ملاحظہ کریں اور انکی مخالفت
خدا اور رسول کی داد دین کہ جنکو خدا اور رسول مرتد فرمائے اونکو یہ لوگ
خلیفہ اور بشر بالجنۃ کہتے ہین اور جنسے رسول بکرم ناراض و غضبناک
ہون اور بتکرار اونکے قلوب کو غیر ممتحن اور اونکو غیر مقاتل علی الدین
فرمائے اونہین کو یہ لوگ بالخصوص مقاتل علی الدین قاتل
مرتدین مصداق آیہ کریمہ من یرتد منکم عن دینہ بتاتین اور جس سے
آنحضرت تبرا فرماتے تھے اوسکو بھی بذریعہ صحابیت ابوبکر مصداق
آیۂ مذکورہ قرار دیتے ہین اور جنکو آنحضرت بنص جلی یحب اللہ ورسولہ
ویحبہ اللہ ورسولہ سے نکالیں اونہین کو یہ لوگ مصداق
یحبون اللہ ویحبہم بتاتے ہین اور جسکو خدا اور رسول مقاتل علی
الدین اور قاتل قاسطین ناکثین مارقین عن الدین فرمائے اور تخصیص
رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فرمائے اوسکو اس
آیہ سے نکالتے ہین اس ناانصافی و مخالفت خدا اور رسول کا علاج بجز
احکم الحاکمین کس سے ممکن ہے بہرکیف الحمد للہ کہ جیسا روایات سابقہ

سے شیخین کا بالخصوص بنص سول لیغیظ بہم علی الذین سے خارج
ہونا اور جناب امیر کا متصف ہونا ثابت ہوا ولیسا ہی اس حدیث
خیبری سے شیخین کا فرار ہونا اور محب اللہ ورسولہ سے خارج ہونا
اور جناب امیر کا کرار اور متصف باساتہ محب اللہ ورسولہ کے ثابت
ہوا جسکے بعد پھر کسی کو کوئی جاے تامل باقی نہ رہیگا اور کیونکر اہلسنت
ابوبکر کو یحبہم ویحبونہ کا مصداق بنا سکتے ہیں کیونکہ خود جناب بارہی تعا
کو یہ امر معلوم تہا معاذ اللہ کہ ابوبکر خدا سے راضی ہے حتی کہ نوبت
استفسار آئی جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے پس جب خدا کو رضا سے
ابوبکر اپنے سے نہ معلوم تھے تو عیاذاً باللہ ایسا کذب صریح
خدا کیونکر کہے گا کہ یحبونہ رابعاً جملہ اذلۃ علی المؤمنین بہی خاص صفت
جناب امیر ہے کہ باتفاق فریقین خضوع وخشوع و تواضع وانکسار
آنحضرت مسلم ہے بخلاف شیخین کہ بڑے صاحب تو یہی فرماتے تھے
واعلموا ان لی شیطانا یعتریني فاذا رایتموني غضبت فاجتنبوني
لا اوثر فی اشعارکم وابشارکم یعنی جان رکھو کہ مجہپر ایک شیطان
مسلط ہوتا ہے جب ہم غضب میں آیا کریں تو اپنے کو ہمسے بچاؤ چنانچہ
براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ میں ہے وبدانید کہ مرا شیطانیست کہ
عارض میشود مرا گاہے کہ ببیند کہ عصیان کنم از من اجتناب نمائید الخ
پس مصداق اذلۃ علی المؤمنین کیونکر ہونگے اور درباره خلیفہ دوم حاجت
استشہاد نہیں کہ ازواج نبی تک اونکو افظ اغلظ کہتی تہیں صحابہ نے
اونکی تولیت سے اسیوجہ سے انکار کیا تہا بلکہ ایسی فظاظت تہی کہ عورتوں کا
اسقاط ہوجاتا تہا کما فی ازالۃ الخفا خامساً جملہ اعزۃ علی الکافرین بہی

صفحہ ۱۳ قلمی
فصل اول باب اول
صواعق محرقہ

شیخین سے مفقود تھا کیونکہ سختی و غلبہ کفار پر توجب حاصل ہو کہ کسی کافر کو
قتل کیا ہو اور وہ بیان بالکل مفقود بلکہ برعکس اسکے ہمیشہ کفار و منافقین کے
حمایت کیا کرتے تھے گو اس حمایت سے رسول مقبول کو ایذا ہو غضبناک
ہون رنگ چہرہ مبارک فرط غضب سے متغیر ہو جاے مگر انکو مقابلہ
حمایت کفار و تصدیق صدیق اسکے کچھ پروا بھی ہوتی تھی چنانچہ سابقاً
صحیح مسلم سے مذکور ہوا کہ بمقابلہ حضرت سلمان فارسی و بلال و صہیب
صحابہ رسول خلیفہ اول نے ابوسفیان کی حمایت کیا جسپر رسول نے
فرمایا ان اغضبتہم فقد اغضبت ربک یعنی اگر تونے اون لوگون کو
غضبناک کیا تو اپنے خدا کو غضب میں لایا اور ایسی ازالۃ الخفا سے مذکور
ہوا کہ کفار قریش کی حمایت اور جانب داری کی جسپر حضرت غضبناک
ہوے منجھلے صاحب نے تو اور بھی کمال کیا کہ حالانکہ دیکھ چکے تھے کہ
بڑے صاحب کی تقریر سے حضرت کو تغیر ہوا اگر اسپر بھی بمتابعت اول
حمایت کفار سے باز نہ آئے اور جناب رسول ص کو غضبناک کیا سادساً
جملہ یجاہدون فی سبیل اللہ بھی توضیح صریح ظاہر کرتا ہے کہ جناب
امیر مراد ہیں حتی کہ شیخین سے کسی جہاد میں ایک کافر بھی نہ مارا گیا
از انجاست کہ ابوبکر براے نام بھی کسی لڑائی مین مرتدین کے شریک
نہوے بخلاف جناب امیر کہ مثل جناب رسالتماب ہمیشہ جنگ ناکثین
وقاسطین و مارقین میں بنفس نفیس شریک جہاد تھے وخود مجاہد رہے
اور ظاہر ہے کہ بلا وجہ کوئی معنی حقیقی کو چھوڑ کر معنے مجازی قبول نہ
کریگا اور بلاضرورت گرد تاویل نہ جائیگا چنانچہ کلام مولوی عبدالحی لکھنوی
رسالہ سعی مشکور سے سابقاً منقول ہوا پس ہرگاہ بلا تاویل یجاہدون

کا اطلاق صحیح جناب امیرؑ پر بلا معارض ہوتا ہو تو کیون ناحق کی تاویل
قبول ہو از ینجا ست کہ روایات اہلبیت طاہرین علیہم السلام سے ظاہر
ہوتا ہے کہ مراد اس آیہ کریمہ سے جناب امیرؑ ہین چنانچہ مولانا طبرسی
تفسیر مجمع البیان مین فرماتے ہین فی تفسیر ھذہ الایۃ ھم امیر المومنین
واصحابہ حین قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین وروی
ذلک عن عمار وحذیفہ وابن عباس وھو المروی عن ابی جعفر
وابی عبد اللہ انتہی یعنی مراد اس آیہ سے جناب امیرؑ اور اصحاب آنحضرت
ہین جب جہاد کیا ناکثین وقاسطین ومارقین سے اور یہی روایت
عمار بن یاسر وحذیفہ وابن عباس اور جناب امام محمد باقرؑ وامام جعفر صادق
علیہم السلام سے منقول ہے اور جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اعلی اللہ
مقامہ نے کتاب شافی مین نقل کیا ہے کہ جناب امیرؑ نے بروز بصرہ یعنی
جنگ جمل فرمایا قسم خدا کی آجتک صاحبان اس آیہ کے قتل نہوے تھے
پھر اس آیہ کی تلاوت فرمائی اور حضرت عمار وحذیفہ سے بھی مثل اسکے منقول
ہو سابقاً مؤید مطلوب الحق آیہ مابعد یعنی انما ولیکم اللہ ورسولہ ہے جو
باتفاق دربارہ جناب امیرؑ وارد ہے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا پس تعجب ہے
اہلسنت سے کہ ایسے ایسے آیات صریحہ کو تاویلات قبیحہ اپنے خلیفہ کے
بار میں لاتے ہین اور خدا ورسول سے بھی نہین شرماتے چہ دلاور است
دزدے کہ بکف چراغ دارد جو لوگ مصداق یا ایہا الذین امنوا من
یرتد منکم عن دینہ ہون وہ زبردستی کیونکر داخل تحت فسوف
یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ ہو سکتے ہین وفی ھذا کفایۃ لاھل
الدرایۃ ولولا غرابۃ المقام لاطنبت الکلام فی تفسیر ھذہ

الآیۃ ومن اراد التفصیل فلیرجع الی عبقات الانوار قال
المجیب اور ان لوگون کو کسی نے اہلسنت وجماعت سے صحابہ نہین
کہا ہو اور نہ کوئی انکی عظمت وبزرگی کا معتقد ہے اقول بعون اللہ
العلی الاکبر شاہصاحب تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین وہیچ
کس از اہلسنت آنجماعہ را صحابی نمی گوید و معتقد خوبے وبزرگی آنہا نمیشود
الخ جس سے معلوم ہوا کہ صحابیت کو اعتقاد عظمت وبزرگی لازم ہے
جیسا کہ مسئلہ اجماعیہ اہلسنت ہے بہرکیف یہ کلام بیہودہ بوجوہ عدیدہ
باطل ہو اما اولا پس اسلیے کہ اگر مراد یہ ہو کہ وہ لوگ یعنے مانعین زکوۃ
جنکو یہ حضرات بنام مرتدین یاد کرتے ہین کسیطرح صحابی رسول نہ تھے
نہ لغۃً نہ اصطلاحاً نہ اونکو جناب سالتمآب نے صحابی فرمایا نہ اہلسنت نے
تو ہر چند بلا کلفت ومشقت مطلب اہلحق ثابت ہوا کیونکہ ہرگاہ وہ لوگ
کسیطرح اصحاب نہوے تو کسیطرح مصداق حدیث اصحابی بھی نہوے
پس بجز افراد کبار صحابہ کوئی شخص مصداق اسکا نہ ٹھہرا وہو المطلوب لیکن
یہ کل شقین مخاطب کے باطل ہین اما لغۃً پس قاموس مین ہے صحبہ
کسمعہ صحابۃ ویکسر وصحبۃ بالضم عاشرہ الخ یعنی صاحب ماخوذ
صحبت سے ہے پس جو جسکے ساتھ رہا اور معاشرت کیا وہ اوسکا صاحب ہے
اور تعلیق عجیب مین ہو الاصحاب اللغویۃ بمعنی من صاحب النبی الخ
یعنی اصحاب لغوی وہ ہو جو نبی کے ساتھ رہا ہو از ینجاست کہ کلام باری
تعالی مین جہان لفظ صاحب وارد ہے وہان بھی معنی لغوی مراد ہے
مثل یا صاحبی السجن یا اذ قال لصاحبہ لا تحزن کی کیونکہ خود شاہصاحب
نے تحفہ مین فرمایا ہے وحمل معانی قرآن بالاجماع بر معانی عرفیہ لغت است

ص ۲۲۶ تحفہ اثنا عشریہ

تحقیق معنی اصحاب

ص ۳۵۱

اور ظاہر ہے کہ معنی لغوی شرف صحابیت جیسا کہ مالک وغیرہ کو
حاصل تہا ویسا ہی خلفاے ثلثہ وغیرہ کو بہی اور اس معنی سے کوئی
انکار نہین کر سکتا کہ مرتدین مزعومین کو صحابیت بالمعنی اللغوی حاصل
نہ تہی جیسا کہ خود مجیب نے بہی اسکو قبول کیا ہے کہ اصحاب کے معنی
لغت مین ساتہی کے ہین اور چند اشخاص انکے الخ اما اصطلاحاً
پس نزہۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر ابن حجر عسقلانی مین ہے کہ مفصل
اوسکا یہ ہے صحابی وہ ہے جو ملاقات کرے رسول اللہ ؐ سے درحالیکہ ایمان
لایا ہو آنحضرت کے ساتہہ اور مرے اسلام پر اگرچہ بیچ مین مرتد ہوگیا
ہو الخ اور خاتم علماے سنیہ فاضل معاصر عبد الحی تعلیق عجیبہ مین
فرماتے ہین الاصحاب الاصطلاحیۃ وہم الذین صحبوا النبی
مع الایمان وماتوا علیہ الخ یعنی اصحاب اصطلاحی وہ ہے جو صحبت
نبی مین رہا با ایمان اور رہا ایمان پر اور بخاری مین ہے من صحبت النبی
او راٰہ من المسلمین فہو من اصحابہ یعنی جسنے صحبت کیا رسول کے ساتہہ
مسلمانون نے پس وہ اصحاب سے آنحضرت ؐ کے ہے اور امام نووی شرح
صحیح مسلم مین فرماتے ہین اما الصحابی فہو کل مسلم راٰی رسول اللہ
ولو لحظۃ ہذا ہو الصحیح فی حدہ وہو مذہب احمد بن حنبل
وابی عبد اللہ البخاری یعنی صحابی وہ ہے کہ جس مسلمان نے رسول اللہ ؐ
کو دیکہا ہو گو ایک ہی لحظہ سہی اور یہی تعریف صحیح ہے اور یہی مذہب
امام احمد اور بخاری ہے اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین ابن حجر عسقلانی
فرماتے ہین قال محمد بن حزم الصحابۃ کلہم من اہل الجنۃ قال
اللہ تعالیٰ لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم

نزہۃ النظر مطبوعہ دہلی

درجة او وقال تعالى ان الذين سبقت لهم منا الحسنى اولئك
عنها مبعدون فثبت ان الجميع من اهل الجنة وانه لا يدخل
منهم النار لانهم المخاطبون بالاية اور ظاہر ہے کہ اس معنی
اصطلاحی کے مطابق بھی مالک بن نویرہ صحابی ہی تھا مع الایمان اور
موت اوسکی بھی علی الاسلام ہوئی چنانچہ سابقاً قول ابن روزبہان
کانوا اصحابہ فی حیوتہ مذکور ہوا یعنی تھے وہ مانعین زکوۃ و مرتدین
اصحاب حضرت کے حیات آنحضرت مین اور قول خلیفہ دوم فانہ قتل
مسلما فاقتلہ بہ مسطور ہوا کہ خلیفہ دوم نے کہا خالد نے ایک مسلمان
کو قتل کیا ہیں بعوض اوسکے خالد کو قتل کرنا چاہیے پس الحمد للہ کہ
اس تقریر سے مالک بن نویرہ کا صحابی لغوی و اصطلاحی ہونا ثابت
ہوا اور کلام رسول و خلیفہ دوم و علمائے اہلسنت سے بھی صحابیت
اوسکی مسلم ہے اگر اسپر بھی تسکین خاطر عصبیت مآثر نہو تو اسد الغابة
فی معرفة الصحابة مورخ جزری ملاحظہ ہو جو صرف ذکر اصحاب مین ہے
کہ ترجمہ مالک بن نویرہ مین لکھتے ہین فامر ابوبکر برد السبی و ودے
مالکا من بیت المال فهذا اجمعه ذكره الطبري وغيره من
الائمة ويدل على انه لم يرتد وقد ذكروا في الصحابة ابعد من
هذا الخ فهذا اجمعه يدل على انه مسلم انتهى یعنی حکم کیا ابوبکر نے
ساتھ رد سبایا کے اور مالک کے دیت بیت المال سے دلوائی ان
کل امور کو طبری و دیگر ائمہ نے ذکر کیا ہے اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر
کہ مالک مرتد نہوا اور محدثین نے اون لوگون کو صحابہ مین ذکر کیا ہے
جو بہ نسبت مالک صحابیت سے نہایت بعید تھے پس ان باتوں سے

ف مالک بن نویرہ کا صحابی رسول ہونا ثابت ہے

اسد الغابة فی معرفة الصحابة

معلوم ہوا کہ مالک مسلم تہا انتہی مختصرو پس اس سے صحابیت اور اسلام
مالک کا بخوبی ثابت ہوا کہ محدث جرزی و دیگر محدثین و مصنفین پر
طاعن ہین جو مالک بن نویرہ کو اسامی صحابہ مین نہین لکہتے حالانکہ
جسکی صحابیت بمراتب مگر واقعی اس سے ابعد ہے اوسکو درج
زمرہ صحابہ کرتے ہین ثانیاً اگرچہ مجیب نے بتقلید شاہ جی بیان مالک
کی صحابیت سے انکار کیا مگر مولوی حیدر علی منتہی الکلام مین جہان
بکمال دقت نظر بر خلاف اپنے اوستاد کے قایل باسلام مالک
خلیفہ دوم ہوے ہین وہان قایل بصحابیت بہی ہوے اور نفس
صحابیت سے کیطرح انکار نکیا نہ معنے اصطلاحی سے نہ معنی لغوی
سے گویہ بے بصیرتی اور جفاۃ اعراب کے ساتہہ تعبیر کیا جیسا کہ سابقاً
مذکور ہوا اگر واقعی احوال حضرات اہلسنت عجیب قلمون و ملون یا لوان
گوناگون ہے کیونکہ بعض حضرات تو مالک عمر کو یکدم مرتد کا فر قرار
دیتے ہین جیسا کہ شاہ صاحب اور ابن روزبہان وغیرہ کے کلام سے منقول
ہوا اور بعض حضرات اونکو مسلمان کامل الایمان بیان کرتے ہین جیسا کہ
خود خلیفہ دوم نے جنکو یہ حضرات از راہ غلو معصوم بہی کہتے ہین مع دیگر
صحابہ کبار و مہاجرین و انصار کے اوسکو مسلم و مومن کہا اور بحمایت اوسکے
خلیفہ اول سے طالب قصاص ہوے کہ خالد سیف اللہ کو یا قتل کر دیا رجم
کر دیا معزول کر دیا تشک کہ خلافتمآب نے بعد حصول خلافت اول کام عزل
خالد قاتل مالک خود کیا بلکہ خود خلیفہ اول بہی اسی کے قائل ہوے کہ
مالک مسلمان و مومن تہا خالد نے بخطاے اجتہادی اوسکو قتل کیا اور
اوسکی زوجہ سے زنا کیا ازینجاست کہ آخر دیت مالک کی بیت المال سے

دلوائے اور بعض حضرات اہلسنت جوازین سو رانده وازان سو در
مانده بین الغواۃ مذبذبین بین ذلک لا الی ھولاء ولا الی ھولاء
اونہون نے یہ مذہب اختراع کیا کہ خلیفہ دوم کے خوش کرنیکو اون کے
مالک کو مسلمان کہا اور خلیفہ اول کے قتل کرانے کی تصحیح کے لیے محدث
اور خالد سیف ابوبکر کی خوشامد مین اوسکو جفاۃ اعراب غیر کامل الایمان
مین ملایا جسمین بقول عینی و قسطلانی خلیفہ ثانی بہی داخل تھے حالانکہ
اوسکی بصیرت و علم و کمال کی اسقدر جہ قایل ہین کہ اوسنے منع زکوۃ پر
ایسا استدلال کیا کہ خلیفہ وغیرہ سے کچہ جواب اوسکا نہ ہوسکا جیسا کہ
کلام امام فخر رازی سے خود مولویصاحب ناقل ہین لکہا مرادر یہ مذہب
مولوی حیدر علی کا ہے کہ اپنے ساتھ گراہی کو بہی شریک کرتے ہین ثالثاً
مین کہہ سکتا ہون کہ مالک بن نویرہ محض مسلمان باایمان ہے نہ تہا جو شہادت
ابو قتادہ انصاری و عبداللہ بن عمر و خلیفہ دوم حضرت عمر و جناب امیر
وسعد بن ابی وقاص و طلحہ بن عبداللہ بلکہ بشہادت خود خلیفہ اول و دیگر
مہاجرین و انصار جو خالد کو قتل سے مانع تھے ثابت ہے بلکہ چند اوصاف حمیدہ
و اخلاق پسندیدہ کے ساتھ موصوف تہا جو اوصاف خلفاے ثلثہ کی صفات سے
افضل تھے مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی مین ہے قال عمر بن الخطاب

تشیید المطاعن صفحہ ۱۳۰۶ جلد اول

لمتمم بن نویرہ مابلغ من حزنك علی اخیك فقال لقد مكثت سنة
ما انام بلیل حتی اصبح وما رایت نارا رفعت بلیل الا ظننت
ان نفسی ستخرج اذكر بها نار اخی انه كان یامر بالنار فی قد حتی
یصبح مخافة ان یبیت ضیف قریبا منه فمتی رای النار یلوی الی
الرحل وھو بالضیف یاتی متعد الاسر من العوم لقدم علیهم

القادم بعد من السفر البعيد فقال عمر کرم بہ و قال عمر ہو ما المتمم
خبرنا عن اخیک قال یا امیر المومنین لقد اسرت مرۃ فی حی من
احیاء العرب فاقبل اخی فما ہو الا ان طلع علی الحاضرین فما احد
کان قاعدا الا قام ولا بقیت امرءۃ الا تطلعت من خلال
البیوت فما نزل عن جملہ حتی لقوہ بی فی رمتی فحلنی ہو فقال عمر ان
ھذا ھو الشرف انتہی یعنی ایکروز عمر نے متمم بن نویرہ برادر مالک سے
پوچھا کہ تیرا غم و الم صدمہ مالک مین کسدرجہ پر تہا اوسنے کہا ایکسال
تک ہم رات کو نہ سوے اور جب کہیں کے یہان دیکہا کہ آگ روشن ہے تو
یہ معلوم ہوتا تہا کہ اب میرے روح مفارقت کرتی ہے کیونکہ ہمکو اپنے
بہائی کی آتش افروزی یاد پڑتی تہی جو شب کو مسافر اور مہمانون کے لیے
روشن کرتا تہا جب کوئی مہمان اوسکے یہان آتا تہا تو اوسکو ویسے خوشی ہوتی
تہی کہ کسی کا عزیز بعد مفارقت شدید بلاد بعیدہ سے آوے اور اوسکے اقارب
مسرور ہون عمر نے کہا کیا خوب کریم تہا اور پہر عمر نے متمم سے کہا کہ کچہہ اپنے
برادر مالک کا حال بیان کر تو اوسنے کہا ایکدفعہ ہم ایک قبیلہ مین قبایل عرب
سے گرفتار ہوے جب یہ خبر بہائی کو پہونچی تو وہ آیا تو اسوقت کوئی شخص اوس
قبیلہ کا ایسا نہ تہا کہ اوسکی تعظیم کے لیے استادہ ہو تمام عورتین اندر مکان
مکانات سے اوسکے دیکہنے کے لیے نکل آئین وہ اپنے ناقہ ہی پر سوار تہا
کہ لوگون نے ہمکو رہا کیا ایس کہا عمر نے کہ یہی اصل شرف ہے انتہی اور اگر
ان صفات سے قطع نظر کرین تو خود صفت صحابیت کیا کم ہے جو یقینی
بتصریح خود مولوی صاحب حاصل ہے اور اونکے فضایل و مناقب صحابہ
سے علاوہ عدالت و وجوب جنت و تیقن مغفرت و حصول خلافت یہ ہی

صہ ۲۴۹
منتہی الکلام

کہ برخلاف نص رسول خود مولوی صاحب منتہی الکلام مین فرماتے ہین لہذا
مذہب منصور ہمین است کہ غیر از صحابہ ہر چند مطیع و متقی باشد بدرجہ
ایشان نمی رسد این نکتہ را باید در خاطر باید داشت کہ بسیار نفیس
است انتہی ازینجا است کہ صحابی اگرچہ مرتکب اکبر کبائر و ملعون من
جانب خدا و رسول و یقیناً باغی و خارجی و قاتل صحابہ کبار رسول مختار ہو
مگر غیر صحابی سے یقیناً حتماً و جزماً افضل ہو بلکہ اوسکے گھوڑے کے قدم
کی خاک بہتر ہے اوس شخص سے جو صحابی رسول نہو اگرچہ وہ خود اہلسنت
کے نزدیک مہدی موعود و خلیفہ راشد یا ملحق بخلفاے راشدین ہو جس سے
بعد نبوت کوئی درجہ انکے یہان افضل نہین ہو بلکہ اگرچہ وہ خلیفہ راشد
اولاد و احفاد خلیفہ دوم سے ہو جسکے بارہ مین فرماتے تھے کہ دنیا کبھی منقضی
نہوگی یہانتک کہ ایک شخص میری اولاد سے پیدا ہو کہ دنیا کو مملو کرے
عدل و داد سے اور اوسکو علماے اہلسنت امام مہدی کہتے ہون اور
برکت عدل سے اوسکی شیر و بکری ایکجا بسر کرتے ہون جیسا کہ عمر بن عبد العزیز

صہ ۲۱۳
ازالۃ الغین
مقالہ سادس

کے بارے مین مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین لکھتے مین معذلک معاویہ
بوجہ صحابی رسول ہونیکے باوصف ملعون رسول و باغی ہونیکے غبار قدم
اسپ اوسکی افضل قرار پائی تمام عمر عمر و بن عبد العزیز سے چنانچہ صواعق محرقہ

صہ ۲۱۴
صواعق محرقہ قلمی

مین بھی ازین وجہ بود کہ چون از عبد اللہ مبارک کہ جلالت قدر و کثرت علم
او بر اہل عالم مخفی نیست پرسید ند کہ معاویہ افضل است یا عمر بن عبد العزیز
عبد اللہ بن مبارک گفت غبار یکہ در بینی اسپ معاویہ رفتہ در خدمت
رسول بہتر است از عمر بن عبد العزیز چندین و چندین بار اشارت کردہ
است باین لفظ کہ فضیلت صحبت رسول ہیچ چیز مقاومت ذبرا بری

بان بنی تو انذکر د الخ اور خود مولوی صاحب نے بہی ان جملہ مطالب کو تسلیم
کیا ہے پس جاے تعجب ہے کہ باوصف ان فضایل ومناقب صحابہ کے
خود بہی اہلسنت محبت خالد بن ولید زانی مین ایسے والہ و فریفتہ
ہوتے ہین کہ بغرض پردہ دہی اوسکے اپنے عمر کے مالک سے صحابی باایمان
کو مرتد و کافر کہتے ہین حالانکہ مالک حضرت عمر سے شرف و کرم مین بنص
خلیفہ دوم کہین افضل تھے خلفاے ثلثہ سے بلکہ علاوہ شرف و کرم کے
چند اوصاف مین ثلثہ سے افضل تھے کیونکہ حسب تحقیقات حضرات
اہلسنت اوسکو لیاقت خلافت خاصہ حاصل تہی جس سے جناب امیر
کو عیاذًا باللہ خارج کرتے ہین اگرچہ معاویہ کو اوسمین شامل کرتے ہین
جیسا کہ ناظرین ازالۃ الخفا پر مخفی نہین ہے اور وہ یہ ہے کہ جناب رسالتمآب
کیطرف سے متولی صدقات تہا چنانچہ خود چہوٹے شاہ صاحب تحفہ مین
فرماتے ہین اتفاقاً سریہ کہ ابو قتادہ انصاری نیز درمیان شان بودہ
مالک بن نویرہ راکہ بامر آنحضرت ریاست بطاح و خدمت اخذ
صدقات آن نواحی بوی تعلق داشت الخ اور مولوی صاحب بہی اسکے
مقر ہین جس سے معلوم ہوا کہ عہد جناب رسالتمآب سے تا وقت قتل
مالک مالک زمام ریاست بطاح و آخذ صدقات من جانب رسول
اللہ تہا اور اسی تعہد عہدجات کو بلکہ اس سے اقل مراتب کو بڑے شاہ صاحب
یعنے شاہ ولی اللہ اسباب خلافت خاصہ سے جانتے ہین جو مخصوص
بخلفاے ثلثہ ہوا چنانچہ ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین واز لوازم خلافت
خاصہ آنست کہ آنحضرت باخلیفہ معاملہ فرماید مرات بسیار و کرات
بیشمار چنانکہ امیر با منتظر الامارہ میکند قولاً و فعلاً الخ اور یہ امر بالیقین

تفضیل مالک بن نویرہ بر خلفاے ثلثہ

صہ ۵۳۵ تحفہ اثنا عشریہ

صہ ۱۳ ازالۃ الخفا مقصد اول

مالک کو حاصل تہا کیونکہ یہ معاملہ عہد رسول سے تا وقت قتل اوسکو
حاصل تہا اور نیز اوسی کتاب مین ہے سوم آنکہ در حیات خود آن شخص
را بکارہائیکہ متعلق بنفس مبارک آنحضرت است من حیث النبوۃ
امر فرماید الخ اور اسکا تحقق بہی بیان بدیہی ہے کہ جس امر کے بارہ مین
خود نفس نفیس آنحضرت کو من حیث النبوۃ حکم تہا کہ خذ من اموالھم
صدقۃ حتی کہ یہی تخصیص موجب اوہام فاسدہ مانعین زکوۃ ہوئے
اوسکو حضرت نے مالک سے متعلق فرمایا تہا اور ہمیشہ اسی عہدہ پر رہا
سبحان اللہ جناب رسالتمآب کا یہ فرمانا کہ ہم فارس و روم کے
مالک ہونگے دلیل حقیت خلافت خلفا ہو جاوے جیسا کہ حضرت نے
غلبۂ فارس وغیرہ کی خبر دی تہے ویسا ہی تمام روے زمین پر اپنے
تسلط کو فرمایا تہا جس سے بنا بر اسکے کل سلاطین اسلامی کی خلافت
صحیح ہوتی ہے ولا یقول بہ احد اور یہ امر یعنے کسی صدقہ کا رئیس
مقرر کرنا اور منصب اخذ صدقات دینا جسے خود رسول دیجائین اوسکے
لیئے کوئی فضیلت نہو جاوے تعجب ہے اسیطرح یہ امر کہ اگر تبۂ خلیفہ
دوم کا متولی صدقات ہونا اور پہر اوس سے معزول ہونا دلیل خلافت
و فضیلت عمری ہو اور مالک کا اس عہدہ پر منصوب ہونا ہمیشہ سے
دلیل فضیلت مالک عمر نہو سراسر حیرت خیز ہے بعد اسکے بڑے شاہ جی
کہتے ہین کہ خلفا جب کسی کو متولی امر مسلمانان کرتے تہے تو تلاش کرتے
تہے کہ آنحضرت این شخص را گاہے متولی امری ساختہ اند از امور
مسلمین اگر می یافتند امضای عزیمت میفرمودند الخ اور یہی مالک
کو ملا تہا کہ عہد آنحضرت سے تا وقت قتل بحکم آنحضرت متولی امر الجاح

ولنواح اوسکے کا تہا انتہی قال وینز قیام این شخص بامور وین نسبت کرده
شود بآنحضرت چنانکہ منسوب میشود فعل امیر در مثل بنی الامیر المدینۃ
الخ اور یہ امر بہی یقیناً یہان حاصل تہا کہ مالک کا صدقات لینا بیشک
منسوب ہوتا تہا آنحضرت کیطرف والا مخالفت خذ من اموالہم کی
لازم آتی ہے اور بالخصوص یہ امر ایسا تہا کہ بجز رسول یا اوس شخص کے
جسکو حضرت تعین فرمائین کسیکو ملنا ممکن نہین تہا جیسا کہ سابقا مذکور
ہوا پس یہ بہی ایک وجہ ہوگی کہ مالک نے ابوبکر کو زکوۃ نہ دیا کیونکہ کبہی
ابوبکر مامور باخذ صدقات نہ تہے اور خود ابوبکر نے وصیت مین اپنی عمر
سے کہا کہ زکوۃ نہین ادا ہوگی جب تک متولی صحیح کو نہ دیجاے اگرچہ کوئی
تمامی دنیا کو تصدق کرے کما فی ازالۃ الخفا بالجملہ اب کون عاقل کہہ سکتا ہے
کہ ایسا شخص بتعین امیر مرتد و واجب القتل ہوا اور اوسکے مملوک کا مرتد ہونا مورد
حدیث حوض ہونا محال ہوی اور اسی تقریر سے فضیلت مالک کی خلفائے
ثلثہ پر بہی بخوبی ثابت ہوئی کیونکہ بالاتفاق خلفائے ثلثہ کو کبہی ایسی ریاست
اور مثل اسکے کوئی منصب والا مفوض نہوا بلکہ برعکس اسکے مادام حیات
رسول ہمیشہ محکوم و تابع و مطیع و منقاد دیگر اشخاص رہے نہ فقط رؤسائے
عرب و صنادید قریش و نفس رسول کے بلکہ غلام و غلام زادگان کی
زیر حکومت رہا کیے ہرچند کیا کچہہ اس بارہ مین شورش مچایا مگر ہمیشہ مثل
اونکے لشکریون کے محکوم رہے کہ زیر حکومت غلام و غلام زادگان جہان
مین جایا کرین اور اسی بنیاد پر لعنت رسول سے سنا کیے اگر یاد نہو تو
خود تحفہ اثنا عشریہ کو ملاحظہ کیجیے کہ بڑی کوشش سے شاہ صاحب نے
ثابت فرمایا ہے کہ خلیفہ اول دو ایک بار چند آدمیون کے سردار مقرر ہو کر

فرق مراتب مابین خلفای ثلثہ و مالک بن نویرہ

مگر ہر دفعہ بلا جنگ واپس آئے اور کبھی لڑنے کا بھی اتفاق ہوا ہو تو بھاگنے
کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا تبلیغ سورۂ برارت کی خدمت بھی متعلق
ہوئی تو اوس سے معزول کر دیے گئے اور ظاہر ہے کہ جیسا بحالی
کسی عہدہ کے بدون قابلیت ولیاقت نہین ہوتی اوسیطرح معزولی
و برطرفی کسی عہدہ سے بالخصوص وہ معزولی جو بحکم خدا ورسول ہو
بلا علت ناقابلیت غیر ممکن ہے چنانچہ اسیوجہ سے خلیفہ صاحب کو خوف
ہوا کہ کوئی آیہ قرانی دربارۂ نفاق انکے تو نازل نہوا ہت کچھ روئے
دہوئے سب کچھ کیا مگر بجز حرمان کوئی نتیجہ نہ ملا یہ حال تہا خلیفہ اول کا
خلیفہ دوم کی کیفیت ایکدفعہ روبرو حضرت کے متولی صدقات ہوئے مگر
اوس سے بھی معزول کیئے گئے جیساکہ تحفہ سے ظاہر ہے آخر با وقت
وفات رسول وہ لوگ محکوم وتابع غلام زادہ رہے جیساکہ شاہ صاحب
فرماتے ہین تفصیلش آنکہ بست وششم صفر روز دوشنبہ آنحضرت
امر فرمود کہ ساختگی لشکر کنند براے جنگ رومیان وانتقام زید بن
حارثہ روز سہ شنبہ اسامہ بن زید را امیر لشکر ساخت و روز چہارشنبہ
بست وسوم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد روز دیگر
باوجود مرض بدست مبارک خود نشانی براے او درست فرمود
وگفت اغز بسم اللہ فی سبیل اللہ وقاتل من کفر باللہ اسامہ
آن نشانرا بدست خود گرفتہ بیرون آمد و بریدہ بن الحصیب اسلمی
را داد تا در ان لشکر بردارندہ نشان او باشد و در موضع جرف
منزل ساخت تا لشکر جمع شوند و اعیان مہاجر وانصار مثل ابوبکر
صدیق وعمر بن الخطاب وعثمان وسعد بن ابی وقاص وابوعبیدہ

صہ ۳۳۶ تحفہ اثنا عشریہ

بن الجراح وسعد بن زید وقتادہ بن النعمان وسلمہ بن اسلم ہمہ ساختگی
گروہ ڈیرہ وخیمہ بیرون فرستادہ میخواستند کہ از آنجا کوچ نمایند کہ در آخر
روز چہار شنبہ واول شب پنجشنبہ مرض آنحضرت اشتداد پذیرفت وبایں
سبب تعلکرو داد الخ پس اس تحریر سے باوصف مخالفت واقعات اکثر
امور مین یہ بخوبی ثابت ہوا کہ خلفای ثلثہ تا آخر حیات بلکہ وقت وفات
رسول تک محکوم وتابع ومطیع اسامہ بھی جنکو خود غلام زادہ کہتے ہین اور
اسبارہ مین آنحضرت کا ایسا حکم سخت تہا کہ متخلفین پر لعنت بہی فرمایا اب
منتہاے جواب اہلسنت درپارہ تخلف صحابہ یہی ہے کہ شاہ صاحب بعد اسکے
فرماتے ہین ودوقت عشا از شب پنجشنبہ ابوبکر را جناب پیغمبر خلیفہ نماز فرمودند
وباین خدمت مامور ساختند الخ یعنی رسولخدا نے ابوبکر کو خلیفہ نماز کیا
حالانکہ لفظ خلیفہ نماز خود نہایت بیموقع ہے اور حکم پیش نمازی ابوبکر مین
بہت کچہہ گفتگو ہے کہ کسیطرح یہ حکم رسول نہین ثابت ہوتا بلکہ مخالف اسکے
خود تحریرات اہلسنت سے ثابت ہے جیسا کہ تفصیل اسکی کتاب مستطاب
تشئید المطاعن مین بخوبی مذکور ہے بلکہ خود کلام شاہ صاحب سے نقیض
اسکا ظاہر ہے کہ بعد اسکے کہتے ہین چون روز دوشنبہ دہم ربیع الاول
آنحضرت را افاقت مرض حاصل گشت مسلمانان کہ ہمراہ اسامہ متعین شدہ
بودند وداع آنحضرت کردہ بیرون برآمدند اسامہ را نیز آنجناب در کنار
خود گرفتہ در حق او دعا فرمودہ رخصت نمودند الخ جس سے یہ بخوبی
معلوم ہوا کہ حضرت نے ۲۶۔ صفر کو حکم روانگی دیا اور باوصف تاکید
شدید ۱۰۔ ربیع الاول تک کہ مدت چودہ روز ہوتی ہے ان لوگون نے
حکم رسول کی تعمیل نکی اور روانہ منزل مقصود نہوے اور لعن اللہ من تخلف

ذکر تخلف خلفاے ثلاثہ از جیش اسامہ بن زید

چودہ روز تک صحابہ نے حکم رسول کو معطل رکہا

عنہا کا مطلقا خیال نہ کیا اور اگر یہ خیال ہو کہ ۲ سے مرض حضرت پر ایسا
مستولی ہوا کہ آنحضرت کو مہلت نہ ملی اور صحابہ فرط محبت سے نہ گئے تو
غلط ہے کیونکہ خود شاہصاحب فرماتے ہین کہ روز دیگر باوجود مرض بدست
مبارک خود نشانی برائے او درست فرمود جس سے معلوم ہوا کہ ۲۹
کو حضرت کو افاقہ ہوا اور نشان درست فرما کر عنایت فرمایا اور اس مہم کو
ایسا عظیم تصور فرمایا کہ باوصف اس مرض شدید کے جسکی خبر حضرت نے
ایام حجۃ الوداع سے دی تہی کہ اب ہم دنیا سے مفارقت کرینگے مگر
اسپر بہی ایسی تاکید سخت فرمائی اور بفرض تسلیم کہ ابوبکر کو حکم نماز پڑہانیکا
ہوا اگر یہ امر یقینی ہے کہ ملازمت لشکر اسامہ سے مستثنے نہوے تھے بلکہ
بطور سابق محکوم بہمراہی اسامہ تھے چنانچہ قول شاہصاحب سے ظاہر
ہے مسلمانان کہ ہمراہ اسامہ متعین شدہ بود وداع آنحضرت کردہ بیرون
آمدند جس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر اوس حکم سے مستثنے نہ تھے اور وہ حکم سابق
بحال رہا کہ زیر حکومت اسامہ جنگ مین جائین اور دیر نگ نکرین کیونکہ بنص
شاہ عبد العزیز منجملہ متعینان لشکر اسامہ ابوبکر و عمر بہی تھے جو ۱۰ ربیع الاول
کو وداع ہونے آئے پس اگر نماز پڑہانیکا حکم ابوبکر کو ہوا بالفرض و تسلیم تو
اس سے کیونکر اعتراض رفع ہوسکتا ہے بہر کیف تحریر شاہصاحب سے
ابوبکر کا متعین ہونا ساتھ لشکر اسامہ کے بخوبی ثابت ہوا مگر بعض حضرات
اہلسنت اسقدر بہی اظہار امر حق کو نہین پسند کرتے چنانچہ خود مولوی حیدر علی
جو شاہصاحب کو اوستاد البریہ صاحب قوۃ قدسیہ کے ساتھ تعبیر کرتے
ہین بکمال خیر خواہی خلیفہ اول اصل ماموریت خلیفہ کی زیر حکومت تجہیز
جیش اسامہ منکر ہو کر چنانچہ ازالۃ الغین عن بصارۃ العین مین فرماتے ہین من بعد باید دانست

کہ لفظ تسلیم از ان آوردم کہ بسیاری از متکلمین و محدثین از مامور بودن صدیق
انکار کردہ اند و ثانیاً با وجود صرف تمامی ہمت در رد مغنی جز روایتی بیسر وپا
درین باب بنا وردہ و اہلحدیث این مقولہ بر زبان داشتہ اند کہ صدیق بجیش
اسامہ نامزد نبودہ و اگر کسے گفتہ محتمل است کہ از لباس ملبسین فریب خوردہ و
بخبث نیت شان پے نبردہ و شاید کہ چون ابوبکر برائے اہتمام تجہیز لشکر یا
برائے تشییع اسامہ ہمراہ او رفتہ باشد کہ عین جہاد فی سبیل اللہ و دروے دینی و
غمخواری بود مردم گمان بردہ روایت نمودہ باشند کہ او ہم زیر تامیر است
انتہی جس سے معلوم ہوا کہ مولویصاحب خود بھی علی الرغم اپنے اوستاد کے
قایل بمحکومیت شیخین نہین ہین یہان شاہصاحب کو ایسا بیوقوف بنایا کہ ثابت
کر دیا کہ اونہون نے دہوکہ کھایا اور ساتھی اسکے خلیفہ اول کا جہاد فی سبیل اللہ
بھی ثابت کر دیا کہ فقط اہتمام تشییع اسامہ سے مجاہد فی سبیل اللہ ہوگئے
لیکن نہ معلوم شہود شجاعت خلیفہ اول مین اسکو بھی کیون نہ شمار کیا بہرکیف
چونکہ خرافت تقریرات ازالۃ الغین کی تمامی اہلسنت پر بخوبی ثابت ہے
لہذا حاجت اسکے تردید کرنیکی اہلحق کو نہین ہے خواہ نکے اوستاد اپنے
اس نارشید شاگرد سے سمجھ لین گے اور اس بیوقوف بنانے پر جو مولویصاحب
نے بوجہ تسلیم و تصدیق بنایا گوشمالی واجبی دینگے کیونکہ شاہصاحب نے
بتصریح تمام بلا رو و کد ابوبکر و عمر و عثمان کو متعینان لشکر سے قرار دیا حتی کہ
ان لوگون کو کہا کہ ڈیرہ خیمہ لیکر منزل جرف مین پہونچے اور چاہتے تھے کہ کوچ
کرین کہ اسی اثنا مین خبر اشتداد مرض نے تہلکہ ڈالدیا بہرکیف ازانجا کہ
یہان گفتگو طولانی ہے کتاب تشیید المطاعن پر اس بحث کو محول کر کے مانحن فیہ
کیطرف رجوع کرتے ہین کہ یہ تقریری اس عہدہ پر بھی بالفرض و تسلیم مفید

صاحب منتہی الکلام

نہین ہے کیونکہ اگر اس عہدہ پر مامور بہی ہوتے تو یہ عہدہ بمقابلہ اوس عہدہ کے جو مالک بن نویرہ کو یا اسامہ کو حاصل تہا نہین ہو سکتا اسلیئے کہ جو سپہ سالار لشکر ہوتا تہا یا کہین کا سردار تو اہل لشکر وغیرہ اوسکے پیچہے نماز پڑہتے تہے اور اوسی کی اقتدا کرتے تہے اور کوئی علحدہ اوس سے نماز نہین پڑہتا تہا چنانچہ حضرت ابو ذر غفاری صحابی خاص رسول مقبول غلام حبشی مقرر کردہ عثمان کے اقتدا کرتے تہے اور کوئی اسکا قائل نہین ہو سکتا کہ وہ غلام حبشی حضرت ابوذر غفاری سے افضل تہا اسیطرح خود حضرت نے ابن مسعود کو نماز پڑہانے کا اکثر اپنی غیبت مین حکم دیا تہا کہ حضرات ثلثہ ہمیشہ اونکی اقتدا کرتے تہے اور آپ لوگ اونکی افضلیت کے بہ نسبت ثلثہ نہین قائل ہین بلکہ خود مولوی صاحب ناقل ہین کہ حضرت رسالت پناہ نے خلیفہ اول کے ساتھ اقتدا کیا اور اسیطرح عبد الرحمن بن عوف کے ساتھ اقتدا کو بہی یہ حضرات بیان کرتے ہین پس محض پیشنمازی جسمین انحضرات کے بیان عدالت بہی شرط نہین ہی بنا بر تحقیقات خود علماے اہلسنت نہ موجب فضیلت ہے نہ باعث خلافت ازینجاست کہ خلیفہ اول نے بعد حصول خلافت بکمال آرزومنت خلیفہ دوم عمر بن الخطاب کے لئے اسامہ سے کہا کہ انکو ہمارے پاس رہنے دو تاکہ معین صلاح ومشورہ امور خلافت رہین اور اگر اس سے بہی ہم قطع نظر کرین تو چند روز کے عہدہ پر مامور ہونے سے کوئی شخص اوس سے افضل نہین ہو سکتا جو سالہاے دراز سے ایک عہدۂ جلیل ومنصب عظیم پر فایز ہو اور بکمال امانت ودیانت اوسکو انجام دیتا ہو چہ جائیکہ یہ عہدہ بہ نسبت اوس عہدہ مستقلہ کے پست وخفیف بہی ہو پس معلوم ہوا کہ مالک بن نویرہ بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت کل فضائل ومناقب مین خلفاے ثلثہ سے افضل تہا

اور منتہاے کوشش اہلسنت کا اثر یہی ہوگا کہ افضلیت مالک کی بہ نسبت ابوبکر کے متنازع فیہ رہیگی کہ آخر مساوات پر صلح ہو جائیگی بخلاف خلیفہ دوم و سوم کے کہ یقیناً مالک بن نویرہ ان دونون بزرگون سے بنابر ان قواعد مذکورہ کے افضل و اولی قرار پائینگے پس ہرگاہ مولویصاحب کو دربارہ ارتداد اخلافی خلفاے ثلثہ وغیرہ کے جو مثل ادنی لشکریون کے محکوم غلام زادگان ہوتے تھے یہ استبعاد ہوتا ہی تو دربارہ ارتداد اوس شخص کے جو بمدارج ثلثہ سے یا اثنین سے افضل ہو کیونکر استبعاد نہوگا جو اس سلاطت لسانی سے ایسے شخص کو جو مالک خلیفہ دوم ہو مرتد و مورد حدیث اصحابی قرار دیتے ہین اور اگر اس سے بہی ہم قطع نظر کرین تو افضلیت مالک مین بہ نسبت معاویہ باغی کے تو کوئی عذر نہونا چاہیے کیونکہ بفرض تسلیم اگر دونون کو صحابیت مین مشترک فرمایے تو اسلام مالک یقیناً افضل تہا اسلام معاویہ سے کہ علاوہ تقدم اسلام مالک بر اسلام معاویہ غاویہ اسقدر صحابہ کے نصوص اسلام مالک پر موجود ہین بخلاف معاویہ کے کہ ہرگز اسقدر شہادتین اوسکے لیے نہین ہین اور اگر عذر بغاوت موضوعی مالک درمیان مین لادین کیونکہ منتہاے کوشش حضرات اہلسنت یہی ہے کہ مالک کو باغی قرار دین جیساکہ خود مولویصاحب نے تصریح فرمائی ہے چنانکہ منتہی الکلام مین صاحب مفاتیح سے ناقل ہین والصنف الاٰخر ھم الذین فرقوا بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ واقروا بالصلوٰۃ وانکروا الزکوٰۃ وھذا الصنف علی الحقیقۃ اھل البغی انتہی مختصراً یعنی قسم دوسرے مرتدین کے منکرین زکوٰۃ ہین کہ یہ لوگ حقیقۃ اہل بغاوت سے تھے پس اس بنا پر اگر مالک عمر افضل یا مساوی خلفاے ثلثہ نہوے تو ضرور افضل یا مساوی حضرت خال المومنین

تفضیل مالک بن نویرہ بر خلیفہ دوم و سوم

منتہی الکلام ۹۹

معاویہ بر
جیساکہ
از ابتداء
بغاۃ بودہ
کہ بغاوت
انصار
کہ منصوص
اور بفرض
جناب امیر
ارشاد
باغی
اور نیز
اہلسنت
مستند
کرتے ہین
سیکڑون
جناب امیر
حسن
اور چند
مجلد ثالث
وحیرت

تفصیل مالک بن نویرہ بر معاویہ

معاویہ بن سفیان ہونگے کیونکہ بتصریح شاہ صاحب معاویہ بھی باغی تہا
جیسا کہ تحفہ میں ہی اہلسنت قاطبۃ اجماع دارند بر آنکہ معاویہ بن ابوسفیان
از ابتداے امامت حضرت امیر لغایت تفویض حضرت امام حسن باو از
بغاۃ بود کہ اطاعت امام وقت نداشت الخ مگر فرق دونون مین یہ ہے
کہ بغاوت مالک کا صدر اول مین کوئی قایل ہی نہ تھا بلکہ سب صحابہ مہاجر و
انصار مسلمان کامل الایمان جانتے تھے جیسا کہ گذرا بخلاف بغاوۃ معاویہ کے
کہ منصوص من الرسول والصحابہ باجماع قاطبۂ اہلسنت یقینی وحتمی وجزمی ہے
اور بفرض تسلیم بغاوۃ مالک چند روزہ ہوئی اور بغاوۃ معاویہ ایام امامت
جناب امیرؑ سے لغایت تفویض جناب امام حسنؑ تک بقول شاہ جی کہ زاید
از شش سال ہوتا ہی اور نیز بفرض تسلیم مالک باغی مغلوب تہا اور معاویہ
باغی متغلب متصرف جسکی ذمہ ہزارون خون ناحق صحابہ مہاجر و انصار تہا
اور نیز مالک کا کوئی احداث بجز اسکے کہ خلیفہ اول کو زکوۃ نہ دیتا تہا حضرات
اہلسنت نہین ثابت کر سکتے حالانکہ یہ زکوۃ کا نہ دینا بہی بکتاب و سنت
مستند تہا بخلاف معاویہ کے کہ سیکڑون احداث اسکے خود اہلسنت بیان
کرتے ہین مثل اسکے کہ نفس رسول سے لڑا جو بمفاد حربک حربی عین کفر ہے
سیکڑون بلکہ ہزارون صحابہ کبار کو قتل کرایا سنت سب و شتم عیاذاً باللہ بنسبت
جناب امیرؑ اوسنے جاری کیا جو تا زمانہ عمر بن عبد العزیز جاری رہا جناب امام
حسنؑ سے آمادہ مقاتلہ ہوا اور حضرت ام المومنین عایشہ کو ناحق قتل کیا
اور چونے کے کوئیں مین گرا کر جان لیا کما فی روضۃ الصفا جسکی تفصیل عنقریب
مجلد ثالث مین مذکور ہوتی ہے انشاء اللہ تعالی پس کمال جاے تعجب
وحیرت ہے کہ ابوبکر کا باغی جسکی بغاوت بہی بخوبی ثابت نہین ہے اور خود

خلیفہ دوم اوسکو مسلمان باایمان جانتے ہون وکذلک دیگر صحابہ صرف بسبب اسکے کہ خلیفہ کو
اوسنے زکوۃ نہ دیا باغی و مرتد قرار دیا گیا اور زن و مال اوسکا غارت کیا گیا یہانتک
کہ مولوی حیدر علی نے بنا بر قول مشہور ہر کہ آمد امارتے نو ساخت ظلم
وستم خالد پر قناعت نہ کر کے یہ اضافہ کیا کہ مورد حدیث اصحابی بہی اسی مالک
خلیفہ دوم کو قرار دیا اور معاویہ باغی جناب امیر و امام حسنؑ کو جسنے ہزارون
صحابہ کو قتل کرایا اور بنص رسول باغی تہا بوجہ عداوت جناب امیرؑ وہ خال
المومنین و امیر المومنین بنا بلکہ خلیفہ راشد منصوص من اللہ فی الکتب
المنزلۃ قرار پایا بلکہ سہیم خلافت خاصہ مخصوصہ خلفاے ثلثہ ہوا جس خلافت
سے باین شد و مد شاہ ولی اللہ جناب امیرؑ کو عیاذاً باللہ خارج کرتے ہین جیسا
کہ ازالۃ الخفا مین ہے بہرکیف جب مالک وغیرہ مثل معاویہ باغی قرار
پایا تو ضرور ہوا کہ جو حکم معاویہ تہا لا اقل وہی حکم مالک عمر بہی قرار دیا جاے
اور حکم معاویہ معلوم ہے جیسا کہ خود شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین فرماتے
ہین تنبیہ سوم باید دانست کہ معاویۃ بن ابوسفیان یکی از اصحاب آنحضرت
بود و صاحب فضیلت جلیلہ در زمرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم زنہار در حق
او سوء ظن نکنی و در ورطہ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نشوی اور صاحب
صواعق محرقہ جنکو حق سابقیت بہی شاہصاحب پر حاصل تہا جیسا کہ
خلفاے ثلثہ کو معاویہ پر دہ کچہ اس سے بہی زیادہ مبالغہ فرماتے ہین
حیث قال وگفت نیز کہ ہر کس کہ شتم یکی ازین اصحاب کبار یعنی
ابوبکر یا عمر یا عثمان یا معاویہ یا عمرو بن العاص کنند و بگوید کہ ایشان بر
ضلال و کفر بودہ اند آنکس را باید گشت الخ بلکہ در بارہ یزید بہی ایسے
اطلاقات سے مانع ہین اور امام غزالی تو صلوۃ و سلام و مغفرت کی

صفحہ ۱۴۶ مقصد اول ازالۃ الخفا

صفحہ ۵۵ صواعق محرقہ [illegible]

مجوزہین اور شاہ عبد الحق جو صاحب صواعق کو متعصب فرماتے ہین
باوصف اس منصف مزاجی کے تکمیل الایمان مین فرماتے ہین بالجملہ سرحد
دار اسلام و سنت و جماعت رود تا معاویہ و عمرو بن العاص و مغیرۃ بن
شعبہ و اشباہ و امثال ایشانست الخ بالجملہ ان حضرات اہلسنت کو کب مناسب
ہے کہ معاویہ و یزید سے باغی متغلب کو خلیفہ بحق جانین اور مالک عمر کو جو مسلمان
باایمان تہا بوجہ ایک شبہہ کے جو بفرض و تسلیم شبہات دیگر صحابہ سے بدارج
کم تہا کافر و مرتد قرار دین اور اگر اس تفضیل یا مساوات مین اجتہاد معاویہ کو
پیش کرین تو اجتہاد مالک بہی خود امام فخر رازی کے کلام سے بنقل مولوی
حیدر علی ظاہر ہے کما مر کہ خلفا اوسکو قطع نہ کر سکے حالانکہ اجتہاد معاویہ کو بہی
متعصفین اہلسنت کم از اجتہاد ابن ملجم شقی نہین بتاتے جیسے ابن حزم نے
دعوے اجماع امت کیا ہے کما مر سابقا فی المجلد الاول اگر حضرات اہلسنت
اس تقریر سے میری جبین بجبین ہون اور بظاہر تمثیل ابن ملجم سے کچھ
تیوری چڑہائین منہ بنائین کہ کجا ابن ملجم اشقی الاولین و الاخرین کجا معاویہ
خال المومنین تو گو قابل التفات نہین بدیہیات کو سند کی حاجت نہین کیونکہ
معاویہ صاحب لڑے ہزارون جانین صحابہ و تابعین کی تلف ہوئین قصد
کیا کہ جناب امیرؑ کو قتل کرین کیونکہ جنگ کا نتیجہ یہی ہے گو وہ مقصد اوسکا
پورا نہو سکا اور ابن ملجم نے بلا کسی فتنہ و فساد و صف کشی کی جناب امیرؑ کو
شہید کیا پس مقصد معاویہ و ابن ملجم واحد ہوا فرق یہی ہے کہ معاویہ کو فوز
مرام نہوا اور یہ مراد ہی نامراد فائز بمرام ہوا بایں ہمہ یہ تمثیل ایجاد الملحق نہین ہے
بلکہ بعض اکابر اہلسنت کا مقولہ ہے چنانچہ علامہ نحریر محمد بن اسمعیل بن صلاح
الامیر روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ مین فرماتے ہین وما دعواہم الا اجتہاد

لمعاویۃ فی قتالہ الا کما ادعی ابن حزم ان ابن ملجم اشقی الآخرین مجتہد
فی قتلہ لعلی علیہ السلام کما حکاہ عنہ الحافظ ابن حجر فی تلخیصہ انتہی
یعنی معاویہ کے اجتہاد کا دعوی کرنا دربارہ قتال جناب امیر ویسا ہی ہے
کہ ابن حزم نے ابن ملجم اشقی الآخرین کے اجتہاد کا دعوے کیا ہے دربارہ قتل
جناب امیر المومنین جیسا کہ حافظ ابن حجر نے اپنی تلخیص مین نقل کیا ہے انتہی
اور یہ علامہ محمد بن اسمعیل کچھ ایسے ویسے عالم نہین ہین جنکی بات کو اہلسنت بادہوا
بتا ہین یا اونکو رافضی کہکر اپنی جان چھوڑائین کیونکہ مولوی عبد الحی صاحب
فرنگی محلی جو اہلسنت کے گویا خاتم العلما ہین اپنے رسالہ سعی مشکور مین بمقابلہ
مولوی محمد بشیر سہسوانی ہم مذہب اپنے اونکے کلام سے سند لاتے ہین اور
اس عبارت سے اونکا ذکر خیر فرماتے ہین دوم یہ کہ فاضل ربانی شیخ محمد
بن اسمعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی اپنے رسالہ تطہیر الاعتقاد عن
ادران الالحاد مین تحریر کرتے ہین الخ جس سے کمال توثیق اس علامہ کے
ظاہر ہے بلکہ طرہ اسپر یہ ہے کہ فاضل رشید رشید المتکلمین اہلسنت شاگرد
رشید شاہ صاحب تقاریر الحق سے کچھ ایسے دست پاچہ ہوئے ہین
کہ مجبور ہی اونکو بھی اجتہاد معاویہ مین قدح کرنا پڑا چنانچہ ثلث اخر ایضاح
لطافۃ المقال مین فرماتے ہین از انجا کہ مسئلہ اجتہاد والی شام مجمع علیہ
درمیان سنیان نیست مولانا نظام الدین شبستانی قدس سرہ در کتاب
صبح صادق شرح منار علی مانقل عنہ بعض الثقات انکار فرمودہ کیف
یکون من اشتبہ علیہ الربا وغیرہا مجتہدا کمعویۃ و عمرو بن العاص انتہی بلفظہ
اور اصل عبارت صبح صادق علی مافی تشئید المطاعن یہ ہے ومعاویہ ونحوہ
لم یکن مجتہدا وکیف یکون من اشتبہ علیہ حرمۃ الربا وغیرہا مجتہدا الخ لیکن

سعی مشکور

صـــ ۵ منتہی الکلام

معاویہ مجتہد نہ تھا اور کیونکر وہ شخص مجتہد ہو سکتا ہے جسپر حرمت ربا مشتبہ
رہی ہو انتہی بقدر الحاجۃ بالجملہ ہرگاہ فضیلت یا مساوات مالک بن نویرہ کی
خلفاے ثلثہ اور معاویہ سے بخوبی ثابت ہوئی تو اب اوسکے اجتہاد مین انکو کیونکر کلام
ہو سکتا ہے جیسا کہ مولویصاحب منتہی الکلام مین کہتے ہین آمدیم بر اثبات
تبدیل و تقصیر و احداث مالک بن نویرہ کہ بجہت انکار زکوۃ بر ذمہ او لازم فتاد
پس مخفی نماند کہ این بر اصول و روایات فریقین متیسر است و اثباتش از کتب
طرفین غیر متعسر اما اثبات آن از کتب امامیہ پس کتاب مجمع البحرین اینک
حاضر است مولفش در تحقیق لفظ ردت انچہ نوشتہ است ازان مانند سفیدہ
صبح صادق ہویدا و آشکار است کہ او باستماع خبر قیامت اثر وفات حضرت خیر البشر
منکر زکوۃ شد و بمقتضاے عدم رسوخ ایمان فرضیت زکوۃ را نظر بآیت
کریمہ خذ من اموالہم الخ و عدم لحاظ اقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ مختص بزمان
نبوت اعتقاد کرد و در محدث بودن مالک و احداث این قول و تبدیل ما تقرر
فی الشریعۃ الغراء حالت منتظرہ باقی نیست قال صاحب الکتاب المذکور
والرِدّۃ بالکسر والتشدید اسم من الارتداد و اصحاب الردۃ علی ما
نقل کانوا صنفین صنف ارتدوا عن الدین وکانوا طائفتین احدیہما
اصحاب مسیلمۃ والاخری ارتدوا عن الاسلام وعادوا علی ما کانوا
علیہ فی الجاہلیۃ واتّفقت الصحابۃ علی قتالہم وسبیہم واستولد علیٌ
منہم الحنفیۃ والصنف الثانی لم یرتدوا عن الایمان ولکن انکروا
فرضیۃ الزکوۃ وزعموا ان خذ من اموالہم خطاب مختص بزمانہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم و انشاء اللہ تعالی بعضے از عبارات و روایات دیگر کہ در اثبات
مقصود زیادہ تر مفید خواہد بود درین نزدیکی معروض خواہد شد و کسانیکہ اوزرا

باوجود ثبوت ردتش بالمعنی المذکور در کتب امامیہ بعلت اتحاد مذہب و
ملت مومن پاک اعتقاد پندارند اگر دعوی اجتہاد برائے اولغصب العین
وارند اثبات آنش بر ذمہ شان خواہد بود ما احسن ما قیل ؎ بگفتند نداد کسے
بانو کار شد ولیکن چو گفتی دلیلش بیار و بحمد اللہ کہ مملوکان مالک و طرفداران آن
بے نصیب و مالک بر اثبات اجتہادش قدرتی ندارند چہ اگر مالک ایشان اعتقاد
خالص بحقیت خلافت حضرت افضل الصدیقین نداشت جناب امیر المومنین
را امام بر حق و خلیفہ مطلق می پنداشت کما صرح بہ لتستری فی مجالسہ وغیرہ
وکلام المؤلف ایضا یشعر بذلک درین صورت نیز اطاعت عمال ابوبکر
صدیق و اعطار صدقات و مال زکوۃ بایشان تقلید المذہب الامامیہ رعایۃ
لوجوب التقیہ ضرور بود چون او از اختیار مسلک اثنا عشریہ دست کشیدہ در مخالفت
جناب مرتضوی و شیعیانش کہ بامر مقدس جہان مطاع لازم الاتباع بیعت بخلیفہ
اول نمودند کما فی البحار مصر کردید و قد تقرر فی خاتمۃ التجرید ان مخالفہ
فسقہ صاحبہ اجتہاد و استنباط مسایل شرعیہ ہمچو انکار زکوۃ از دلایل نقلیہ
کجا برائے او بر اصول امامیہ باقیماند پس انچہ بوے رسید از خدا رسید
زیادہ برین نیست کہ بجہت اشتباہ کافر نباشد لیکن ارتکاب کبیرہ بلکہ
اصرار ش برین امر بیست کہ بہر جائے خود مرصوص و از براہین یقینیہ مکشوف
بلکہ منصوص است انتہی اور ایسے مضمون کو مکرر بابوان مختلفہ دوسرے صفحہ
میں بھی بیان کیا ہے اور چند مقاموں پر اسکی طرف حوالہ دیکر مضامین عجیبہ
و ہفوات غریبہ تحریر کیئے از انجا کہ اکثر مطالب متعلق اسکے سابقاً اجمالاً و تفصیلاً
مرقوم ہوے لہذا بیان بطور اجمال چند امور ضروریہ پر اشعار تنبیہ کیجاتی ہے
پہلی دعوی اثبات تبدیل و تقصیر مالک بن نویرہ بالخصوص کیا ہے مگر نہ اپنی

صحیح بخاری سے اسکو ثابت کر سکے نہ کتاب مستطاب مجمع البحرین سے کیونکہ ان دونون کتابون سے فقط اسقدر ثابت ہوا کہ کچھہ لوگ مانع زکوۃ ہوئے گو یہ نہ ثابت ہوا کہ مالک بالخصوص منکر زکوۃ تہا جو مقصود اونکا ہے اور خود بیان کرتے ہین کا دلالۃ للعام علی الخاص اور مجمع البحرین مین کچھہ اسکا اشارہ بہی ذکر نہین ہے کہ یہ نقل صحیح ہے یا غیر صحیح مطلقا النقل مذکور ہی عام اس سے کہ صحیح ہو یا غیر صحیح مطابق واقع و تحقیق ہے یا محض بنا بر مشہور عام و دوسرا دعوی یہ ہے کہ مالک بن نویرہ بمجرد استماع رحلت سید البشر فرضیت زکوۃ سے منکر ہوا اور دلیل اسپر مجمع البحرین سے لاتے ہین حالانکہ مجمع البحرین سے نہ فوریت ظاہر ہوتی ہے نہ مالک کا منکر زکوۃ ہونا اور خود مولیصاحب ناقل ہین کہ بہت سے قبیلے منکر زکوۃ ہوئے تھے نہ فقط مالک پس یہ دعوی بہی ثابت نہوا تیسرے یہ کہنا کہ باوجود ثبوت ردہ جو مدعی اونکے اجتہاد کا ہو اوسکو ثابت کرے خود مولیصاحب کے بیان سے باطل ہے اسلئے کہ ردہ خود امر متنازع فیہ ہے اوسکا ثبوت کیونکر کہہ سکتے ہین باقی رہا اجتہاد پس خود ما بعد اسکے ناقل ہین اپنے فخر المتکلمین امام المتبحرین رازی سے کہ مالک نے آیہ خذ من اموالہم سے استدلال و احتجاج کیا سقوط فرضیت زکوۃ پر جیسا گذرا پس اگر یہ استدلال اجتہاد نہین تہا تو کیا تہا بیان کرین خالد بن ولید نے نہ کسی آیت سے جواز قتل مالک پر استدلال کیا نہ کسی حدیث سے اور نہ زوجہ مالک کے ساتھہ زنا کرنے پر کوئی استدلال کیا اسپر بہی وہ تو مجتہد ہو گیا اور مالک جو آیہ قرانی و حدیث رسول ربانی سے استدلال کرے تو وہ مجتہد نہو کبہی تو صدر اول مین ایسا اجتہاد کو شایع کرتے ہین کہ ہر شخص مجتہد بنگیا حتی کہ عمرو عاص و عائشہ حفصہ

صـ ۹۱ منتہی الکلام

بلکہ ملجم نامراد جیسا کہ گذرا کہ ابن حزم نے اوسکو باتفاق است مجتہد کہا بلکہ عمرو
بن سعد کو بھی مجتہد بنایا حالانکہ یہ دونون ابن ملجم و عمرو سعد صحابی بھی نہ تھے
اور یہان باوصفیکہ مالک اوسے صدر اول مین زمام ریاست کا مالک تھا اوسکے
اجتہاد مین یہ کلام ہے اس عکس مستوی کا کیا جواب ہے ادنی ادنی جاہل
عورتین تو خلیفہ ثانی کے روبرو اجتہاد کرین اور خلیفہ صاحب صرف اجتہاد کے
شایع کرنیکے لیے امر ناحق پر بھی سکوت کرین اور آپ مالک سے صحابی
رسول رئیس مقرر کردہ پیغمبر متولی صدقات کے بارے مین یہ عذر کرین
زیادہ دور نہ جائیے تحفہ صفحہ ملاحظہ فرمائیے کہ شاہ صاحب در بارۂ طعن مغالات
مہر فرماتے ہین جواب ازین طعن آنکہ سکوت عمر از جواب زن نہ بنا بر عجز او است
از جواب باصواب تا ثبوت خطائی او فی الواقع لازم آید بلکہ بنا بر کمال ادب
است با کتاب اللہ کہ در مقابلہ ان چون و چرا نمودن و فنون دانشمندی
خرج کردن مناسب حال اعاظم اہل ایمان نیست ایشانرا غیر از تسلیم و
انقیاد بظاہر الفاظ ہیچ راست نمی آید الی ان قال ازینجا انیقدر صحیح است
کہ گفت کل الناس افقہ من عمر الی آخرہ واین از باب تواضع و ہضم نفس و
حسن خلق است کہ زنی جاہلہ بتعمق بسیار ایتی را برائے مطلب خود بسند
آوردہ است اگر استناد او را بتوجیہات حقہ باطل کنیم دل شکستہ میشود و
باز رغبت باستنباط معانی از کتاب اللہ نمی نماید لا بد او را تحسین و آفرین
و خود را بجواب او معترف و قائل وانمایم کہ آیندہ او را و دیگرانرا تحریص
باشد بہ تتبع معانی قران و استنباط دقایق او و این تادب با کتاب اللہ و
حرص بر اشتغال مردم باجتہاد و استنباط از قران کہ ازین قصہ عمر و قصص
دیگر او ثابت میشود منقبتی است کہ مخصوص باوست دالاکرام رتبہ [illegible]

تحفہ اثنا عشریہ صہ ۱۹۵

گوارا میکند کہ اور انحضور اعیان واکابر زنی نادان قائل وملزم گردانند
واو سکوت نماید چہ جاے آنکہ اور انحسین وآفرین کند الخ اب اسکے فوائد
بھی قابل لحاظ ارباب انصاف ہین اول یہ کہ سکوت خلیفہ ثانی کو بمقابلہ اوس
عورت جاہلہ کے جسنے انکے حکم منع زیادتی مہر کو آیہ قنطار سے باطل کیا
باوصفیکہ بقول شاہصاحب یہ استدلال کرنا اوسکا ناحق تہا اور فرمان
خلیفہ صحیح وعین حق تھا شاہصاحب ازقبیل کمال تادب بکلام اللہ بیان
کرتے ہین آپ غور کرنا چاہیے کہ اگر مالک نے جو صحابی کریم شاعر رئیس مقرر
کردہ رسول تھا خلیفہ اول کے طلب کو ؤہ کو بآیہ قرانی منع لیا اور خلیفہ کچھ جواب
نہ دیسکے بلکہ خالد نے قتل کرڈالا تو یہ کس قسم مین داخل ہوگا دوم یہ کہ مقابلہ
قران مین چون وچرا کرنا اور رفنون وانشمندی دکھانا مناسب حال اعظم
اہل ایمان نہین ہے پس جو شخص بمقابلہ استدلال من القرآن قتل کروا ڈالے
وہ کیا ہوگا اور خلیفہ دوم جو قران کے معانی دریافت کرنے پر حد لگاتے تھے جیسا
ازالۃ الخفا مین ہو اوسکے کیا وجہ اور قدامہ بن مظعون نے جو بعد شراب پینے کے
اپنے سے سقوط حد پر آیہ قرانی سے استدلال کیا اور خلیفہ صاحب نے اوسکے
استدلال کو حضرت ابن عباس سے باطل کرایا تو اوسکے بارے مین شاہ جی
یہ کہین گے کہ مناسب حال اعاظم اہل ایمان نیست یا نہ کاش یہان بہی مالک نے
عباس آیہ سے استدلال کیا تہا اگر جواب نہ چلا تہا تو ابن عباس سے یا دیگر صحابہ
سے اوسکا جواب دلواتے اور اوسکا خون ناحق اپنے سر پر نہ لیتے سوم یہ کہ
اہل ایمان کو جب ظاہر الفاظ کے مقابلہ مین بجز تسلیم وانقیاد چون وچرا کرنا
غیر مناسب ہی ہے تو خلیفہ اول کو بمقابلہ ظاہر الفاظ قتل کرانا اور غارت کرانا
اور ہتک حرمت کرانا کب مناسب تہا لاأقل اگر تسلیم نہ کرتے جواب مقول

چہارم یہ کہ خلیفہ دوم کا اگر سکوت از قبیل ہضم نفس و حسن خلق تہا تو خلیفہ اول کے یہ حرکت قبیح کہ مالک کو قتل کرا دیا بیشک ظلم و عدوان ہوگا پنجم زنے جاہلہ بتعمق بسیار جو خلاف واقع ہے اور ایسے بدیہیات مین تعمق کے ضرورت نہ تہی اگر باوصف بطلان بقول شاہجی خلیفہ دوم نے قبول کر لیا اور تحسین و آفرین کیا تو استدلال مالک اگرچہ باطل ہو مگر زیادہ قابل لحاظ تہا ششم آنکہ قولہ اگر استنا داو برا بتوجیہات حقہ باطل کنیم دلیل اسکی ہے کہ اعتراض اوس عورت کا ناحق تھا اور ابطال اوسکا عین حق جو ذمہ خلیفہ دوم لازم تہا مگر بغرض ترغیب بر اجتہاد خلیفہ جی نے ترک کیا پس اسیطرح مالک کا استدلال بہی اگر ناحق تہا تو بہی واجب القتل نہ تہا بلکہ بغرض ترغیب بر استنباط معانی از قران اوسکے تحسین و آفرین کرتے نہ یہ کہ بلا جواب دیئے اوسکو قتل کرا دیتے اگر تحسین و آفرین نہ کرتے تو اوسکو معقول ہی کرتے اور اس استدلال کو ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے باطل قرار دیتے تب بہی ترغیب طرف استنباط کے زیادہ متصور تہے پس یہ قتل کرانا اصل شوق استنباط مسائل من کتاب اللہ کا خون بہانا ہے ہفتم استدلال مطلب ناحق کو بہی شاہصاحب استنباط فرماتے ہین اور استنباط عین اجتہاد ہے پس اس سے بہی اجتہاد مالک کا بنابر اصول اہلسنت صحیح ہوا ہشتم یہ کہ غرض عمر سکوت سے یہ تہی کہ آیندہ اوسکو اور دوسرونکو تحریص و ترغیب دلائین تتبع معانی قران اور استنباط دقایق پر پس اس بنیاد پر بہی مالک غیر مستحق قتل ہوا اور ظاہر ہے کہ استنباط دقایق جیسا اس صورت مین حاصل ہے یعنی استدلال مالک مین ہرگز اس عورت کے استدلال مین نہین ہے گو غلط ہو جیسا کہ بنابر تقریر شاہصاحب استدلال اوس عورت کا بہی غلط تہا

ثمّ اس سکوت عمر ہی کو تادب باکتاب اللہ فرماتے ہین پس قتل کرانا خلیفہ
اول کا مالک کو خلاف تادب باکتاب اللہ ہوگا دثمّ اس استدلال کو اوعمرت
سکے اور سکوت خلیفہ کو شاہصاحب فرماتے ہین وحرص بر اشتغال مردم باجتہاد
واستنباط از قران الخ جس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ امر ناحق پر استدلال
کیا جاسے اور استنباط ناحق ہو کہ اولحقہ سے باطل ہوسکے مگر یہ بہی اجتہاد
ہے اور خلیفہ دوم ایسے اجتہاد پر بہی حریص تھے پس اس سے بہی اجتہاد
مالک ثابت ہوا اور خلیفہ اول کا اوسکو قتل کرا دینا گویا روکنا ہے اشتغال
مردم کو باجتہاد واستنباط از قران پس الحمد للہ کہ ان وجوہ عشرہ سے یہ کلام
شاہصاحب اجتہاد مالک کا اور قباحت قتل جو خلیفہ اول سے سرزد
ہوا بخوبی ظاہر ہوا وہو المطلوب ہرگاہ ان فواید پر اطلاع حاصل ہوئی پہر
کلام مولویصاحب کیطرف رجوع کرتا ہون جو تیسرے یہ قول مولویصاحب
وبحمد اللہ کہ مملوکان مالک وطرفداران آن بے نصیب وہالک الخ عجب
حیرت افزا ہے کیونکہ مملوک مالک یا کہ طرفدار اوسکے تو خود خلیفہ دوم تھے
اور اونہین کو ایسا جوش وخروش تہا کہ پہلے تو اصل جنگ کرنے ہی کو روکا
تہا اور خلیفہ اول سے اسبارے مین بہت تکرار ہوئی کہ آخر خلیفہ اول نے
قسم کہایا کہ ہم ضرور لڑینگے بلکہ خلیفہ دوم کو کچہ سخت سست بہی کہا جیسا کہ
ازالۃ الخفا سے سابقاً مذکور ہوا اکثر صحابہ درین امر متوقف بودند تا آنکہ
فاروق اعظم از صدیق اکبر طلب فق نمود حضرت صدیق فرمود اجبار انت
فی الجاہلیۃ خوار فی الاسلام الخ اور بعد قتل ہوجانے مالک کے عمر نے
ابوبکر سے کہا کہ خالد کو رجم کرو کہ اسنے زنا کیا یا قتل کرو کہ اسنے مسلمان کو
قتل کیا یا معزول کرو مگر خلیفہ اول نے ہربار اجتہاد وخطای خالد

ازالۃ الخفا

ثابت کرکے تینون سوال خلیفہ دوم کو ہمرہ دکیا جیسا کہ کنز العمال وصواعق محرقہ وغیرہ سے سابقاً منقول ہوا جب یون خلیفہ دوم جیوبہ ہوئے تو جناب امیر کے پاس آئے اور حضرت کو او طلحہ وسعد بن ابی وقاص کو لیکر خلیفہ اول پاس گئے اور بطرفداری مالک کہا کہ قصاص لینا خالد سے ضرور ہے اور خلیفہ اول نے وہی جواب یا جیسا کہ مرۃ الزمان سے منقول ہوا اب خلیفہ دوم نے بجز صبر کچھ چارہ نہ پایا اور اس ظلم وستم پر خلیفہ اول کے اور اپنے مالک کے قتل ہو جانیکے رنج وغم مین بمنتظر لطائف غیبی صبر وتحمل سے بیٹھے رہے یہانتک کہ بمفادع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد اونکے صبر کا اثر نمایان ہوا اور مسند خلافت پر رونق افروز ہوے تو اول کام جوان سینون کے اس امام نے کیا یہی ہے کہ خلیفہ اول کے سیف اللہ کو معزول کیا یعنے خالد کو موقوف و مخذول کیا اگرچہ کسی مجبوری سے یاکسی وجہ خاص سے انتقام کامل مالک کا نہ لیا مگر موقوف ضرور کیا بلکہ مقید ومحبوس کیا اور ظن غالب ہے کہ جو اپنے قسم مین غائب ہوے یعنے فرمایا تہا خالد سے کہ واللہ لا جہنّک باحجارک اسکا علاج بکفارہ کر لیا ہوا اور جتنے لوگ قوم وقبیلہ سے مالک کے مقید تہی اون سب کو آزاد کیا اور مال اون لوگون کو واپس کیا پس اب مولوی صاحب کو اختیار ہے کہ اس مملوک مالک اور اس طرفدار بے نصیب وہالک کے بارے مین جو چاہین کہین لقیہ اصحاب کا کیا ذکر اور خود خلیفہ اول جنہونے مالک کے دیت بیت المال سے دلواے اس طرفدار مین اس بے نصیب وہالک کے مولوی صاحب مملوک مالک جو چاہین کہین

ما علینا الا البلاغ پانچوین اعتقاد خالص بحیثیت خلافت افضل الصدیقین

سنیہ نہ رکہنا مخصوص بمالک ہے نہین ہے بلکہ اکثر صحابہ بلکہ خود خلیفہ دوم کا بہی
عقیدہ ہے جیسا کہ جملہ انما کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ سے ظاہر ہے وقد یجی فیما بعد انشاء اللہ
چھٹین ہرگاہ بنا بر تصریح شاہ ولی اللہ وجملہ علمای اہلسنت حقیت خلافت دائر
تہے درمیان ابوبکر وجناب امیر علیہ السلام کے پس ضرور ہے کہ جب منکر خلافت
بکری ہوا جیسا کہ اہلسنت کا دعوے ہے تو معتقد خلافت حقہ علوی ہوا اور
قتل کرایا جانا اسکی دلیل قوی ہے ازینجاست کہ جناب امیر اور سائر بنی ہاشم
پر بہی یہی حکم خلیفہ اول نافذ تہا کہ اگر حاضری دربار سے انکار کرین تو قتل
کرنا جسکے تعمیل خلیفہ دوم نے آگ ولکریان لیجانیسے کی فرق یہی ہوا کہ جناب
امیرع کے کسی وجہ سے یا شاید بیعت جبری کرنیسے جان بخشی ہوئی اور مالک
کے لئے ایک دوسرا سبب یعنے خالد بن ولید کی شہوت پرستی محرک توہی
ہوئی کہ قتل ونہب وغارت سب کچہہ وقوع مین آیا۔ ساتوین اطاعت عمال
ابوبکر تقیۃً اوسوقت لازم تہے کہ خوف ضرر ہوتا اور ہرگاہ مالک حضرت عمر
اپنے مین استطاعت کامل پاتا تہا تو اوسوقت محل تقیہ نہین تہا اور بعد اسکے
کہ مکروفریب اور غدر خالد مین گرفتار ہوگیا کما ستعلم تقیہ کب بکار آمد تہا اور
خالد خلّد فی النار نے اونکے کسی عذر کی کب سماعت کی اور جائز ہے کہ
بیعت بکری اوسکے فہم مین عین الکفر بعد الایمان ہوا اور ایسی صورت
مین تقیہ ضروری نہین ہے بلکہ جائز ہے کہ تقیہ کرے یا راہ خدا مین
جان دیوے چنانچہ قصہ حضرت عمار اور پدر بزرگوار اونکے سے جو عہد رسول
مین ہوا ظاہر ہے کما فی البیضاوی والتفسیر الکبیر تحت قولہ تعالی

۵۲۳ تفسیر کبیر جزو خامس مطبوعہ مصر

الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان پس اس صورت مین دونون فعل
مستحسن تہا خواہ تقیہ کرنا یا ثبات اختیار کرنا اور ازانجا کہ تقیہ آیات قرآنی اور عبارات

صحیح بخاری سے کہ قال الحسن التقیۃ باقی ماض الی یوم القیامۃ ثابت ہے
اور خود شاہصاحب نے بہی تحفہ مین اوسکو بکمال تصریح صحیح و درست
کہا ہے تو اوسپر تعریض کرنا اپنے دین و ایمان کو برباد دینا ہے وقد یجی
فیما بعد مع ذلک اثبات اسکا کہ مالک نے تقیہ نہین کیا ذمہ مولوی صاحب لازم ہے
پہلے اسکو ثابت کرین تب جو چاہین کہین حالانکہ خود تاریخ طبری سے
بہ نقل شاہصاحب گذرا کہ مالک نے اپنی قوم کو متفرق کردیا تہا اور خالد نے
بطاح مین اوسکو نہ پایا اور صدقات اوسکی قوم سے لیکر روانہ خدمت
خلیفہ کیا پس اب طاعت عمال ابو بکر و اعطاے صدقات مین کیا عذر ہے
تقیۃً کان او حقیقۃً اور اس سے زیادہ واضح یہ ہے کہ خالد نے مالک
کی گرفتاری کے لیئے مکر و فریب بہی کیا اور بدغا و فریب اوسکو اپنے دام
مکر مین لایا یہانتک کہ ذمہ خدا و رسول و ذمہ خلیفہ و ذمہ خالد دیا کہ وہ بیچارہ
سومن سادہ دل دام مکر مین آگیا چنانچہ مرآۃ الزمان مین ہے فقال لہ خالد
یا ابن نویرہ ہلم الی الاسلام فقال مالک و تعطینی ماذا قال اعطیک
ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ و ذمۃ ابی بکر و ذمۃ خالد ان لا اجاوز علیک و
ان اقتل منک فاعطاہ مالک یدہ و خالد علی تلک العزیمۃ من ابی بکر
فی قتلہ فقال یا مالک انی قاتلک فقال لا تقتلنی فقال لا بد وامر بقتلہ
فتھیب المسلمون ذلک وقال المہاجرون اتقتل رجلاً مسلماً وقد اعطیتہ
ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ فقام ضرار بن الازور ممن نبی کر فقتلہ الخ یعنی خالد نے
کہا اے مالک بن نویرہ اسلام قبول کر مالک نے کہا تو تو ہمکو کیا دیگا خالد نے
کہا کہ ذمہ خدا و رسول اور ذمہ ابو بکر و خالد کہ تجہپر زیادتی نہ کرینگے اور درگذر
کرینگے پس مالک نے اپنا ہاتھ خالد کو دیا اور خالد اپنے اوسی عزم پر تہا

یعنے تقیہ جائز ہے روز قیامت تک

تشئید المطاعن جلد ۲ صفحہ ۱۲۰۶

از جانب ابوبکر کہ مالک کو قتل کرین پس خالد نے مالک سے کہا اے مالک
ہم تجھکو ضرور قتل کرینگے مالک نے کہا اے خالد ہمکو قتل نہ کر پس کہا خالد
نے ضرور ہے کہ قتل کرین اور قتل کرنیکا حکم کیا تمامی مسلمانون پر یہہ امر
نہایت گران ہوا اور مہاجرین نے کہا اے خالد تو اوس شخص کو قتل کرتا ہے
جسکو خدا اور رسول کی ضمانت دیچکا ہے پس ضرار بن ازور نے بحکم خالد مالک
کو قتل کیا انتھی اور وجہ قتل وہی ہے کہ خالد اولا حکم خلافت پناہ سے مجبور
اور ثانیا خود ایسا بادہ نخوت وغرور سے مخمور اور نشہ عشق ام متمم زوجہ
مالک مین چور تہا کہ وہ کب ان امور کو لحاظ کرتا از ینجا است کہ مالک نے
جب ہر طرح دیکہا کہ خالد قتل سے اوسکے باز نہین آتا باوصفیکہ عبد اللہ
بن عمر بن الخطاب اور اصحاب و ابو قتادہ انصاری نے اس بارے
مین بہت کچھہ گفتگو کی اور سب مہاجرین ہمراہیان خالد برہم ہوئی مگر خالد
نے ایک کی شنوائی نہ کی تب مالک نے کہا کہ اگر کچھہ نہین مانتا تو ہمکو ابوبکر
کے پاس بہیجدے وہ جو چاہی کری مگر خالد نے ایک نمانا جیسا کہ تاریخ
ابن خلکان مین ہے وکان عبد اللہ بن عمر و ابو قتادۃ الانصاری حاضرین
فکلما خالدا فی امرہ فکرہ کلامہما فقال مالک یا خالد ابعثنا الی
ابی بکر فیکون ہو الذی یحکم فینا فقد بعث الیہ غیرنا ممن جرمہ اکبر
من جرمنا فقال خالد لا اقلنی اللہ ان اقلتک وتقدم الی ضرار
بن الازور الاسدی لیضرب عنقہ والتفت مالک الی زوجتہ
ام متمم وقال لخالد ہذہ التی قتلتنی وکانت فی غایۃ الجمال
یعنے عبد اللہ بن عمر و ابو قتادہ انصاری نے جو حاضرین لشکر سے تہی بہت
کچھہ خالد سے اس مادہ مین کہا مگر خالد نے ایک نہ سنا تب مالک نے کہا کہ

صـ ۳۰ تشیید المطاعن

ہمکو ابو بکر کے پاس بہیجدے وہی جو چاہیں حکم کرین کہ جنکا جرم ہمسے بہی زیادہ
تہا تو نے اون لوگون کو ابو بکر کے پاس بہیجدیا ہے خالد نے کہا خدا
ہمسے در گذر نہ کرے اگر تجہسے در گذر کرین بعد اوسکے ضرار کو حکم دیا کہ
مالک کو قتل کرو تب مالک اپنی زوجہ ام متمم کی طرف متوجہ ہوا اور خالد
سے کہا کہ تو نے ہمکو فقط اسی غرض سے قتل کیا اور وہ عورت نہایت حسین
تہے انتہی پس معلوم ہوا کہ مالک نے بدرجہ مجبوری یہ بہی کہا کہ ہمکو ابو بکر
کے پاس بہیجدو مگر خالد نے یہ بہی نہ مانا کیونکر مانتا حالانکہ جانتا تہا کہ مملوک
مالک و طرفدار بے نصیب وہاں خلیفہ دوم وہان موجود ہین وہ اپنے
مالک کو کب قتل ہونے دینگے اور ہم اپنی خواہش نفسانی کیونکر پورا کرینگے
چنانچہ سابقاً یہہ بہی مذکور رہا کہ جب خالد مدینہ مین آیا تو اوسکو گمان ہوا
کہ ابو بکر بہی مثل عمر کے ناراض ہین ایک روز تنہائی مین جاکر ابو بکر سے ملاقات
کرکے راضی کیا جب وہان سے نکلا تو مسجد مین جاکر عمر سے کہا ای پسر حنتمہ اب نہ آو تب
عمر نے سمجہا کہ خالد نے ابو بکر کو راضی کرلیا اب معلوم نہین کہ مولوی صاحب کے نزدیک مالک نے کون دقیقہ اپنی
جان بچانیکا اوٹہا رکہا تقیہ بہی کیا قصد بہی کیا خلیفہ کے حضوری خدمت پر بہی راضی
ہوا جہین پور خلافت اور ابو قتادہ انصاری و کل مہاجرین بہی شفیع ہوے
اور ذمہ خدا اور رسول و ابو بکر کا بہی خیال دلایا مگر کچہہ مفید و سودمند نہوا اور
اون سب مرون پر ایک دلیل قوی یہہ بہی ہے کہ مالک ایسا بی قصور محض
تہا کہ خلیفہ ثانی نے باوصف واجب جاننے اطاعت ابو بکر کی اونکی مخالفت
کی اور اپنے مالک کے لیئے اوس طرفدار مالک نے بہت سے لوگون کو
خون ناحق کے بدلہ لینے کے لیئے شفیع گردانا اور بعد تعہد خلافت مال
و سبایا سب واپس کیئے اور خالد کو معزول کیا اور یہہ امور اور کسی منکر

زکوۃ کے بارےمین منقول نہین ہین پس معلوم ہوا کہ مالک یقینی مسلم
ومومن ودیندار تھا اور قاتل اوسکا گناہکار خاطی وزناکار وواجب
القتل وقابل سنگسار تھا آٹھوین اگرچہ اسی تقریر سے بقیہ تقاریر مولویصاحب
کا بطلان کالشمس فی النہار ہے مگر ذلک یہہ کہنا کہ اوسکو لازم تھا بیعت ابوبکر
کرنا بنابر اقتدا بجناب امیرؑ پس بالفرض تسلیم مولویصاحب اسکو ثابت کرین
کہ بیعت کرنا جناب امیرؑ کا قبل از قتل مالک ہوا اور اوسکو اسکا علم بھی حاصل
ہوا تا اقتدا کرتا اور یہہ امر محال ہے کیونکہ خود ناقل ہین کہ جناب امیرؑ نے
بعد وفات جناب سیدہ چھہ مہینہ کے بعد بیعت ابوبکر کی فخبت الجدار ثم النقش
نوین ہرگاہ امامیہ مالک کے اجتہاد کے قایل ہی نہین ہین تو اگر اجتہاد مالک
بنابر اصول امامیہ نہ ثابت ہو تو کیا مضایقہ ہے اصول موضوعہ اہل سنت
کی مطابق تو اوسکا اجتہاد ثابت ہوا پھر اوسکا قتل کیونکر جائیز ہوا دسوین
آنچہ بوی رسید از خدا رسید اعادہ قول خالد بن ولید زانی پلید ہی یہہ
تو عین عقیدہ آپ لوگ کا ہے عثمان کو بھی تو یہی کہئیے گا کہ آنچہ بوی رسید
از خدا رسید گیارہوین یہہ کہنا مولویصاحب کا زیادہ برین نیست کہ
بجہت اشتباہ کافر نباشد دلیل کمال خرافت ہے کہ اسمین اونکی اوستاد
بھی مبتلا ہوے ہین مگر فرق یہہ ہے کہ شاہجی مالک کو ایکدم کافر و مرتد حقیقی
بیان کرتے تھے جسکے بعد فرمایا مسلّم کہ مالک بن نویرہ مرتد نبود بخلاف
مولویصاحب کہ ابتدا سے کفر وارتد حقیقی مالک سے یہہ مملوک سعلوک
انکار شدید کرتے ہین اور بجز تبدیل وتقصیر بعض حقوق کے اور کسی
امر کا انپی مالک عمر کو مرتکب نہین جانتی چنانچہ تمامی منتہی الکلام
مین ایسے امر پر زور دیا ہے پس اب یہہ کہنا مولویصاحب کا کہ زیادہ

برین نیست کہ بجہت اشتباہ کافر بنا شد کیسا بیموقع دیجا ہے اس سے زیادہ کب آپکی نزدیک تہا جواب اپنی خلیفہ دوم کے مالک کی حق مین یہہ احسان جتاتے ہین ابتدا سے بحث یہی ہے فہذا مما یضحك الثواکل بہرکیف یہہ اشتباہ جسکے وجہہ سے آپ مالک پر یہہ احسان رکہتے ہین کہ اوسکو کفر سے بچاتے ہین دیکھنا چاہئیے کہ فقط مالک سے کو ہوا یا اور کسی کو بھی تو اوسپر بھی یہہ احسان رکھنا چاہئیے نہ یہہ کہ ایک ہی کو مورد احسان وزیر بار امتنان کرین جیسا بعد وفات رسول مالک کو سقوط فرضیت زکوۃ کا دہوکہا ہوا تہا ویسا ہی آپکی خلیفہ دوم کو بفور وفات سرور کائنات یہہ اشتباہ پیدا ہوا کہ حضرت نے رحلت ہے نہین فرمائی بلکہ مثل حضرت عیسٰی کے آسمان پر عروج کیا اور پھر مطابق مسلک روافض قایل رجعت تھی کہ پہر رجوع فرمائینگے کیونکہ بغیر استیصال منافقین رحلت آنحضرت غیر ممکن ہے بلکہ انکو اسپر ایسا جوش وخروش تھا کہ تلوار کہینچے بیٹھے تھے کہ اگر کوئی کہیگا کہ رسول نے دنیا سے انتقال فرمایا تو ہم اوسکو قتل کرینگے سبحان اللہ مالک کے انکار زکوۃ کے وجہہ تو یہہ بیان ہوتی ہے کہ اوسکو بصیرت کامل ایمان مین حاصل نہ تہی مگر خلیفہ دوم کے حق مین کیا ارشاد ہوگا کہ باوصف تلاوت آیہ کریمہ انك میت وانھم میتون انکار وفات رسول کیا کہ آخر اسماء بنت عمیس کے فہمایش سے سمجھ کہ نہین فی الواقع رسول نے انتقال کیا کما فی مدارج النبوۃ جس سے انکار قرآن بہی لازم آیا ومنکر القرآن کافر اگر یہان بھی وہی بے بصیرتی کا عذر کرین جو دربارہ مالک پیش کرتے ہین جیسا کہ حسب افادہ علامہ عینی وعسقلانی انکی بے بصیرتی ثابت ہے تو ممکن ہے فحالھما واحد ومثل لمالك ھذا الیضاح تدا اسیطرح ابی بن کعب ور ابن

اشتباہ عمر مثل اشتباہ مالک بن نویرہ

مسعود کے اشتباہ کو دربارہ قرانیت حمد ومعوذتین ناقل ہین
جسکے وجہہ سے اصل تواتر قرآن باطل ہوتا ہے اسیطرح حضرت
ابن عباس کے اشتباہ دربارہ رویت پروردگار کے ناقل ہین
وغیرہم من الاصحاب الکبار کما ھو مسطور فی دفاترھم پس بالفرض ایسے اشتباہ مین
یہہ کل حضرات مشارک مالک ہوئے پھر تخصیص مالک کے کیا وجہہ
اور اوسیکو بالخصوص مورد حدیث اصحابے قرار دینے کا کیا باعث
اسلیئے کہ بفرض تسلیم اوس سے ایک احداث ہوا پس یہہ ایک فرد
ہوگی افراد احداث و تبدیل و تغیر و تقصیر حقوق سے جیسا کہ خود
مولویصاحب نے بہی لکہا ہے کہ بعض اوسکے مالک مین پائی گے
اور بعض فردین دیگر صحابہ مین پس حال مالک و عمر بن الخطاب
وغیرہ جنسے تبدیل حقوق و تقصیر بعض حقوق ہوئے خواہ بسبب شکوک کے
یا بسبب غلبہ نفس امارہ کے مساوی ہوا پس اصل تبدیل و احداث
مین یہہ سب لوگ مساوی ہوئے پس حضرت عمر بہی مصداق حدیث
اصحابے کیون نہونگے اور اگر یہہ شبہہ ہو کہ چونکہ مالک بن نویرہ ایک
صحابی کے ہاتہہ سے قتل ہوا تو وہ یقینی مرتد ہوا بخلاف اورون کے
تو یہہ خیال محض خام ہے کیونکہ مجرد قتل کیا جانا اگرچہ بدست صحابے
ہو عقلا خواہ نقلا نہ مثبت صحت قتل ہے نہ مستلزم احداث و ارتداد
دیکہیئے خود شاہصاحب تحفہ مین فرماتے ہین اسے طعن مالک مین
و در حضور جناب پیغمبر ہمین خالد بن ولید صد ہا را از مسلمانان مفت
بہ شبہہ ارتداد کشتہ بود و آنحضرت اصلا متعرض او نشدہ چنانچہ
باجماع اہل سیر و تواریخ ثابت است قصہ اش آنکہ جناب پیغمبر خالد

ص ۲۵۰ منتہی الکلام

ص ۵۲۴ تحفہ اثنا عشریہ

خالد را بر لشکری امیر کرده فرستادند و او بر قومی تاخت و انہا اسلام
اورده بودند لیکن ہنوز قواعد اسلام را درست نداشته و ر وقتیکه مشغول
بقتل انہا شدند در مقام اظہار اسلام این کلمه از زبان شان بر آمد که صبانا
صبانا یعنے بیدین شدیم مراد آنکه از دین قدیم خود توبه کردیم و باسلام
در آمدیم خالد بکشتن ہمہ انہا امر فرمود عبد اللہ بن عمر که یکے از متعینان
خالد بود یاران و رفیقان خود را تقید کرد که این مردم را اسیر دارید و نه
کشید چون بحضور جناب پیغمبر رسیدند و این ماجرا اظہار کردند جناب
پیغمبر برآشفت و بسیار افسوس کرد و گفت اللہم انی ابرأ الیک مما صنع
خالد الخ حالانکہ تناقض اسکا بہی ظاہر ہے کہ شروع مین فرماتے ہین
اصلا متعرض نشده اور اخیر مین تحریر کرتے ہین کہ جناب رسول خدا
نے فرمایا اللہم انی ابرأ الیک اسکو شاہ جی کوئی شے بہی نہین تصور کرتے
معذلک وہان آثار و علامات سے معلوم ہوا کہ فقط اشتباہ سے
قتل ہوا اسوجہ سے حضرت نے اوس سے قصاص نہین لیا. بخلاف
قتل مالک کے کہ بالیقین خلیفہ اول کو معلوم ہوا کہ خالد نے محض براہ
بد نفسی و شہوت پرستی قتل کیا بہر کیف جب ایسے جاہلون کے ہاتھ
سے قتل ہونا ثبوت ارتداد و تقصیر حقوق نہین ہوا کہ اُن لوگون کو شاہ
صاحب نے یقینے مسلمان کہا اور رسول خدا نے اوسپر تاسف کیا تو
قتل مالک کے بارے مین یہہ قتل کیونکر مثبت ارتداد ہوا حالانکہ خود
شاہجی بہی قتل مالک کو از قبیل شبہہ قرار دیتے ہین پس حال ان
مقتولین کا و مقتولین عہد رسول بنابر تقریر شاہصاحب مساوی
ہوا پہر ایک کو مرتد کہنا اور دوسرے کو مسلم کہنا یا اون کو مورد حدیث

اصحاب سے کہنا نہ انکو بلاوجہ ہے پس معلوم ہوا کہ بنا بر اس تقریر کے بھی
نفس اشتباہ مالک دربارہ زکوۃ و اشتباہ دیگر صحابہ مثل عمر وغیرہ مساوی
ہوا پس ایک کو مورد حدیث قرار دینا نہ دوسرے کو یقینا محض ناانصافی
ہے ازینجا است کہ صاحب نہایہ و مجمع البحار و صاحب استیعاب
نے ایسون کو بھی اوسے حکم مین داخل کیا ہے کما سیجیء من بعد انشاء
بارہوین بفرض تسلیم کہ مالک مرتکب کبیرہ ہوا جب کل مرتکب کبیرہ کا فواجب
القتل ہونا بدلیل و برہان ثابت کیجے تب البتہ یہہ دعوی پیش کر سکتے
ہین وہو غیر صحیح فالحمد للہ کہ کل تقاریر مولویصاحب دربارہ مالک
واحداث وارتداد باطل ہوے اور اجتہاد اوسکا بنا بر مسلک سنیہ
باوضح برہان ثابت وقائم ہوا فالحمد للہ حمدا جزیلا واضح رہے
کہ مولویصاحب نے اس عبارت کو قبل نقل عبارت جناب سید
اعلے اللہ مقامہ درج کتاب کیا تہا مگر فقیر نے بغرض مناسبت اس
عبارت کو بعد ذکر فضایل و مناقب مالک خلیفہ دوم یہان درج کیا
اب مولویصاحب بغرض براءت خلیفہ دوم الزام اعتراض بر خلیفہ اول
سے فرماتے ہین محققین اہلسنت کثرہم اللہ فی العالمین در کتب کلامیہ اثبات
نمودہ اند کہ حضرت فاروق بجہت عدم اطلاع بر تفصیل حقیقت حال
چنین فرمودہ بودند معذلک رجوع او ہم بمرتبہ شیاع و ذیاع رسیدہ
واغماض از قصاص در آوان فرمان روائی خود نیز دلیل این مدعا
است کما لا یخفے وازینجا است کہ باقر مجلسی در عدم قصاص و ضرب
حد فاروق را با صدیق شریک دانستہ چنانچہ عبارت حق الیقین در
بیان وجوہ طعن بر ابوبکر صدیق باین مقصود ناطق است وہی ہذہ

صفحہ ۱۰۱ منتہی الکلام

یکی انکہ خالد را بعوض مالک قصاص نکرد و دیگر آنکہ عذر ناکہ خالد با زن مالک
کرد اقامت ننمود و دیگر انکہ خون سایر مقتولین را باطل کرد و قصاص
و دیت شان را نگرفت و درین کارہا عمر با او شریک است و در تضییع
قصاص مالک از خالد عمر شریک غالب است انتہی مگر ناظرین باتمکین
پر خرافت اس کلام کی ظاہر ہے کیونکہ ہرگز عمر نے اپنی رای سے رجوع
نہ کیا ہان زمانہ خلیفہ اول مین بمجبوری ساکت رہے اور بعد خلافت
اول کام یہی کیا کہ خالد کو منصب امیر الامرای سے معزول کیا اور مال
وسبایا اون مانعین زکوۃ کو واپس کردیا جیسا کہ ملل ونحل سے سابقا
مذکور ہوا اور کیونکر رجوع کرتے خلیفہ دوم کہ خود خلیفہ اول نے بہی
اس قتل کے ناحق ہونیکا اقرار کیا جیسا کہ جملہ تاول فاخطاء سے
ظاہر ہے اور اس سے بڑہکر دلیل ساطع یہہ ہے کہ خلیفہ اول نے
بتصریح شاہصاحب مالک کے دیت بیت المال سے دلوای پس
اگر قتل مالک حق پر ہوا ہوتا تو یہہ دیت کیونکر دیجاتی باقی رہا یہہ کہ عمر
نے خالد کو قتل کیون نہ کیا پس جواب اسکا ذمہ مولوی صاحب ہے
نہ ذمہ اہل حق کیونکہ اہل حق تو ہمیشہ خلیفہ ثانی کو یہی الزام دیتے رہے کہ اگر
رجوع طرف رائے ابوبکر کے کیا تھا تو رد اموال و اساری و اطلاق
محبوسین کیون عمل مین لائے اور اگر اپنی رای سابق پر تہے تو باوجود
قدرت و اختیار تام اپنے عہد مین قصاص اپنے مالک کا کیون نہ لیا
اور خالد خلد فی النار کو کیون قتل نہ کیا اسکی کچہہ توجیہ مولویصاحب کو
لازم تہی اور بغیر کسی وجہ وجیہ کے فقط عذر رجوع سے خلیفہ صاحب کے
جان نہین بچتی بالجملہ بجد شیاع و ذیاع پہونچنا رجوع کا فقط مولویصاحب

کے زبان خرافت بیان سے ہے ورنہ کتب معتبرہ مثل ملل ونحل وصواعق
وغیرہ سے رد سبایا بحد ذیاع وشیاع پہونچا ہے کہ وہ دلیل عدم الرجوع
ہے اور قتل خالد کچھ انتظام ملکی ومالی مین خلل انداز ہوگا اسلئے عمل مین
نہ آیا اور یہ بات بھی خیال مین آئی ہے کہ حضرت خلیفۂ اول کا دیت مالک
دلوانا اور تاول فاخطاء فرمانا یہ سب محض بلحاظ خلیفہ ثانی تھا اسلئے کہ
مالک اونکی بڑے پیارے دوست تھے ورنہ مسلم مقتول بالخطاب کے
اموال کو تقسیم مسلمانان کرنا اور سبایا کو مثل سبایائی کفار کے غلامی
وکنیزی بانٹنا کس اجتہاد اور کس شریعت مین جائز ہو سکتا ہے اوسی طرح
سے خلیفہ ثانی نے بھی اپنے عہد خلافت مین بلحاظ عدل عمر ولو تقدیرا
اسارا اور اموال کو حدود دستر تک سے رد کرایا مگر بلحاظ خلیفہ
اول کہ اونہین کے عنایت سے خلافت ہاتھ لگی تھی بمقتضائے ہل جزاء
الاحسان الا الاحسان قتل خالد سے در گذر کیا کہ جانتے تھے کہ خالد
اونکا بڑا پیارا دوست تہا اور ہو سکتا ہے کہ کہا جاوے چونکہ زور
خالد کا خلیفہ صاحب پر بچپنے سے ثابت تھا اور رعب اوسکے اونکے
دل پر چھائے ہوئے تھے اسوجہ سے جرات اسکی نہوئی ہوگی کہ قتل
کرین کیونکہ خالد نے خلیفہ کے ایک ٹانگ سن طفولیت مین توڑدی تھی
چنانچہ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون حلبی مین ہے قیل واصل العداوۃ
بین خالد وبین سیدنا عمر علی ماحکاہ الشعبی انہما وہما غلامان تصارعا وکان
خالد اقوی فکسر خالد ساق عمر فعولجت وجبرت ولما ولی سیدنا عمر علی الخلافۃ
اول شیئ بدء بہ عزل خالد لما تقدم وقال لا یلی لی عملا ابدا انتہی یعنی باعث اصلی
عداوت کا درمیان خالد اور عمر کے یہ تھا کہ بنا برحکایت شعبی یہ دونون لڑکپنے مین کشتی لڑے

تھی خالد عمر سے زیادہ مضبوط تھا پٹک دیا اور عمر کے ٹانگ ٹوٹ گئی مرہم
پٹی سے پیر اچھا ہوا جب خلافت ملی تو سب کامون سے پہلے یہی کام
کیا کہ خالد کو موقوف کیا پس وہی خوف باعث ہوا ہوگا کہ جرات قتل پر
نہ کر سکے اور موید اسکے ہے وہ روایت کہ جب حسب الحکم خلیفہ ابو عبیدہ نے
بلال کو حکم دیا کہ خالد کو عمامہ سے اوسکے سر کے باندہو تو خالد نے بلال کو
گالی دی آخر یہہ خبر بھی بارگاہ خلافت مین پہونچی تھی پس خلیفہ کو قتل
خالد کے جرات نہوئی ہوگی کمافی مرآۃ الزمان اور نیز زمانہ ابو بکر مین بھی تو
بدرجہ ثالثہ یہی استدعا کے تھی کہ اگر نہ قتل کرتے ہو نہ رجم کرتے ہو تو
معزول ہی کرو مگر ابو بکر نے نمانا پس وہی آخری سزا جاری کی کہ
اوسکو موقوف کیا اور عمامہ سے محبوس بھی کر دیا مگر سب دور سے دور سے
نہ روبرو وحضور سے باقی رہا یہہ امر کہ یہہ معزولی کس سبب سے تھی آیا اسوجہہ
سے کہ خالد جناب خلافت مآب کو ہمیشہ بنظر حقارت دیکھتے تھے اور بنام
مادر گرامی نجیبۃ الطرفین خلیفہ کو یاد کرتے تھے جیسا کہ مُرۃ الزمان مین ہے
کہ خالد عمر کو اعیسر ابن حنتمہ کہتے تھے یا بوجہ عداوت قدیمہ جیسا کہ کتاب
مذکور مین ہے کہ جب عمر نے مال خالد کو تقسیم کرا لیا حتی النعل تو لوگون
نے کہا ھذہ واللہ عداوۃ پس مورخین کے نزدیک قول راجح وارجح
یہی ہے کہ بوجہ قتل مالک بن نویرہ خلیفہ دوم نے خالد کو معزول
کیا چنانچہ مرآۃ الزمان مین ہے وکان اکبر ذنوب خالد عندہ قتل مالک
وکان یحث ابابکر علی عزلہ ویحرص علی قتلہ بسبب قتلہ لمالک وکان ابو بکر
یتوقف فلما مات ابو بکر وولی عمر قال واللہ لا یلی لی خالد ابدا
انتہی ملخصاً یعنے سب سے بڑا گناہ خالد کا عمر کے نزدیک قتل مالک تھا

اصل سبب معزولی خالد ہے

اختلاف در وجوہ عزل خالد از خلیفہ دوم

که ابو بکر کو بهی عزل خالد پر اماده کرتے تھے مگر وه متوقف رہے بعد
وفات ابو بکر جب خود عمر خلیفه ہوئے تو کہا واللہ کبهی خالد ہمارے کسی کام کا
متولے نہین ہو سکتا پس معلوم ہوا که خلیفه ثانی جیسا شروع مین اس
قتل کو ناحق جانتے تھے ویسا ہی بعد حصول خلافت بهی بلکه تادم مرگ
تمنا کرتے تھے کاش رسول سے پوچھے ہوتے اور مال کا واپس کرنا
قیدیون کا آزاد کرنا خالد کا معزول کرنا یہه سب برہان ساطع و دلیل قاطع
ہے اس امر پر که وه اپنی راے پر باقی تھے اور رحمه الله یہه دعوی خود
مولویصاحب کے بیان سے بهی باطل ہے کیونکه مولویصاحب سابقاً
صحیح بخاری سے ناقل ہین که جب ابو بکر نے چاہا مالغین زکوة سے جنگ
کرنے کو تو اوسیوقت عمر نے مناظره کیا اور آخر مین عمر نے بهی قول ابوبکر
کے متابعت کے پس ہرگاه پہلی ہے مناظره ہو چکا تها اور بحث طے
ہو گئی تهی تو پهر مخالفت کیسی که بعد قتل اپنے مالک کے یہه شور و شغب
مچایا اور ہمیشه خلیفه سے اصرار کرتے رہے که خالد کو قتل کرو یا رجم کرو یا
عزل کرو اور بعد خلافت وہی کیا تو اب بخوبی معلوم ہوا که پہلا مناظره
دربارهٔ عموم مالغین زکوة تها که راے ابو بکر کے موافق ہو گئے یہه دوسری
مخالفت ہے بعد قتل اپنے مالک کے جو مدة العمر بنے رہے باوصف
سزاے خالد چونکه سزاے کافی اور قصاص شافی نہین لیا دل مین خلش رہا
کرتے تھے باقی طعن جناب علامه مجلسی وه اپنے حال پر ہے اوسکا دفعیه
بیشک نہین ہوا اور نه قبول اون مطاعن سے رجوع خلیفه دوم کا
ثابت ہو سکتا ہے جو اس افتخار سے مولویصاحب اوسکو نقل
کرتے ہین کیونکه یہه قول خلیفه دوم که خالد کو معزول و محبوس کیا

اگرچہ مفید ثبات راے خلیفہ دوم ہے دربارہ جرم خالد بقتل مالک
مگر مفید گلو ے خلاصی خلیفہ دوم نہین ہے کہ اونھون نے حد خدا کو
معطل کیا اور خالد کو قتل و رجم نہ کیا خواہ بوجہ خوف از خالد ہو یا بغرض
رعایت حقوق خلیفہ اول کہ خالد اونکے بڑے چہیتے اور پیارے
تھے چنانچہ ایسی ہی رعایت خلیفہ سوم نے دربارہ عبد اللہ بن عمر قاتل
ہرمز کے جو بتصریح شاہ ولی اللہ اول وہن و علامت ضعف
خلافت خلیفہ سوم تھا کما فی ازالۃ الخفا فلیس ہذا اول قارورۃ کسرت
فی الاسلام بعد ازین چونکہ صاحب وجیزہ نے مقدمہ تحفۃ النوادر ملا حسین
کاشفی سے یہہ عبارت نقل کی ہے و راے عمر بن الخطاب بران
قرار گرفت کہ اسارا و اموال ان طایفہ را کہ زکوۃ نیدادند باز دہد
و گروہی کہ اوقات خلافت صدیق محبوس بودند رہا فرماید جس سے
بقا خلیفہ دوم کا اپنے مخالفت سابقہ پر ظاہر ہوتا ہے اور بطلان
قول مولویصاحب لازم آتا ہے کہ قائل برجوع خلیفہ ہین لہذا اس
عبارت تحفۃ النوادر پر بھی مولویصاحب معترض ہین چنانچہ فرماتے ہین
حاجتی بذکر روایت ملا حسین کہ حالش منکشف می شود باقی نماندہ
بروایت معتبرہ اہلسنت ثابت فرمانید کہ فاروق اعظم بر نکیر خود
اصرار داشتہ پس چرا انہمہ کلفت بجمع امثال این روایات می باید
کشید مگر در ذہن حضرت تسنن ملا حسین راسخ و ثابت گشتہ کہ بر
دامنش دست انداختہ بالزام سنیان پرداختہ الخ مگر الحمد للہ
کہ فقیر نے پہلے ہی مطابق دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ کتاب ملل و نحل
علامہ شہرستانی سے اس امر کو ثابت کر دیا کہ خلیفہ دوم اپنی اوسی

ازالۃ الخفا صہ

منتہی الکلام صہ ۱۰۱

ملل ونحل صـ ۱۳
مطبوعہ لندن

رائے پر بعد حصول خلافت بھی باقی رہے وھذہ عبارتہ الخلاف
السابع فی قتل مانعی الزکوٰۃ فقال قوم لا تقاتلھم قتل الکفرۃ و
قال قوم بل تقاتلھم حتی قال ابوبکر لو منعونی عقالا مما اعطوا
رسول اللہ ؐ لقاتلتھم علیہ ومضی بنفسہ الی قتالھم ووافقہ الصحابۃ
باسرھم وقد ادی اجتہاد عمر فی ایام خلافتہ الی رد السبایا والاموال
الیھم واطلاق المحبوسین منھم وقریب منہ ما فی الصواعق
اور در منثور سیوطی سے بھی تا دم مرگ اس عزم پر باقی رہنا ظاہر ہوا
اور یہہ کتابین ایسی نہین ہین کہ محتاج ذکر توصیف و تعریف ہون ہان
اگر امثال شہرستانی وغیرہ کو بھی مولویصاحب رافضی قرار دین تو یہہ
امر دیگر ہے حالانکہ ملا حسین کاشفی بھی ایسے نہین ہین کہ مولویصاحب
اونکو رافضی یا شیعہ کہین کیونکہ صاحب صواعق محرقہ ابن حجر مکی
جنکے محدثیت اور تعصب مشہور ہے اور شاہ عبد الحق اونکو افضل
علمائے مکہ در زمان خود بیان کرتے ہین صواعق محرقہ مین اونکے

صـ ۶۳

کلام سے استدلال کرتے ہین بلکہ ان الفاظ کے ساتھہ یاد کرتے ہین
ومؤید انیقول است آنچہ افضل المتاخرین مولانا حسین کاشفی در تفسیر
خود در این آیہ نقل کردہ اندالخ پس جسکو ابن حجر کے افضل المتاخرین
کہین اوسکے بارہ مین قدح کرنا بجز مولویصاحب کس سے ممکن ہے
بعد اوسکے مولویصاحب رفع خلجان عوام کے لئے جو حرکات شنیعہ
خالد بن ولید سے پیدا ہوتے ہین فرماتے ہین عوام را خلجان می شود
خالد بن ولید ہم از زمرہ طیبہ اصحاب کرام است اورا باین لفظ شنیع
وکلام فظیع یاد کردن چہ معنے داشتہ باشد. واز آلہ این

وہم برین نہج است کہ صحابہ کبار را اگرچہ خلفائے راشدین باشند
از حقیقت بشری منزہ نباید فہمید الخ پس بیشک یہہ جملہ نہایت صحیح ہے
ہم لوگ بھی ایسا ہی کہتے ہین کہ ایسا ہی سمجھنا چاہئے نہ یہہ کہ سبکو عادل
وقطعی المغفرہ یقینی جنّتی پس ہرگاہ بنابر تقریر اپکے وہ لوگ حقیقت
بشری سے منزہ نہین ہین تو پھر آپکو کیا عذر ہے جو آپ اونکی غلبہ ہوا
وحرص وبغض وعناد کو نہین قبول کرتے جو حقیقت بشری مین داخل
ہے حالانکہ رسول مقبول نے بنصّ صریح فرمایا کہ تملوگ تحاسد وتباغض
کروگے چنانچہ ویسا ہی انھون نے کیا کہ حقوق اہلبیت طاہرین ع کو
بجبر وقہر وغصب وعدوان غصب کیا اور اونکو محروم کرکے
خود خلیفہ بن بیٹھے جسپر سیکڑون نصوص صریحہ موجود ہین سبحان اللہ
خالد بن ولید کے اصلاح کے لئے حقیقت بشری کا پردہ ڈالا
جاتا ہے اور جب خلفا کے بارہ مین وہی حقیقت بشری دکہائے
جاتے ہے تو محالات واستبعادات پیش کئے جاتے ہین یہہ کونسا
انصاف ہے اگر اونکے بارہ مین بھی حقیقت بشری قبول کیجائے
کہ بسبب حقیقت بشری وغلبہ حرص وہوا کے اونسے یہہ سب امور
سرزد ہوے اور حقداروں کی حق تلفی کی گئی تو سارا قصہ نزاع
شیعہ وسنی کا فیصلہ ہوجاتا ہے باقی رہا یہہ جملہ مولویصاحب کا کہ
خالد بن ولید از زمرۂ طیبہ اصحاب کرام ست او را باین لفظ شنیع
وکلام فظیع یاد کردن چہ معنی داشتہ باشد پس دلیل کمال خرافت
ہے کیونکہ جو عبارت صاحب وجیزہ نے صاحب مقصد اقصے سے
نقل کیا اوسمین نہ کوئی لفظ فظیع ہے نہ کوئی کلام شنیع چنانچہ

وہ عبارت بنقل خود مولویصاحب یہہ ہے و صاحب مقصد روایت کردہ چون تفاصیل این قصہ بمدینہ رسید عمر گفت ظلم کرد دشمن خدا کہ مردے را از مسلمانان بکشت و زن او را گرفت اسمین تو کوی ایسا جملہ نہین ہے جو کلام شنیع ہو اگر دشمن خدا کیطرف اشارہ ہے پس یہہ تو سخن نکتہ خلیفہ صاحب تھا سیکڑون صحابہ کو بلفظ عدو اللہ یاد کرتے تھے بلکہ خود انہین خالد کے بارےمین شاہصاحب ناقل ہین کہ جناب رسالت مآبؐ جب انکے کشت و خون مسلمانان پر واقف ہوئے تو حضرت نے فرمایا اللھم انی ابرء الیک مما صنع خالد یعنے حضرت نے خالد سے تبرا فرمایا اور اس تبرا کو شاہصاحب نے ایسا سہل سمجھا کہ فرمایا و آنحضرت اصلا متعرض او نشد پس ہرگاہ رسول کے تبرا کرنیسے عوم کو دربارہ صحابہ کچھہ خلجان نہین ہوتا تو خلیفہ دوم کے یا عدو اللہ کہنے سے کیونکر خلجان پیدا ہوگا طرہ اسپر تو یہہ ہے کہ خلیفہ دوم نے خالد کو زانی بہی فرمایا ہے عدو اللہ بہی کہا جیسا کہ سابقا مذکور ہوا بعد اسکے جو مولویصاحب بحوالہ اپنے رشید المتکلمین کے چند واقعہ دربارہ مناظرہ و منازعہ خلفا و صحابہ تحریر کرتے ہین پس اگرچہ وہ واقعات از قبیل سرو و بستان یاد دہانیدن ہے کہ مضرت اوسکے مولویصاحب کے لئے زیادہ ہے بہ نسبت نفع کے اور بہت سے امور اوسمین خلاف واقع درج ہین کیونکہ انکے خیانت نقل مین کچھہ شیطان سے بھی زیادہ مشہور و معروف ہے معہذلک وہ خارج از مبحث ہین تحقیق مسایل مین بفرض تسلیم مناظرہ کرنا امر ہے

اور قذف کرنا یعنی تہمت لگانا کسی کو کہ اسنے زنا کیا اسکو رجم کروا اسنے مسلمان
کا خون کیا اسکو قتل کرو یہ امر دیگر ہے مناظرہ سے اسکو کوئی واسطہ نہین ہے
فان بینھما بون المغارب والمشارق وقیاس احدھما علی الاخر قیاس
مع الفارق قال المجیب اگر کوئی کہے کہ لفظ اصحابی کا فرمایا اقول اولاً
اگرچہ بیان سابق سے بطلان اس تقریر کا ظاہر ہوا مگر اجمالاً یہ کہنا ضرور ہے کہ
کل کلام رسول علی المعنی اللغوی محمول ہوتے ہین یا محمول علی المعنی الاصطلاحی
اگر محمول علی اللغوی ہے تو مورد مدح وذم دونون مین معنی لغوی مراد لینا چاہیے
اور اگر معنی اصطلاحی ہے تو ہر مقام مین وہی معنی مراد لینا چاہیے نہ یہ کہ تفریق
کرنا کہین معنی اصطلاحی اور کہین معنی لغوی مراد لینا سبحان اللہ یہ جملہ مشہور ہے
کہ ایلچی را چہ زوال خدمت رسول مین ایلچی گری کا کیا یہی نتیجہ ہے کہ وہ بیچارے
جہنمی قرار دیے جائین اور ساتھی حضرت کے جو سیکڑون ظلم ہزارون بدعتین
قائم کرین وہ مورد تحسین وآفرین ہون اور اونکا سارا مواخذہ ایلچیون کی
گردنون پر ڈالا جاے یہ کون سا انصاف ہے اور کونسے حق شناسی ثانیاً
لفظ اصحاب بالاتفاق منقول شرعی ہے اور منقول شرعی کو مولوی حیدر علی
کہتے ہین وچون منقول شرعی نہ انست کہ جماعت معنی مناسب لغوی قرار
دہند بلکہ البتہ ماخذش از کتاب وسنت واجب است الخ پس اب مالک
وغیرہ کے اصحاب ہونے یا نہونے کو کسی معنی سے ہو کتاب وسنت سے
ثابت کرنا چاہیے ودونہ خرط القتاد ثالثاً علامہ ابن تیمیہ منہاج السنۃ
مین کہتے ہین ان الصحبۃ اسم جنس لیس لھا حد فی الشرع ولا فی
اللغۃ والعرف فیھا مختلف والنبی لم یقید الصحبۃ بقید ولا قدرھا
بقدر بل علق الحکم بمطلقھا ولا مطلق لھا الا الرویۃ الخ یعنی

صحبت اسم جنس ہے کہ اوسکی کوئی حد شرع بالغہ مین مقرر نہین ہے اور
عرف اسبارے مین مختلف ہے اور رسول نے صحبت کی کوئی حد یا مقدار
نہین مقرر فرمایا بلکہ اوسکو مطلق چھوڑا ہے کہ وہ فقط دیکھنا ہے بنی کا الخ پس
اس سے بہی معلوم ہوا کہ نفس صحابیت مین خلفا و دیگر منافقین و مومنین
مساوی ہین پس اس تقریر کا کوئی نتیجہ نہوا خواہ بذریعہ ایلچی گری مشاہدہ
جمال باکمال سے مشرف ہو یا ہمہ وقت کی صحبت رہی سب اصحاب
علی الاطلاق ہین بلا فرق لغویت و اصطلاحیت رابعاً لفظ ساتھی بہی
مبہم ہے ساتھی دینی یا دنیوی اگر ساتھی دینی مراد ہے تو کل مسلمان صحابی
ہین اور اگر ساتھی دنیوی مراد ہے تو کل کفار و مشرکین جو اوس زمانہ مین تھے
صحابی ہوتے ہین بالجملہ حال حضرات اہلسنت اس بارے مین بہی کچھہ ایسا
بوقلمون ہے کہ بجز حیرت کوئی فائدہ نہین ملتا کبہی تو دائرہ صحابیت کو ایسا
تنگ کرتے ہین کہ سوائے قدمار صحابہ مہاجرین اولین و خلفائے ثلثہ کوئی
اوس دائرہ مین قدم نہین رکھہ سکتا حتی کہ جناب امیر علیہ السلام بہی اطلاق
لفظ اصحاب سے خارج ہوتے ہین جیسا کہ کلام صاحب رجوم الشیاطین
سے ظاہر ہوتا ہے اور کبہی اس حلقہ کو ایسا وسیع و فراخ کرتے ہین کہ ثلثہ
سے متجاوز ہو کر کل منافقین و مرتدین و کافرین کو اوس عہد کرامت مہد کے
جنہونے شاید پوری طور سے جمال مبارک کو بہی نہ دیکھا ہو سمیٹ لیتے
ہین جیسا کہ ابہی کلام مجیب اور ابن تیمیہ وغیرہ سے ظاہر ہوا اور کبہی
اس سلسلہ صحابیت کو ایسا پہیلاتے ہین کہ بالخصوص فاسق و فاجر ضال
و مضل اصحاب ہوا و بدعت و کبائر الی یوم القیمہ جنہونے خواب مین بہی
صورت مبارک نبوی کبہی نہ دیکہی ہو نہ کسی صحابی و تابعی سے مشرف

ہوا ہو فقط اسی فسق وفجور ظلم وبدعت کی بدولت زمرۂ طیبہ صحابہ مین
داخل ہوتے ہین چنانچہ صاحب فتح الباری جنکا کلام منتہی الکلام مین
ص ۵۳۰
مذکور ہے فرماتے ہین قال ابن التین یحتمل ان یکونوا منافقین او
مرتکبین الکبائر قال الداودی لا یمتنع دخول اصحاب الکبایر
والبدع فی ذلک الی ان قال واما دخول اصحاب البدع فی ذلک
فاستبعد تعبیرہ فی الخبر بقولہ اصحابی واصحاب البدع انما حدثوا
بعدہ واجیب بحمل الصحبۃ علی المعنی الاعم الخ یعنی کہا ابن تین نے
کہ ممکن ہے کہ مراد اصحابی سے منافقین اور مرتکبین کبایر ہون اور کہا داودی
نے ممکن ہے دخول اصحاب کبایر وبدعت کا افراد صحابی مین لیکن داخل
ہونا اصحاب بدعت کا اسمین پس خلاف تعبیر یہ لفظ اصحابی ہے کیونکہ حضرت
نے اون لوگون کو اصحابی فرمایا حالانکہ اصحاب بدعت بعد آنحضرت پیدا
ہوئے مگر جواب یہ دیا گیا ہے کہ صحبت معنی عام پر محمول ہوگا الخ اور
خود مولوی حیدر علی بہی یہ معنی بیان کرتے ہین اما حمل حدیث بر فساق
ص ۶۲
کفار جمیعا پس اگرچہ از اشکال رہائی ونجات میشود ولیکن بعضی از
الفاظ مساعدت نمیکند الخ بالجملہ بنابر قاعدہ الجنس یمیل الی الجنس
یا الکفر ملۃ واحدۃ یہ نوازش ومہربانی حضرات اہلسنت قابل غور ہے
کہ اصحاب اہوا وبدعت وفسق وضلالت کی محبت وطرفداری نے انکو
ایسا آمادہ کیا کہ معنی صحابیت کو عام کرکے اون لوگون کو بخلعت فاخرہ
صحابیت مشرف کیا اور مومنین کاملین کو جو شب وروز صحبت نبوی
مین حاضر رہتے تھے اونکو بہی دربار صحابیت سے خارج کروا دیا اس
تحقیق کے ساتھ یہ بہی یاد رکہنا چاہیے کہ مولویصاحب فرماتے ہین
ص ۴۴۶

ولہذا مذہب منصور ہمین ست کہ غیر از صحابہ ہر چند مطیع و متقی باشد بدرجہ
ایشان نمی رسد این نکتہ را بالمیت آن در خاطر باید داشت کہ بسیار نفیس
است انتہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اصحاب اہوا و بدعت سے مقابلہ مین کوئی
نہین پہونچ سکتا اگرچہ کیسا ہی مطیع و متقی ہو **قال** اور چند اشخاص
منافقین الخ **اقول** صحت مین اس جملہ کے کوئی کلام نہین ہے مگر
مجیب کے لیے اسکی مضرت عام معلوم ہر خاص و عام ہے کیونکہ
ثلثہ بہی تو انہین منافقین کے فرد کامل ہین کہ خود خلیفہ دوم نے بحلف
شرعی روبرو حضرت حذیفہ عالم اسمار منافقین کے اقرار کیا باللہ
انا من المنافقین یعنی قسم بخدا مین منافقون سے ہون اور حضرت
حذیفہ ساکت رہے والسکوت کالاقرار جیساکہ مابعد با وضح عنوان
مذکور ہوگا انشاء اللہ باقی رہا شیخین کا اسلام لانا بطمع دنیا و حصول خلافت
اور خبر دینا کاہنو نکا پس خود ازالۃ الخفا وغیرہ سے ظاہر ہے چنانچہ
عنقریب توضیح و تصریح اسکی وجوہ تطبیق حدیث اصحابی مین بر
خلفاے ثلثہ مع نفاق و احداث ان لوگون کی مذکور ہونگی فانتظرہ
وانا معکم من المنتظرین اور ہرگاہ اس تحریر سے جفاۃ اعراب
واصحاب اہوا و بدعت وغیرہ کا مورد حدیث اصحابی ہونا باطل ہوا
اور برارت مالک عمر کی ارتداد سے اور مصداق حدیث حوض ہونیسے
اور اسلام و اجتہاد و سکا بنا بر اصول موضوعہ سنیہ بخوبی ظاہر ہوا
تو خلفاے ثلثہ و دیگر کبار صحابہ مقبولین سنیہ کا مورد حدیث اصحابی
ہونا بہی ظاہر ہوا لانحصار الامر بین ہذین الفریقین مع ذلک
اب اور علما کے نصوص صریحہ مع تردید احتمالات قبیحہ یہان مذکور

صفحہ ٥٥ ... جلد رابع مین اس کتاب ذوالفقار حیدری کی بخوبی ... جو عنقریب مطبوع ... بصیرت افروز مبین ... ہوگی۔

ہوتے ہین تاکہ معلوم ہو جاے وہی لوگ مصداق اس حدیث کے ہین
لا غیر و قد یجیٔ مزید التحقیق فیما بعد ذلک انشاء اللہ ابن اثیر صاحب نہایہ اور
محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار کہتے ہین جیسا کہ منتہی الکلام مین مذکور ہے
وفی حدیث الحوض فقال انھم لن یزالوا مرتدین علی اعقابھم اے
متخلفین عن بعض الواجبات ولم یرد ردۃ الکفر لھذا قیدہ باعقابھم
ولانہ لم یرتد احد من اصحابہ بعدہ وانما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب
یعنی حدیث حوض مین فرمایا آنحضرت نے کہ ہمیشہ رہے وہ لوگ پھرنیوالے
اپنی پاشنہ پا کیطرف یعنے تخلف کرنیوالے بعض واجبات سے اور
نہین مراد ہے ردہ سے ردہ کفر چنانچہ اسیوجہ سے باعقابہم کی قید
لگایا کیونکہ کوئی شخص حضرت کے اصحاب سے مرتد نہوا جز این نیست
کہ بعض قوم جفاۃ اعراب کے مرتد ہوے پس اس سے صاف ظاہر ہوا
کہ صاحب نہایہ و مجمع نے یہان دو دعوے کئے ہین اور دو دلیل ذکر کیا
پہلا دعوے یہ ہے کہ مرتدین علی اعقابہم سے متخلفین عن بعض الواجبات
مراد ہین نہ مرتدین حقیقی وغیرہ اور دلیل اوسکی علی اعقابہم کی قید لگانا ہے
کیونکہ اگر مطلق مرتدین مقصود ہوتے تو قید علی اعقابہم لغو و زاید ہوتے
پس اس دعوے و دلیل سے جملہ مرتدین و کافرین خارج ہوے اور
متخلفین عن بعض الواجبات داخل رہے دوسرا دعوی یہ ہے کہ ردہ
سے مراد ردہ کفر نہین ہے دلیل یہ ہے کہ بمعنی کفر کوئی صحابی مرتد نہوا اور اگر
اس معنی سے مرتد ہوے تو بعض جفاہ اعراب نہ اصحاب پس ان دونون
دعوے اور دلیل سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ مورد اس حدیث کے بعض
اصحاب خاص ہین جو متخلف عن بعض الواجبات ہوے کیونکہ اگر مرتدین

ص ۲۶۹

مراد ہون تو لفظ علی اعقابہم لغو ہوتا ہے وہو محال فی کلام الحکیم اور ردہ سے
اگر ردہ کفر مراد لین تو اس صورت مین کوئی مصداق اسکا نہین ٹھہرتا اسلئے
کہ اصحاب سے کوئی مرتد نہوا اگر مرتد ہوئے تو وہ جفاۃ اعراب تھے نہ اصحاب پس
معلوم ہوا کہ صاحب نہایہ و مجمع البحار نے بعض اصحاب خاص کو جنسے تخلف عن
بعض الواجبات ہوا مورد اس حدیث کا قرار دیا ہے نہ جفاۃ اعراب کو جو مرتد
ہوئے جیساکہ مولوی حیدر علی کا اور کرمانی کا مدعا ہے **مگر افسوس** یہ ہے
کہ مولوی صاحب نے اس عبارت کے معنی بہی بدلے ہین اور نئی طرحکے
تاویل کی ہے جسکے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ معنی از قبیل المعنی فی
بطن الشاعر و تاویل القول بالا یرضی بہ قائلہ ہے اگرچہ قبل اسکے ایک مقام پر
اسی مضمون کو بیان فرما چکے ہین مگر باوصف تطویل لاطایل وہ تحریر مولوی صاحب
کے نزدیک مجمل تھے لہذا اوس سے تعرض نہ کیا اور جسکو مفصل قرار دیتے ہین
اوسپر نظر ڈالی جاتی ہے جیساکہ فرماتے ہین در اجراے سابق جواب این
ادعا گذشتہ کہ ہرگز عبارت صاحب نہایہ نص دریتباب نیست لیکن چون
مولف باز دعوی نص نمود و تفصیل براے عام مفید تر است از تکرار و طول
کلام ہرگز نہ اندیشیدہ اول بذکر عبارت می پردازم بعد از ان ادعاے نص
فرعونی را باطل میسازم اور بعد نقل عبارت نہایہ مذکورہ فرماتے ہین حالیا
باید دانست کہ درین عبارت چند احتمال است نخستین آنکہ لام اول متعلق
بقریب یعنی صیغہ مضارع مصدر بلم باشد و لام ثانی بتفسیر ملکیہ متضمن برین
دعو لیست کہ متخلفین و مقصرین از بعض واجبات شرعی مراد ند و ارتداد
در مقام سلب آن از اصحاب و ایجاب آن براے اعراب برہان تخلف
و تقصیر کہ موضوع این کلام و حدیث است محمول و مراد از صحابہ بدلیل

کشف در کلام نہایہ دیکھو گی (؟)

صفحہ ۱۶۳ منتہی الکلام

صفحہ ۱۶۹ منتہی الکلام

صفحہ ۲۷۰

تقابل جفاۃ اعراب وخواص ملازمین جناب سید النبیین لیس ماٰلش بعبارت
فارسی بدان میکشد کہ مقصود از ارتداد کفر نیست والا قید علی اعقابہم لغو خواہد
شد ومتخلفین ومقصرین از انجہت مراد اند کہ در ملازمین وخواص اصحاب کسے
تخلف وتقصیر از واجبات بعد سرور کائنات نکردہ وایمعنی در قومی از جفاۃ
اعراب کہ بصیرتے نداشتند واز زمرہ مولفۃ القلوب بودند محصور گشتہ پس
ثابت شد کہ مورد حدیث جفاۃ اعراب اند نہ اصحاب ملازمین جناب رسالتمآب
انتہی اقول ولا یخفی خرافتہ کیونکہ اسمین کوئی شبہہ نہین ہے کہ دونون
لام لم یرد ردۃ الکفر سے متعلق ہے اول اصل صیغہ فعل مضارع سے اور
دوسرا التفسیر سے جو متضمن دعوے ارادہ متخلفین ومقصرین عن بعض
الواجبات ہے لیکن فرق اگر ہے تو لفظ ارتداد مین ہے کہ جس امر کا صاحب
مجمع اثبات چاہتے ہین مولوصاحب اوسکی نفی کرتے ہین وکذلک بالعکس
کیونکہ صاحب نہایہ ردہ کفری کے نفی کرتے ہین اصحاب سے اور اثبات
کرتے ہین جفاۃ اعراب کے لیئے اور ردہ بمعنی تخلف عن الواجبات کو ثابت
کرتے ہین اصحاب کے لئے نہ جفاۃ اعراب کے لئے چنانچہ صاف مطلب یہی ہے کہ
ردہ سے ردہ کفری نہین مراد ہے کیونکہ اس معنی سے کوئی صحابی مرتد
نہوا اور اگر مرتد ہوے اس معنے سے تو جفاۃ اعراب جنکو کوئی اصحاب نہین
کہتا پس ضرور ہوا کہ ردہ سے تخلف عن بعض الواجبات مراد ہو جسمین بعض
صحابہ مبتلا ہوے اور مولوصاحب یہ بیان کرتے ہین کہ مرتدین سے
متخلفین ومقصرین اسوجہ سے مراد ہین کہ صحابی سے تخلف عن الواجبات
نہین ہوا بلکہ اوسمین جفاۃ اعراب مبتلا ہوے وبینہما بون بعید سوال
از اسمان جواب از ریسمان اسیکا نام ہے صاحب مجمع کو تاویل کی وجہ تو یہی ہے

کہ حضرت اپنے صحابہ کے بعض افراد کو مرتد فرماتے ہین حالانکہ
اصحاب سے کوئی مرتد نہین معلوم ہوتا اسوجہ سے ضرور ہوا کہ ارتداد
کے معنی بدلین اور تخلف عن الواجبات مراد لین کہ یہ البتہ صحابہ سے
سرزد ہوا چنانچہ خود مولوی صاحب نے بہی اسکا اقرار کیا ہے کہ بعض
صحابہ مصدر احداث ہوے اور مبتلاے تنافس ہوے بخلاف تاویل علیل مولوی صاحب
کہ اس صورت مین مرتدین کے معنے بدلنے کے کوئی ضرورت نہین ہوتے
اور کوئی حاجت تخلف عن الواجبات مراد لینے کی نہین ہوتی کیونکہ
جفاۃ اعراب سے دونون قسم کی ارتداد سرزد ہوئی یعنی ارتداد کفری
اور ارتداد خلقی پس اگر مقصود صاحب نہایہ بہی جفاۃ اعراب ہوتے
تو اس تاویل کی کوئی حاجت ہی نہ تہی اور یہ امر خود ایسا ظاہر ہے
کہ ہر شخص ادنی تامل سے سمجہہ سکتا ہے بلکہ ذرہ عربیت بہی اگر ہو تو
اس مطلب کے سوا دوسرا امر ذہن مین آہی نہین سکتا مگر تعصب و
جاہلیت وہ بد بلا ہے کہ آدمی کو اندہا بہرا کر دیتی ہے چنانچہ دیکہیے کہ
خود مولوی صاحب بہی اس مطلب کو سمجہے ہین اور براہ تعصب و
عصبیت بغرض اظہار مرجوحیت و مفضولیت اوسکو احتمال دوم فرماتے
ہین وہذہ عبارتہ احتمال دوم آنکہ ردت در ہر دو جا بر معنی کفر محمول
یعنی بر متخلفین از آنجہت حمل کردیم کہ ارتداد بقید اعقاب مقید است
ردہ کفری ازان مراد نتواند بود کہ کسی از اصحاب کافر نشدہ جز اینست
کہ قومی از جفاۃ اعراب کافر گشتند و اول دلیل بر عینی آنکہ صاحب
نہایہ لفظ علی الاعقاب را بعد لفظ ارتداد قرینہ معنی ردہ خفی قرار
دادہ بود در ہر دو جا باستعمال لفظ مذکور اطلاق اختیار ساختہ و تقیید را

از نظر انداختہ پس بیقین دانستم کہ معنی کفر ارادہ میکند و تخلف را برای کبار
اصحاب ثابت مینماید وہو المقصود انتہی اور ارجیت بلکہ تعین اس معنی
کا از قبیل بدیہیات کہ محتاج تنبیہ نہین ہے بخلاف احتمال اول کی جو مولوی صاحب
نے اختراع کیا کہ کوئی ذہن سلیم اوسکو کبھی قبول نہ کریگا اسیوجہ سے
مولویصاحب خود متنبہ ہوکر درپی ترویج متاع کاسد و تائید مطلب فاسد
ہوتے اول کے رجحان و ثانی کے بطلان کی فکر مین پڑے - و این محال
است و خیال ست و جنون - اگرچہ دو احتمال مولویصاحب نے اور بیان
کئے ہین جسکو خود باطل بھی کہا ہے لہذا اب اون اولہ کو دیکھنا چاہیے اور
اوسکی خرافت پر غور کرنا چاہیے مولویصاحب لکھتے ہین بدانکہ وجہ اول
بچند وجہ راجح بلکہ منصوص و احتمال ثانی کہ مولف آنرا مطمح نظر ساختہ و
نص قطعی پنداشتہ مرجوح بلکہ مخدوش است اما اولاً پس ازانکہ ہرگاہ
تخلف را از صحابہ کبار سلب کرد و برائے جفاۃ اعراب ثابت نمود مورد
حدیث متعین شد چنانکہ دانستی و بطریق اولی معلوم گردید کہ احدی از
صحابہ کبار براہ کفر نرفتہ کما ہو مفاد تقریرہ علاوہ برین تقریر عبارات علما
کہ مشاکل یکدگر افتادہ نیز بر ہمدگر انطباق می یابد والحمل علی الاتفاق
اولی من الحمل علی الشقاق واگر در ہر دو مقام ارتداد را بر کفر حمل کنیم
وجفاۃ اعراب را از مصداق حدیث الحوض خارج نمائیم چنانکہ مولف
کردہ نتیجہ بر نمی آید و ثمرہ بران مترتب نمی شود چہ تقدیر انیست کہ احدی
از صحابہ کفر را اختیار نساختہ بلکہ کفر بعد الاسلام منحصر در جفاۃ اعراب است
و اینقدر کہ شنیدی مثبت مدعاے مخاطب کہ تخلف صحابہ مشہورین
است نخواہد بود مگر نمی بینی کہ نفی کفر مستلزم تخلف نیست بوجود الواسطہ

وهی کمال الایمان والاخلاص لاهل الاختصاص کما لا یخفی علی
العوام والخواص باقیماندآنکه چون پیغمبر آنهارا باصحابی تعبیر فرموده میباید
که اخص خواص متخلف باشد فمع قطع النظر عن کونه مجرد ادعاء صدر عن
المخالفین خلافا لما روی فی اخبارنا قاطع لاصولهم وقاطع فروعهم
بالقطع والیقین لا بالظن والتخمین کما ستعرفه انشاء اللہ انتهی اقول
ناظرین با انصاف اس کلام کو دیکھکر بخوبی کہین گے کہ یہ تقریر سراج دل و اعتساف
وخون ناحق حق وانصاف ہی آما اولاً پس اسلئے کہ یہ کہنا مولویصاحب کا کہ اگر
تخلف عن الواجبات کو صحابہ کبار سے منتفی کرکے جفاۃ اعراب کے لئے
ثابت کرین تو مورد حدیث متعین ہوتا ہے محض غلط ہے کیونکہ پہلے تخلف
عن الواجبات چاہتا ہے تعدد متخلفات کو اور جب جفاہ اعراب کے لئے
ثابت کرینگے تو ضرور ہے کہ وہان بہی تعدد پایا جاے حالانکہ بجز انکار ادائے
زکوۃ دوسرا کوئی واجب قرار نہین پاتا جس سے اونہونے تخلف کیا ہو
بخلاف صحابہ کبار کے کہ اگر اونکے لئے تخلف عن الواجبات کا اثبات کیا جاے
جیسا کہ صاحب نہایہ فرماتے ہین تو وہ واجبات بہی متعدد و متکثر ہوتے ہین
جنسے صحابہ نے تخلف کیا ہے کما ہو فی الواقع مثل ترک زہد و توکل وقناعت
واحترام و رعایت حقوق اہلبیت وابتلاء بہ تنافس دنیاوی و بغض وحسد
وظلم وایذاے اہلبیت طاہرین جیسا کہ مابعد اسکے بتصریح تمام احداث
وتخلف اونکے واجبات سے مرقوم ہونگے پس فی الحقیقت بنا بر تحقیق
صاحب نہایہ ومجمع البحار مورد حدیث حوض متعین ہوتا ہے نہ تحقیق
مولویصاحب پر کیونکہ مرتدین کا حکم ہے علیحدہ بیان ہوا ہے اور اونکے
لیے آیات واحادیث کثیرہ وارد ہین ازینجاست کہ علمانے اس حدیث کو

اونکے احکام واحوال مین نہین لکھا ہے اور اون لوگون کا بیان آیات قرآنی
مین صاف صاف آیا ہے جیسا کہ ازالۃ الخفا مین وتحفہ اثنا عشریہ مین
منقول ہے اور ان صحابہ کے لیے جو مورد حدیث حوض ہین آپ خود تحریر
فرماتے ہین کہ جناب رسالتمآبؐ کو علم تفصیلی ان محدثین اور اونکے محدثات
کا نہ تھا پس بنا بر قاعدہ جمع واتفاق ضرور ہے کہ اون مرتدین کو داخل
اون آیات واحادیث مین کرین جو اونکے بارے مین وارد ہوے ہین
اور مورد اس حدیث کے بہی بعض صحابہ کبار قرار دیے جائین دوسرے
یہ کہ اگر بعض صحابہ کبار کو مورد حدیث حوض نہ قرار دین تو دو صورت سے
خالی نہین ہے یا اونکو من جمیع الوجوہ جمیع عیوب وکل الزامات صغیرہ
وکبیرہ سے خارج کرین تو اس صورت مین ضرور ہے کہ قایل بعصمت اون
لوگون کے ہون اور کوئی اونکی عصمت کا مدعی نہین ہے اور نیز تکذیب
صحاح ستہ وجملہ احادیث واخبار لازم آتی ہے کیونکہ بالیقین احادیث
واخبار صحاح مین اونکے الزام واحداث مذکور ہین اور اگر اونکو من
جمیع الوجوہ جملہ عیوب سے مبرا نہ لین جو مفاد عدم اقرار بعصمت صحابہ
ہی تو پہر اس حدیث حوض کے مورد قرار دینے مین کیا عذر ہوگا کہ اس
صورت مین بخوبی تصدیق صحاح واخبار وآثار بہی حاصل ہوتی ہے
تیسرے یہ کہ اگر جفاۃ اعراب کو متخلف عن الواجبات قرار دین تو لازم
آتا ہے کہ اجماع صحابہ کے بطلان کے قایل ہون وہو کما تری کیونکہ
صحابہ کو اول وہلہ مین بہ نسبت اونکے مقاتلہ کے تردد ہوا تہا بالاخر رای
ابوبکر کو قبول کرلیا جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے وفرقہ منع زکوۃ نمودند در
باب این جماعہ فقہاے صحابہ باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ اند قتال

ص ۳۶ ازالۃ الخفا

بالایشان جایز نباشد از انجمله عمر فاروق گفت الی ان قال داعیه که در طلب
حضرت صدیق ریختند بمنزله چراغی بود هر که محاذی او می افتاد بنور او متنور
میشد تا آنکه جموع عظیمه از مسلمین مهیا برای قتال شدند وسعی هر چه تمام تر
بکار بردند الخ جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ بعد بحث و فحص اونکے مقاتلہ
پر آمادہ ہوئے اور درمیان منع صلوۃ و زکوۃ کی کوئی فارق نرہا جیسا کہ
شاہ عبدالعزیز بہی اسیکے قایل ہین اور خود مولویصاحب بہی اکثر علماء سے
ناقل ہین کہ وہ لوگ مرتدین و مانعین زکوۃ کو ایک حکم مین قرار دیتے ہین
پس اگر اونکو مرتد نہ قرار دین بلکہ متخلف عن بعض الواجبات کہین تو یہ
مقاتلہ ناجایز و نادرست قرار پاتا ہے کیونکہ متخلف عن بعض الواجبات کے لئے
کہین حکم قتل کا نہین ہے ومن ادعی فعلیہ البیان چوتہے یہ کہ ہنوز یہ
امر خود غیر معین ہے کہ مرتدین عن الاسلام کون تہے اور مانعین زکوۃ کون
تہے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا کہ بعض لوگ اسکے قایل ہین کہ اوس زمانہ مین
بجز انکار زکوۃ کوئی اسلام سے مرتد ہی نہین ہوا جیسا کہ صاحب زین الفتی
وشاہ ولی اللہ وغیرہ کا کلام مذکور ہوا اور بعض قایل ہین کہ بعض لوگ بت
پرست ہوئے اور بعض مانع زکوۃ اور بعض مدعی نبوت پس دعوی
تعیین اس صورت مین کیونکر صحیح ہوگا اور خود درباره مالک جسکو مولویصاحب
یقینی مسلم بیان کرتے ہین انکے یہان اختلاف ہے جیسا کہ استیعاب مین ہے
وقد اختلف فی حال مالک بن نویرہ الخ لہذا ضرور ہے کہ مولویصاحب
اپنی تحریفون کو ترک کرین اور تحقیق صاحب نہایہ و مجمع کو قبول فرمائین
کہ اسوقت جملہ امور صاف و واضح ہو جاتے ہین کہ وہ مرتدین جو بدست
خلفا قتل ہوئے وہ مصداق دیگر آیات و احادیث ہین جیسا کہ شاہ ولی اللہ

وشاہ عبد العزیز نے لکہا ہے اگرچہ کچہہ لوگ اوسمین مسلم ومومن خالص
بہی ہون اور مورد حدیث حوض وہی بعض افراد صحابہ کبار ہین فنان
الحق امر واضح والصبح مسفر لا یحج ثانیاً یہ کہنا مولویصاحب کا کہ
بطریق اولی معلوم ہوگا کہ کوئی صحابی کافر نہین ہوا گو خلاف واقع ہے
بہر صورت مگر بعد قطع النظر اس صورت مین اصحابی کہنا لغو ہوگا کیونکہ خود
شاہصاحب فرماتے ہین کہ کسی نے اہلسنت سے اونکو اصحاب نہین
کہا ہی اور آپ بہی مخصوصین کے سمجہنے کو لفظ اصحابی سے باقیماندہ
فرماتے ہین پس جب وہ بالاتفاق اصحاب نہین ہین تو اونکو اصحابی کہنا
کیونکر صحیح ہوگا لہذا ضرور ہے کہ انہین صحابہ کبار کے بعض افراد کو مورد
حدیث اصحابی قرار دین والا یلزم اللغویۃ فی کلام الحکیم اور نیز ہرگاہ
ان کبار صحابہ سے بالیقین تخلف عن الواجبات سرزد ہوے تو کیا ضرور
ہی کہ تکذیب واقعات کیجاے ثالثاً ادعاے مشاکلت کلام علما پس فی نفسہ
لغو ہے کیونکہ پہلے یہ ضرور نہین ہے کہ محض مشاکلت کے لیے تحقیق حق
ترک کر کے تقلید امر باطل کیجاے دوسرے آپکے بیان مشاکلت کلام علما
نہ کسی امر مین آجتک ہوی ہے نہ ہوگی خود اسی حدیث کے متعلق اقوال
علما کو ملاحظہ فرماے کسقدر اختلاف ہے کہ ایک کو دوسرے سے ربط
نہین چہ جائیکہ مشاکلت جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا تیسرے ہرگاہ درمیان
آپکے اور آپکے اوستاد شاہ عبد العزیز صاحب قوۃ قدسہ کے کلاسون مین
مشاکلت نہین ہے باوصفیکہ علاوہ اتحاد ملت ومذہب قرابت اوستادی
وشاگردی بہی درمیان مین ہے اور ہمہ تن اصلاح شاہصاحب مین
مصروف رہتے ہین تو دیگر حضرات مین کیا امید کیجا سکتی ہے دیکہیے

مولویصاحب مورد حدیث اصحابی مسلمین متخلفین عن الواجبات منکرین
زکوۃ کو قرار دیتے ہین اور بالخصوص مالک بن نویرہ کو اوسکا مصداق
بناتے ہین اور کفار و مرتدین کے مورد ہونیسے انکار شدید کرتے ہین
شاہصاحب بالکل نقیض اسکے اون لوگون کو مصداق اس حدیث
کا بناتے ہین کہ موت آنہا بر کفر شدیہ اول مخالفت ہے دوسرے شاہصاحب
فرماتے ہین اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق افادت بزیارت آنحضرت
مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و خایب و خاسر شدند اور بالیقین
معلوم ہے کہ بنی حنیفہ و بنی تمیم مدعی نبوت ہو کر یقینی کافر و مرتد ہوئے
نہ منکر زکوۃ اور مولویصاحب خاص منکرین زکوۃ ہی کو مصداق اس
حدیث کا بناتے ہین تیسرے مولویصاحب مالک کا نام مصداق
حدیث حوض مین قرار دیتے ہین جو یقینی مسلم تہا اور شاہصاحب عینیہ
بن حصین کو مورد اسکا بناتے ہین جسکو یقینی کافر بیان کرتے ہین چنانچہ
بعبارت عربی حاشیہ مین فرماتے ہین ولانك ان كان يشهد معه (ص ۶۶۰)
المشاهد ويحضر المغازی المنافق لطلب الغنيمة والرقيق
الدين المرتاب والشاك وقد ارتد بعده اقوام منهم مثل عينية
بن حصين الفزاری فانه ارتد ولحق بالطليحة بن خويلد الخ جو تہے
فی الواقع مشاکلت کلام علما مین جیسے اس صورت مین حاصل
ہوتی ہے کہ بعض صحابہ کبار کو مورد حدیث حوض قرار دین ہرگز ویسے
مشاکلت اوس صورت مین نہین حاصل ہوتی بلکہ اختلال عظیم اس
صورت مین لازم آتا ہی مثل اسکے کہ مرتدین مقتولین بید الخلفا کو مومن کہین اور خلفا
کو اس مقاتلہ مین ظالم و خاطی قرار دین اور تحقیقات علما کو جو دربارہ

اثبات ارتداد وکفر اونکی ہے حتی کہ تحقیق شاہصاحب کو بہی باطل کرین
اور صحاح ستہ وکتب معتمدہ سیر وتواریخ کو جو احداث وتخلف عن الواجبات
صحابہ سے مملو ہے باطل کرین یا پنجوین بالفرض اگر کلام کرمانی وغیرہ سے
مشاکلت نہوگی تو دیگر علما کے کلام سے مشاکلت ہوگی مثل محمد طاہر
گجراتی وصاحب مجمع البحار ومحقق دہلوی شاہ عبد الحق کے کہ انہونے
بکمال تصریح وتوضیح باتفاق اکثر علما اس حدیث حوض کو انہین کبار
صحابہ پر جو متخلف عن حقوق اہلبیت ہوے حمل کیا ہے چنانچہ شرح
مشکوۃ مین بذیل شرح حدیث اصحابی بعد ذکر احتمالات فرماتے ہین
یا مراد بردت رجوع از دین مسلمانی نیست بلکہ خروج از حد استقامت
در بعض حقوق وصلاح سریرت در بعض امور و رجوع از مرتبہ حسن
اخلاق وصدق نیت وتقصیر در بعض حقوق و رعایت اہلبیت و راداب
با ایشان بجہت ابتلا بدنیا وفتنہ چہ آنحضرت فرمودہ بود کہ من نمی ترسم
بر شما کفر وبت پرستی را ولیکن می ترسم از مداخلت دنیا وافات آن
کذا قالوہ اور ظاہر ہے کہ حقوق اہلبیت مین تقصیر کرنے والے کبار
مہاجرین صحابہ تھے نہ جفاۃ اعراب جیساکہ مابعد اسکے مذکور ہوگا اور یہ
امر خود بدیہی ہے کہ منع زکوۃ سے حقوق اہلبیت مین کسیطرح
کی تقصیر نہین ہوئی اسلیئے کہ یقیناً صدقہ اونپر حرام ہے غایۃ مافی الباب
یہ تقصیر مشترک ہوگی درمیان سایر مسلمین واہلبیت نبوی کی پس بنا بر
قاعدہ مقبولہ مولوی صاحب کہ الحمل علی الاتفاق اولی من الحمل علی
الشقاق ضرور ہے کہ بعض صحابہ کبار پر محمول کیا جاے کہ اس صورت
مین اتفاق فریقین عظیمین حاصل ہوگا والاتفاق خیر من الشقاق اور

شرح مشکوۃ صفحہ ۱۹۷ جلد ۴ مطبوعہ بمبئی

محقق صاحب کے کذا قالوہ سے معلوم ہوا کہ اور علمانے بہی ایسا ہی
کہا ہے پس کلام صاحب نہایہ کو اگر کرمانی سے مشاکلت نہوہی تو کیا مضایقہ
شاہ عبدالحق و دیگر علماے کبار کے تحقیقات سے مشاکلت ہوہی رہی بالجملہ
دونون مقام مین ارتداد کو کفر پر حمل کرنے سے نتیجہ بہت صاف نمایان
ہوتا ہے کہ کفر حقیقی کو صحابہ کبار سے سلب کرتے ہین اور جفاۃ اعراب
کے لیئے ایجاب فالامر ظاہر عند اولی الالباب خامساً انحصار ارتداد
جفاۃ اعراب مین عموماً نہین ہے بلکہ بنا بر اعتبار صحابیت ہے اور جیسا
آپ اس انحصار مین گفتگو کر سکتے ہین ویسا ہی کلام انحصار تخلف عن
الواجبات مین ہے جسے آپ جفاۃ اعراب مین محصور کرتے ہین جیسا کہ
کہا و متخلفین و مقصرین از انجنت مراد ند کہ در ملازمین و خواص اصحاب
کسی تخلف و تقصیر از واجبات نکرد و ایمعنی در قومی از جفاۃ اعراب کہ
بصیرتے نداشتند و از زمرہ مولفۃ القلوب بودند محصور گشتہ الخ
کیونکہ نہ کوئی عموم تخلف و تقصیر واجبات کو محض انکار زکوۃ مین منحصر
کرسکتا ہے چنانچہ آپ نے بہی فرمایا ہے کہ انکار زکوۃ فردیست از افراد
تخلف عن الواجبات اور نہ مقصرین و متخلفین کو محض جفاۃ اعراب
مین محصور کرسکتا ہے جیسا کہ اقوال علما سے مذکور ہوا کہ وہ کل اہل اہوا
و بدعت کو الی یوم القیامۃ متخلف و مقصر بیان کرتے ہین اور اصحابی
مین داخل کرتے ہین معذلک یہ کلام مولویصاحب کہ در ملازمین و خواص
اصحاب کسی تخلف و تقصیر از واجبات نکرد خود نہایت غلط ہے کیونکہ
خود مولویصاحب نے قبول کیا ہے کہ بعض صحابہ مبتلا بہ تنافس ہوے
اور اونسے احداث سرزد ہوے اور شاہ عبدالحق نے بتصریح تمام

ص ۲۲۶

مہاجرین کے احداث اور تقصیر حقوق کو قبول کیا ہے اور کف لسان کا
حکم دیا ہے مولویصاحب نے شاید تحفہ کو بھی نہ دیکھا کہ جواب طعن پنجم
عثمان مین فرماتے ہین ونزد اہلسنت عصمت خاصہ انبیاست صحابہ را
معصوم نمیدانند ولہذا حضرات امیر وشیخین بعض از صحابہ را حد زدہ اند وحد
جناب پیغمبر مسطح را کہ از اہل بدر بود وحسان بن ثابت را زیرا قذف گرفتہ
وکعب بن مالک ومرارۃ بن الربیع وہلال بن امیہ را کہ دو کس از ایشان حاضران
غزوہ بدر بودند در سزاے تخلف از غزوہ تبوک تا پنجاہ روز مطرود ومغضوب
داشتہ اند ماعز اسلمی را رجم فرمودہ اند بسیاری را تعزیر وحد شرب خمر جاری فرمودہ انتہی پس
باوصف وقوع ایسے امور کے کبار صحابہ سے مولویصاحب کا یہ کہنا
در ملازمین وخواص اصحاب کسے تخلف وتقصیر از واجبات نکردہ کیسا
کذب صریح وتفوہ قبیح ہے بلکہ خود شاہصاحب بذیل اسی حدیث اصحابی
کے حاشیہ مین یہ حدیث نقل کرتے ہین عن حذیفہ بن الیمان قال قال
رسول اللہ یکون لاصحابی من بعدی زلۃ یغفرہا اللہ لہم
بسابقتہم معی الخ جس سے اثبات وقوع زلات وتخلف تقصیر
از واجبات صحابہ کے لئے بخوبی ہوا مگر اسپر بھی مولویصاحب بکمال ہوا
خواہی صحابہ تقصیر وتخلف عن الواجبات کو صحابہ سے کسیطرح قبول
نہ کرین تو اختیار ہے ومن یشاق الرسول من بعد تبیّن لہ الھدی
فقد کفر سادسًا طرفہ خبط ہے کہ فرماتے ہین اسیقدر سے مدعاے
مخاطب ثابت نہین ہوتا آپکے مخاطب کب اسکے مدعی ہین کہ اسیقدر
سے مدعا ثابت ہے بلکہ اونکے پاس سیکڑون دلیلین موجود ہین کہ جس
سے اونکا مدعا ثابت ہے اور اون دلیلون کی قوت ومتانت کو

اس سے خیال کرنا چاہیے کہ جب ایک دلیل کو اونکے آپ باطل
نکر سکے تو اور ادلہ قاطعہ وبراہین ساطعہ کو کیونکر باطل کرسکتے ہین ؎
قیاس کن زگلستان من بہار مرا ؛ بالجملہ شکر خدا کہ مولویصاحب نے
اس دلیل کے استحکام ومتانت کو ملجا ومجبور ہوکر قبول کرلیا اور عاجز
وناچار ہوکر یہ فرمایا کہ فقط ایسے دلیل سے مدعا ثابت نہین ہوتا
وسخافتہ مما یضحك علیہ الثواکل فضل عن الافاضل سابعاً
ایجاد واسطہ ایمان واخلاص طرفہ امر ہے اہلحق یا صاحب نہایہ
ومجمع البحار کب اسکے منکر ہین اگر وہ منکر ہوتے تو اسقدر تدقیق وتحقیق
کی کیا حاجت تھی یہ تو عین مدعا اونکا ہے کہ بعض صحابہ کامل الایمان
والاخلاص تھے جو مورد ہزاران فضائل ومناقب ہوے اور بعض مرتد
عن الاسلام ہوے اور بعض مرتد بمعنی متخلف عن الواجبات
خصوصاً حقوق واجبہ اہلبیت طاہرین سے جو مورد اس حدیث
حوض کے ہوے ہذا مع تسلیم وجود الواسطۃ والّا فانّھم
ینکرون الوسطۃ ثامناً جس امر کو مولویصاحب باقیماند فرماتے
ہین یعنے چون پیغمبر انہار ا باصحابی تعبیر فرمود می باید کہ اخص خواص
متخلف باشد وہ بحال باقی وقایم برقرار ہے جسکو کوئی دلیل آپ کی
قطع نہین کرسکتے اور اس احتمال کی خلش نے آپکے علما کو ایسا
بیچین ومضطر وپریشان کیا کہ ایسے اختلافات شدید مین مبتلا ہوے
کہ کسیطرح اس الزام کو رفع کرین ایلچی گری سے صحابیت ثابت
کی گاہے محض ہوا بدعت سے الی یوم القیامۃ جنس صحبت عطا
ہوی آخر کو صاحب نہایہ محدث جزری ومجمع البحار محمد طاہر گجراتی

وشاہ عبد الحق نے جب دیکھا کہ کوئی تاویل کوئی حیلہ کارگر نہین ہوتا
طوعاً وکرہاً قبول کرلیا کہ اخص خواص صحابہ کبار اس حدیث کے
مورد ہین کما ہو مفاد تقریراتھم ومقتضی عباداتھم تاسعاً جس
امر سے مولوی صاحب نے قطع نظر کیا ہے پس وہ امر فی الواقع قابل
قطع نظر واغماض بصر ہے کیونکہ بفرض تسلیم محال حضرت اوسکی زیادہ
مضر اہلسنت ہے کما عرفتہ من استقصاء الالحام واستیفاء الانتقام
بل من نفس کلامك ایہا الحبر العلام حیث حملتہ علی الجدل
والھزل فی صدر منتہی الکلام والجدل ساقط عن الاعتبار
والالتفات عند الاعلام بل الخواص والعوام فتبینہ وبالغ ذالک
لعل اللہ یہدیك الی سبل السلام والاسلام لیکن دلیل ثانی
جسکو مولوی صاحب باین عبارت تحریر فرماتے ہین اما ثانیا پس بر خیال
مولف لازم می آید کہ ارتداد شرعی در قلیلے از جفاۃ اعراب محصور باشد
وقبل ازین گذشت کہ این ارتداد در بسیارے از اقوام اعراب پدید
آمد بلی تخلف از واجبات شرعیہ مثل زکوۃ از بعض جفاہ اعراب
صادر شدہ بالجملہ انطباق عبارت انما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب
برین صورت اسانست بخلاف اول انتہی پس نہایت واہی ہے اما
اولاً پس یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے یہ حصر در قلیلے
از جفاۃ اعراب کس کلام سے استخراج کیا ہے جو یہ الزام لگاتے
ہین مگر بہر کیف یہ امر خود آپکے تمامی منتہی الکلام سے ثابت ہے کہ مرتد
شرعی قلیل تھے چنانچہ آپنے انہین تین آدمیون کو مرتد شرعی مین
شمار کیا ہے مسیلمہ کذاب طلیحہ بن خویلد اسود عنسی حالانکہ مسیلمہ کذاب کو

ص ۲۱۷ منتہی الکلام

صاحب تیسیر القاری نے منجملہ مانعین زکوۃ شمار کیا ہے کما مرّ بس اب مرتد
شرعی دو ہی قبیلے رہے طلحہ بن خویلد اور اسود عنسی ثانیاً یہ کہنا مولویصاحب
کا کہ این ارتداد در بسیاری از اقوام اعراب پدید آمد مخالف ہے اون
تحقیقات کی جو مولویصاحب نے لکہا ہے کہ مرتد شرعی تین ہی قبیلے تھے
اور سابقاً تحقیقات شاہ ولی اللہ وصاحب زین الفتی سے مذکور ہوا کہ
سب کا ارتداد بوجہ منع زکوۃ تہا اور قبل از حارث جو عہد خلیفۂ دوم مین
نصرانی ہوا کوئی اصل اسلام سے مرتد نہین ہوا جس سے معلوم ہوا کہ
ارتداد اونکا منحصر تہا منع زکوۃ مین و مع قطع النظر ان امور سے عرض
کرتا ہون کہ ہر گاہ شاہصاحب نے اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم ہے کو مورد
حدیث حوض بنایا تو اب قلت و کثرت مرتدین سے کیا بحث ہے ثالثاً
یہ کہنا مولویصاحب کا کہ بلی تخلف از واجبات شرعیہ مثل انکار زکوۃ
از بعض جفاۃ اعراب صادر شدہ ناظرین کو زعفران زار کشمیر کے سیر
دکہاتا ہے سبحان اللہ کہین تو مولویصاحب منکرین زکوۃ کے تقلیل
کے قایل ہوتے ہین اور کہین تکثیر ثابت کرتے ہین اس تناقض و
تہافت کا کیا علاج ہے بالجملہ یہان مولویصاحب نے اقرار کیا کہ مرتدین
یعنی منکرین زکوۃ قلیل تھے حالانکہ قبل اسکے بجواب کلام جناب سیّد مرتضی
رضی اللہ عنہ در پے تکثیر منکرین زکوۃ ہوئے چنانچہ فرماتے ہین
بعضے از روایات کتب فریقین کہ اشعار و دلالت بران دارد کہ
غیر از بنو حنیفہ بعضے دیگر نیز پیروی مالک امامیہ اختیار کردند باید شنید
بعد اوسکے اپنے اوستاد کے کلام سے ناقل ہین و دیگر فرقہ ہای
اعراب کہ تفصیل آنہا طول دارد مرتد شدہ بودند و انکار زکوۃ میکردند الخ

ص تیسیر القاری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع نولکشور

ص ۱۰۰

پھر کہا اکنون در ثبوت این امر کہ بعضی دیگر غیر از بنی یربوع مہملات
مالک بن نویرہ گردیدند کدام حالت منتظرہ باقی ماندہ و در صحت قول
صاحب یغنی وکذلک سائر اہل الردہ چہ تردد وشبہہ را مجال وگنجایش
است اور دوسرے مقام پر فرماتے ہین لہذا بر یک روایت

ص ۱۱۱

فاضل نیشاپوری تفسیر آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم
عن دینہ الآیۃ نقل فرمودہ اکتفا می نمایم مفسر مذکور بعد ذکر چندے از اہل
ارتداد مثل عنسے ذو الحمار و مسیلمہ کذاب کہ در اجزاء سابقہ از کتب سیر
پارہ از حال کثیر الاختلال انہا سمت گذارش یافتہ می نویسد وسبع فی
عہد ابی بکر رض فزارۃ قوم عیینہ بن حصین وغطفان قوم قرۃ بن
سلمہ القشیری وبنو سلیم قوم الفجاءۃ بن عبد یالیل وبنو یربوع قوم مالک
بن نویرہ وبعض بنی تمیم وقوم سجاح بنت المنذر المتنبئۃ التی
زوجۃ من مسیلمۃ الکذاب وکندہ قوم الاشعث بن قیس
وبنو بکر بن وائل بالبحرین قوم حطم بن زید وحاربہم ابوبکر
یعنے سات قبیلے عہد ابوبکر مین مرتد ہوئے قوم عیینہ بن حصین وغطفان
وبنو سلیم وبنو ع وبعض بنی تمیم وکندہ قوم اشعث بن قیس وبنو بکر بن وائل
قوم حطم بعد اسکے کہا وفقیر خاکسار احدی از علماے شیعیان
بر یغنی قادر نمے بینم کہ باوجود عدم تعداد مانعین زکوۃ وامثال
انہا کہ در کلام مولانا نظام الدین نیشاپوری نقلا عن تفسیر الامام
الرازی رحمۃ اللہ علیہما تفصیل شان گذشت استیعاب این سیزدہ
قوم نماید الخ بالجملہ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مانعین زکوۃ کی تعداد
اس کثرت سے تھی کہ مولویصاحب کے نزدیک کوئی قادر نہین ہے

که تعداد اونکی بیان کر سکے وکیف لا شاہ ولی اللہ وغیرہ نے لکھا ہے
کہ بجز مکہ مدینہ وجو اثا کے لوگون کے سب بوجہ منع زکواۃ مرتد ہوے پس
یہ قول مولویصاحب بلی تخلف از واجبات شرعیہ مثل زکوۃ از بعض
جفاۃ صادر شد غلط ہوا اور خود اس تقریر سے کثرت ثابت ہے کیونکہ
واجبات کے افراد کثیر ہین کہ منجملہ اونکے ایک زکوۃ کو مولویصاحب نے
لکھا ہے کہ بعض جفاۃ سے سرزد ہوا پس اور واجبات سے تخلف جو اور
لوگون سے سرزد ہوا تو وہ بھی داخل اس حدیث کے ہونگے فکثر الجمع
و الثانی نتیجہ جو اس قلت پر مولویصاحب نے متفرع کیا تھا وہ بھی
غلط ہوا یعنی انطباق عبارت انما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب
برین صورت اسان بخلاف اول کیونکہ قلت اون منکرین زکوۃ کے
باطل ہوی اور یہ کل تقریرین بنابر تسلیم وفرض کے ہے والا نہ کلام
صاحب نہایہ ومجمع مین قلت کا وجود ہی نہین ہے کہ تاویل کی حاجت
ہو کیونکہ صاحب نہایہ نے کہین دعوے قلت کا نہین کیا ہے اور
نہ تصغیر اصحابی کو مانا ہے اونکی تقریر بقطع نظر ان امور سے ہے
پس مرتدین خواہ قلیل ہون خواہ کثیر مفاد حاصل ہے اور اونکے
نزدیک جملہ مرتدین کا ایک حکم ہے خواہ منکر زکوۃ ہون خواہ مرتد
عن الاسلام مقصود اونکا یہی ہے کہ یہ حدیث بعض مخصوصین صحابہ
کبار کے بارے مین ہے نہ مرتدین کے جو جفاۃ اعراب سے تھے
والا علی اعقابہم کے قید لغو ہوتی اور صحابہ سے کوئی مرتد ہی نہوا جنکے
بارے مین یہ حدیث ہو سکے پس ضرور ہے کہ ارتداد سے تخلف
عن الواجبات مراد ہو جنکی صحابہ مرتکب ہوے وہو المطلوب

لیکن دلیل ثالث یعنے قولہ اماثالثاً پس دلیلی کہ برارادہ معنی کفر در ہر
دومقام خیال کرد قبول کردنیست زیراکہ بعد تصریح بمعنی کہ از ارتداد
تخلف مراد ست ضرورتے نیست کہ ہر جا قید علی اعقابہم اضافہ کنند
وتکیہ کلام خویش گردانند بلکہ میتوان گفت کہ صاحب نہایہ جائیکہ ردت
کفر بعد از تصریح درین عبارت کہ ارتداد بر تخلف محمول ست ارادہ
کرد ردت را مضاف بکفر نمود وصاحب مجمع البحار لا عن الاسلام اورده
حیث قال وفی حدیث الحوض لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم اے
متخلفین عن بعض الواجبات لا عن الاسلام الخ پس باین
قرینہ معلوم شد کہ در ہر دومقام نفی واثبات ہمان تقصیر وتخلف
مراد است کہ سخن دران میرود لاغیر والاظاہر ان بود کہ میگفتند لم یکفر
احد من اصحابہ بعدہ وانما کفر قوم من جفاۃ الاعراب مثلاً
انتھی پس خرافت اس تقریر کی ظاہر ہے کیونکہ اولاً مآل دونون کا
واحد ہے خواہ متخلفین عن بعض الواجبات صرف کہین یا نظر
مزید توضیح لا عن الاسلام بہی اوسکے ساتھ اضافہ کرین ثانیاً
اوس قرینہ کو مولویصاحب نے نہین بیان کیا جو مشار الیہ باین
قرینہ معلوم شد کا ہوسکے اگر اضافہ لفظ لا عن الاسلام کو قرینہ
سمجھا ہے تو رع برین عقل ودانش بباید گریست اب ہم خود آپ ہی
کو حکم بد دیتے ہین کہ اگر صرف متخلفین عن بعض الواجبات صاحب
نہایہ نے کہا تو کیا مولویصاحب اوس سے مرتدین عن الاسلام
سمجھتے ہین علاوہ بران خود ہی سابقاً مولویصاحب ناقل ہین کہ
صاحب نہایہ نے ردہ کو مضاف بسوی کفر کیا اور صاحب مجمع نے

لاعن الاسلام اضافہ کیا جس سے معلوم ہوا کہ اس ردہ کفری یا عن الاسلام
کو ایک کیواسطے یعنے جفاۃ اعراب کے لئے ثابت کیا اور اصحاب سے نفی کیا
اور تخلف عن الواجبات کو صرف اصحاب کے لئے ثابت کیا وہو المطلوب
رابعاً یہ کہنا مولویصاحب کا کہ لم یکفر احد من الصحابۃ کیون نہ کہا پس دلیل
کمال علمی حضرت مخاطب ہے کہ ہنوز ردہ و کفر مین اونکو فرق نہین معلوم
ہوا بعد اسلام وہ لوگ مرتد ہوے تھے یا کافر اور چونکہ نفس حدیث شریف
مین لفظ ردہ وارد ہے اسوجہ سے اسکی حاجت ہوئی فتعلم لیکن دلیل
رابع بقولہ اما الجا الخ پس چونکہ مولویصاحب بکمال طوالت بیان کرتے
ہین کہ بالفعل شروع بخاری خاص کر شرح کرمانی ہمکو ملی اور اوس سے بہی
تقویت احتمال اول کے ہوئی الخ لہذا یہ کلام نہ قابل نقل ہے نہ لایق
التفات کیونکہ یہ وہی عبارت کرمانی ہے جسکا حال سابقاً مذکور ہوا چونکہ
ہمکو کوئی عذر اسمین نہین ہے کہ کرمانی اسی کے قایل ہین کہ مراد اس حدیث
سے وہی جفات اعراب ہین لہذا نہ محتاج تردید ہے نہ لایق التفات
خصوصاً درصورتیکہ سابقاً مقصود کرمانی کو باطل کر چکے پس یہ تطویل
مولویصاحب خالی از تحقیق ہے بہرکیف کرمانی کی عبارت سے نہایۃ
کے کیونکر تائید ہوگی کیا محدث جزری و گجراتی یہ نہ کہین گے ہم الرجال
نحن الرجال بالجملہ ہر عالم اور مجتہد اپنی اپنی تحقیقات کا مالک ہے اوسکو کچہہ
ضرور نہین ہے کہ تقلید کرتا پھرے پہلی مولویصاحب محدث جزری
کا مقلد کرمانی ہونا ثابت کرین تب یہ دعوے پیش کرین وہو غیر ممکن
اور دلیل شافی و برہان کافی اسبات پر یہ بہی کہ کرمانی وغیرہ نے برارت
صحابہ پر تخلف عن الواجبات سے الحمد للہ رب العالمین کما بخلاف

ص ۲۷۱

محدث جزری و محمد طاہر گجراتی کے کہ چونکہ حسب تحقیقات انکی وہی
صحابہ کبار کے بعض افراد مصداق احداث قرار پائی اور ارتداد یعنی تخلف
عن الواجبات مین مبتلا نظر آئی لہذا الحمد للہ نہ کہا اور بات بہی ایسی ہے
ہی کہ اسپر شکر نکرین پس بخوبی معلوم ہوا کہ تحقیقات دونون کی علیحدہ علیحدہ
ہین نہ واحد وہذا آخر الکلام فیما یتعلق بہذا المقام پس الحمد للہ کہ کلام محدث
جزری صاحب نہایہ اور محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار سے ثابت
ہوا کہ مورد اس حدیث اصحابی کے صحابہ کبار کے بعض افراد ہین نہ
منکرین زکوٰۃ جنکے ارتداد پر صحابہ خصوصاً خلیفہ اول کا اجماع ہوا اور جو
کچھہ اجمال یا تکلف یا خفا ان دونون کلامون مین تہا اوسکو فاضل فضل
ابن روزبہان نے صاف کر دیا اور رگ و ریشہ تک کو مولویصاحب کی قطع
کر دیا ہر چند آخر مین خود بہی بلحاظ شرکت تعصب مذہبی کرمانی کے ہم آواز
ہوے چنانچہ اپنی ابطال الباطل مین بعد نقل عبارت جناب علامہ حلی رح
و ذکر چند احادیث فضایل و مناقب صحابہ صحیحین وغیرہ سے بجواب
جناب علامہ لکہتے ہین ما روی من الجمع بین الصحیحین ان رسول اللہ
یقال لہ لا تدری ما احدثوا بعدک فاتفق العلماء ان ہذا فی اہل
الردۃ الذین ارتدوا بعد وفاۃ رسول اللہ ص وہم کانوا اصحابہ فی
حیوتہ ثم ارتدوا بعدہ ویدل علیہ الاحادیث والاخبار التی
ستذکر بعد ہذا ولا شک ان ہذا لم یرد فی شان جمیع اصحاب
محمد ص بالاجماع لان فیہم من لم یتغیر ولم یبدل بعدہ بلا خلاف
فہو من اہل النجاۃ بلا نزاع فان ارید بہ من بدل بعض
التبدیل ولم یبلغ الارتداد فلیس فی الاصحاب الا من بدل

بعض التبدیل فیرجع الوعید الی الاکثر فلزم ان لا یهتدی بهدیٰ
الا نفر محدود فی کل عصر من الاعصار وهذا منافی ماذکره رسول
الله من کثرة امته یوم القیامة وانه یباهی بهم الامم کما ورد فی
صحاح الاحادیث وان ارید به التبدیل الی حد الکفر فهو عین المدعی
فلزم من هذه المقدمات ان هذا الحدیث وامثاله فی هذا الباب
واردة فی شان اهل الردة کما قال العلما انتهی اور اس تحریر دلپذیر
سے بوجوہ عدیدہ تائید ہماری مطلوب کے ظاہر ہے پہلے یہ کہ
کہا وہ لوگ جنکے بارے مین یہ حدیث وارد ہے اصحاب آنحضرت تھے
بعد اوسکے مرتد ہوگئے عین دعوے اہلحق ہے کہ جو لوگ حیات آنحضرت
مین زمرہ صحابہ سے شمار کیے جاتے تھے اونہین لوگون سے کچھہ لوگ
بعد وفات حضرت مورد لعن وطعن ومصدر عذاب جبار وقہار
ہوے پس وہ کلیہ اہلسنت کہ الصحابۃ کلہم عدول اور مطلق صحابیت
کا موجب مدح وثنا ہونا باطل ہوا اور اسیطرح اگر دیگر صحابہ بہی
مصدر لعن وطعن ہون تو کونسا امر تعجب خیز ہے جو اہلسنت واسطے
فریب دہی عوام کے حیلہ صحابیت پیش کرتے ہین کہ بہلا صحابی رسول
سے کبہی ایسے امور ہوسکتے ہین چنانچہ اسی بنیاد پر شاہصاحب نے
عقل اہلحق کو مورچہ سے بہی کم قرار دیا کہ حضرت سلیمان کی فیض صحبت
کا یہ اثر ہوا کہ مورچون نے اپنی قوم کی تعلیم کی اور خاتم النبیین افضل
المرسلین کی صحبت کا یہ بہی اثر نہو کہ صحابی آپ کے ظلم وفسق وفجور
سے محفوظ رہین الی غیر ذلک من التقریرات پس اس تقریر نے
شاہ عبد العزیز کی اوس دمدمہ کو گرادیا جسمین خود شاہصاحب نے

ان مرتدین کو شرف صحابیت سے خارج کیا تھا اور کہا کہ کوئی اہلسنت
سے اونکو اصحاب نہین کہتا دوسرے یہ کہ فاضل مذکور کہتے ہین
کہ باتفاق علما وہ مرتدین صحابہ رسول تھے اور احادیث کثیرہ واخبار
شہیرہ اسپر دال ہین پس اس سے حکم شذوذ یعنے بعض علما کا قایل
بصحابیت مرتدین مذکورین ہونا بھی باطل ہوا کیونکہ یہ امر باتفاق علما
واخبار کثیرہ ثابت ہے تیسرے یہ کہ فرماتے ہین یہ حدیث تمامی صحابہ کے
حق مین نہین وارد ہے کیونکہ بعض اصحاب سے ایسے ہین جن سے
کوئی تبدیل وتغییر نہین واقع ہوئی اور وہ لوگ بلانزاع اہل نجات سے
ہین پس معلوم ہوا کہ صحابہ مقبول فریقین اس الزام سے بری ہین اور
بلانزاع وبلاخلاف وہی اہل نجات سے ہین اور وہ لوگ نہین ہین
مگر امثال حضرت ابوذر وسلمان فارسی ومقداد وعمار وغیرہ کہ عند الفریقین
مقبول وممدوح ہین اونکو فاضل مذکور انطباق سے اس حدیث کی
خارج کرتے ہین تو اب ساری فضولی مولوی حیدر علی کی مسلک ثانی مین
باطل ولغو ہوگئے کہ خود اہلسنت مخالف اجماع کو باطل قرار دیتے ہین
چوتھے یہ کہ فاضل مذکور کہتے ہین کہ اگر مقصود یہ ہے کہ جسنے کچھ بھی
تبدیل کیا ہو اگرچہ حد ارتداد پر نہ پہونچا ہو وہ اسمین داخل ہین تو اصحاب
مین بہت کم لوگ ایسے ہین جنہونے کچھ تبدیل نہ کیا ہو تو اس صورت
مین وعید اکثر صحابہ کیطرف راجع ہوتا ہے پس اس سے مولوی صاحب
کی تاویلین کلام محدث جزری مین اور بھی باطل ہوئین کیونکہ مولوی صاحب
کہتے ہین کہ الحمد للہ کبار صحابہ سے کوئی تبدیل وتغیر وتاخیر از حقوق
واجبہ سرزد نہوئی اور ابن روزبہان ہانک پکار کر کہتے ہین کہ سواے

اون صحابہ کی جو مجمع علیہم اور مقبول فریقین ہین کوئی صحابی ایسا نہین ہے
جس سے تبدیل وتغیر نہین ہوی پس الحمد للہ کہ خود ابن روزبہان
کی تقریر سے ثلاثہ ومعاونین کا اونکے جو یقینی مقبول الفریقین اور مجمع
علیہ طرفین نہین ہین بلکہ خود ایک فریق کے نزدیک بہی مبرا عن الخطا
والزلل نہین ہین مصدر تبدیل وتغیر وتاخیر وتخلف عن الحقوق الواجبہ ہونا
ثابت وظاہر ہوا باقی جو فاضل مذکور استعجابا کہتے ہین کہ اس بنیاد پر
لازم آتا ہے کہ وعید راجع بہ اکثر ہوا اور فیض قدم سے آنحضرت کی ہدایت
بہت کم لوگون کو ہوی ہو حالانکہ خود حضرت نے اکثر احادیث مین
خبر دی ہے کہ اسقدر ہماری امت ہوگی بروز قیامت کہ ہم دیگر انبیا
کی امتون پر فخر ومباہات کرینگے پس یہ استعجاب حضرت کا خود عجیب
ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا تہتر فرقے ہونگے ہماری امت کے جنمین
ایک ناجی ہوگا باقی ناری اور کہانسے معلوم ہوا کہ یہ فخر اوسیوقت کی
امت موجودہ وصحابہ حاضرین کی نسبت ہے ممکن ہے کہ حضرت کے
بعد یہ کثرت مع ہدایت آپ کی امت مین ہو جیسا کہ خود حضرت نے
امت مابعد کو حاضرین صحابی سے افضل فرمایا ہے اور باتفاق فریقین
مسلم ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے زمانہ مین تمامے
روے زمین ایک مذہب ہوگا اور سب اخیار وابرار ہونگے نہ منافق
واشرار پانچوین فاضل مذکور کہتے ہین کہ اگر تبدیل سے مراد وہ تبدیل
ہے جو حد کفر پر پہونچے ہو تو یہ عین مدعی ہے پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث
اہل ردہ کے بارے مین وارد ہے مگر چونکہ خود مولوی صاحب نے
اس احتمال کو لیجئے یہ کہ یہ حدیث اون مرتدین مین وارد ہے جو کافر

ہوے باطل کیا ہے لہذا کوئی حاجت اسکی ابطال اور تردید کی نہین ہے
فان الباطل باطل پس الحمد للہ کہ فاضل فضل ابن روزبہان نے مولویصاحب
کے کل اباطیل کو باطل کردیا کہ اکثر صحابہ کے تبدیل وتغیر کو بخوبی ثابت
کیا اور جو کچھہ اس عبارت مین گنجلک تہی اوسکو محقق دہلوی اہلسنت
شاہ عبد الحق نے شرح مشکوۃ مین باتفاق علما صاف کردیا کہ مورد
اس حدیث اصحابی کے وہی صحابہ ہین جنہون نے حقوق اہلبیت مین کسیطرح
کی تقصیر کیا اور مودۃ القربی ایسے واجب کے بجا آوری مین کسی طرحکا
تخلف کیا کما مرّ ویجی فیما بعد انشاء اللہ فالحمد للہ حمداً جزیلاً علی
ما ظہر الحق ولاح فاطف السراج وقد طلع الصباح اور ہرگاہ
یہ ادلہ ساطعہ وبراہین قاطعہ جو واسطے ابطال تقریرات اہل ضلال کے
ذو الفقار حیدر اور سیف اللہ الاکبر ہین ملاحظہ ارباب انصاف مین
درآئی تواب اور ادلہ کو ملاحظہ کرنا چاہیے جس سے طرق استدلال
اہلحق ظاہر اور حجت خدا سب پر واضح وباہر ہوجاے وقد جاء
الحق وذہق الباطل ان الباطل کان ذہوقا فالحمد للہ کما ہو
اہلہ والصلوۃ والسلام علی محمد واہلہ تم الحصۃ الثانیہ
من حصص سیف اللہ الاکبر ویتلوہا المجلد الثالث انشاء اللہ تعالے



